SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, 13th November, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past three in the evening with Mr. Acting Chairman (Mir Jan Muhammed Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من کان یرید العاجلة عجّلنا له فیها ما نشآءُ لمن نّرید ثمّ جعلنا له جهنّم یصلٰها مذموماً مدحورا۔ ومن اراد الاٰخرة و سعیٰ لها سعیها و هو مومن فاولٰئکِ کان سعیهم مشکورا۔ کلاّنمد هٰولاٰء و وهٰولاءِ من عطآءِ ربّک وما کان عطآءُ ربّک محظورا۔ انظر کیف فضّلنا بعضهم علیٰ بعض وللاٰخرة اکبردرجٰت وّ اکبر تفضیلا۔ لا تجعل مع اللہ الٰها اٰخر فتقعد مذموماً مّخذولا۔

ترجمہ: جو کوئی صرف دنیا کی خوشحالی (کی صورت میں اپنی محنت کا جلدی بدلہ) چاہتا ہے تو ہم اسی دنیا میں جسے چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, 13th November, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past three in the evening with Mr. Acting Chairman (Mir Jan Muhammed Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من کان یرید العاجلة عجّلنا له فیها ما نشآءُ لمن نّرید ثمّ جعلنا له جهنّم یصلٰها مذموماً مدحورا۔ ومن اراد الاٰخرة و سعیٰ لها سعیها و هو مومن فاولٰئکِ کان سعیهم مشکورا۔ کلاّنمد هٰولاٰء و وهٰولاءِ من عطآءِ ربّک وما کان عطآءُ ربّک محظورا۔ انظر کیف فضّلنا بعضهم علیٰ بعض وللاٰخرة اکبردرجٰت وّ اکبر تفضیلا۔ لا تجعل مع اللہ الٰها اٰخر فتقعد مذموماً مّخذولا۔

ترجمہ: جو کوئی صرف دنیا کی خوشحالی (کی صورت میں اپنی محنت کا جلدی بدلہ) چاہتا ہے تو ہم اسی دنیا میں جسے چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں

جلدی دے دیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لیے دوزخ بنا دی ہے جس میں وہ ملامت سنتا ہوا (رب کی رحمت سے) دھتکارا ہوا داخل ہو گا۔ اور جو شخص آخرت کا خواہشمند ہوا اور اس نے اس کے لیے اس کے لائق کوشش کی اور وہ مومن (بھی) ہے تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش مقبولیت پائے گی۔ ہم ہر ایک کی مدد کرتے ہیں ان (طالبان دنیا) کی بھی اور (طالبان آخرت) کی بھی (اے حبیب مکرم! یہ سب کچھ) آپ کے رب کی عطا سے ہے' اور آپ کے رب کی عطا (کسی کے لیے) ممنوع اور بند نہیں ہے۔ دیکھیے ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر کس طرح فضیلت دے رکھی ہے اور یقیناً آخرت (دنیا کے مقابلہ میں) درجات کے لحاظ سے (بھی) بہت بڑی ہے اور فضیلت کے لحاظ سے (بھی) بہت بڑی ہے۔ (اے سننے والے) اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ بنا (ورنہ) تو ملامت زدہ (اور) بے یارو مددگار ہو کر بیٹھا رہ جائے گا۔ سورۃ بنی اسرائیل (آیات 18 تا 22)

جناب قائم مقام چیئرمین، کامران صاحب' ذرا مجھے leave applications پڑھ لینے دیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! مسئلہ یہ ہے کہ ایک دن ہم ایک مسئلہ اٹھاتے ہیں تو دوسرے دن' دوسرا مسئلہ create کر دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل. we will just take it up. امجد عباس صاحب' طاہر مشہدی صاحب just give me two minutes. میں leave applications پڑھ لوں کیونکہ کل بھی State Bank کا discount کا مسئلہ اچانک اٹھ گیا تھا جس کی وجہ سے کل کی leave applications رہ گئی تھیں۔ جن honourable Senators نے کل کے اجلاس سے leave کی درخواست دی تھی تو ان کی درخواست بھی آپ منظور کریں۔

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر ساجد میر نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر

گزشتہ سینتالیسویں مکمل اجلاس اور موجودہ اجلاس میں مورخہ 10 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: حافظ عبدالمالک قادری صاحب فریضۂ حج کی ادائیگی کے سلسلے میں سعودی عرب گئے ہوئے ہیں۔ اس لیے انہوں نے حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب سعید احمد ہاشمی نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 10 تا 13 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: بابر اعوان صاحب کی پرانی leaves رہ گئی تھیں، اب تو ان کی ساری چھٹیاں منسوخ ہو گئی ہیں لیکن اب میں پڑھ دیتا ہوں۔ اس وقت سینیٹر تھے، اس وقت ماشاء اللہ Federal Minister, Parliamentary Affairs ہیں، میڈم مہرین کے boss اور ہمارے دوست ہیں۔ ظہیرالدین بابر اعوان مورخہ 4th, 5th, 7th, 8th, 26th, 28th August, 1st, 4th, 5th and 8th September کو اجلاسوں میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟ یہ back date والی ہیں، ابھی والی نہیں ہیں، اب تو ان کی چھٹیاں منسوخ ہیں۔

سینیٹر آغا شاہد حسن بگٹی: Advance چھٹیاں بھی منظور کر لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Advance چھٹیاں دیں گے تو پھر ہماری بہن مہرین ادھر بھی اور National Assembly میں بھی پھنسی ہوں گی۔ چلیں منظور کر دیں۔ مہربانی کریں، اس وقت سینیٹر تھے، وفاقی وزیر پر بے شک مہربانی نہ کریں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا اس سے پہلے تھوڑے سے motions ہیں۔ اگر

we can take up motions then we will go to the point of orders. ایک ' ایک دو '
دو منٹ میں کر لیں کیوں کہ urgency ہے' and I felt it کہ آپ نے' امجد عباس صاحب'
طاہر مشہدی صاحب نے بھی request کی ہے۔ میرا خیال ہے نصیر مینگل صاحب اور آپ کا
اکٹھا ہی نکلے گا جب آپ سنیں گے۔ جی کامران مرتضیٰ۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! کل ہم نے بلوچستان کا رکوڈک کا مسئلہ اٹھایا تھا۔
بابر صاحب نے commit کیا تھا کہ آج اس کا response دیں گے۔ آج ابھی تک respond
کرنے کے لیے تو نہیں آئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم آئی ہوئی ہیں۔ پہلے اس پر response نہ لے
لیں؟

Motion

Delays in the Construction of Roads in Balochistan

سینیٹر کامران مرتضیٰ: نہیں پہلے یہ لے لیں' پھر دونوں کو respond کر دیں۔
جناب! NHA نے بلوچستان بھر میں شاہراہوں کی تعمیر روک دی ہے۔ ان شاہراہوں میں
متاثرہ projects وڈ تا بیلہ ہیں۔ گوادر تا رتوڈیرو ہیں۔ قلات تا چمن اور دیگر قومی شاہراہیں ہیں۔
جناب! اب 43% ہے' پہلے fortunately or unfortunately ہماری شاہراہیں زیادہ ہیں'
ہماری سڑکوں کی length زیادہ ہے۔ اب اگر length زیادہ ہے تو اس کے لیے زیادہ funds
چاہیے ہوتے ہیں۔ Funds زیادہ چاہیے ہوتے ہیں مگر اس کے باوجود funds نہیں ملتے۔ پھر
اگر خدا خدا کر کے کوئی کام شروع ہو جاتا ہے تو اس کو اس طرح سے روک دیتے ہیں۔ پچھلے
دنوں بھی ہم نے point out کیا تھا کہ کوئٹہ تا چمن روڈ پانچ' چھ' سات سالوں سے شروع ہے'
مٹی کھا' کھا کر' ہمیں اور تو کچھ کھانے کو نہیں ملتا' ہم مٹی کھاتے ہیں اور مٹی کھا کر گزارا کر
رہے ہیں۔ پھر مستونگ سے آگے' مستونگ تک تو شاید انہوں نے ٹھیک کر دی ہے' کوئٹہ سے
شروع ہوئی تھی' قلات تک ہے جناب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: نہیں ہوئی۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: نہیں ہوئی؛ میرا خیال ہے میں نے پچھلے دنوں سنا تھا لیکن وہ سڑک بھی ٹھیک نہیں ہوئی اور اس کے بعد یہ جتنے بھی roads بتائے ہیں' وہاں پر بھی لوگ مٹی کھاتے رہیں گے۔ جناب! یہ لوگ کب تک بلوچستان کے ساتھ ظلم کرتے رہیں گے؟ یہ ہماری اپنی حکومت ہے' یہ جمہوری حکومت ہے' اگر پچھلا دور ہوتا تو شاید ہم کسی سے گلہ کرتے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم بلوچستان کے مسائل حل کریں گے۔ یہ تو چھوٹے چھوٹے مسائل ہیں۔ یہ وہ معاملے ہیں' یہ خود اختیاری یا خود مختاری کے یا کوئی Constitutional amendments نہیں ہیں۔ Funds دینے ہیں' چار پیسے دینے ہیں جو منظور ہوئے ہوئے ہیں۔ 40% development fund بھی روکے ہوئے ہیں' شاہراہیں آپ نے بند کر دی ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے جناب؟

جناب قائم مقام چیئرمین: نصیر مینگل صاحب۔ تھوڑا مختصر کریں کیونکہ ہم نے وقت کی بچت بھی کرنی ہے اور آپ سے گزارش ہے کہ آج انشاء اللہ House prorogue بھی کرنا ہے۔ اس کے بعد رات کو میں میزبان ہوں۔ میزبان کی بھی request ہوتی ہے کہ وقت پر آئیں۔ ساڑھے آٹھ نہیں نو بجے تک اکٹھے کھانا کھالیں گے۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین صاحب! ہمیں بولنے تو دیا کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بالکل بولیں۔

سینیٹر آغا پری گل: یہاں دنیا برباد ہو رہی ہے اور آپ time کے پیچھے لگے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اللہ کسی کو نہ برباد کرے۔

سینیٹر آغا پری گل: آپ کم از کم ہمیں بولنے دیں' ہم اپنے دکھڑے سنائیں' یہاں پر کام تو نہیں ہوتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی' جی آپ کو time دیں گے۔ نصیر مینگل صاحب۔ Yes, Madam,you are right, I am inconsonance with you. آپ کا mike on. ہے۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل: کامران صاحب نے ابھی take up کیا ہے کہ میں

تین دن پہلےاس road پر گیا تھا' وہاں پہلے سے ہی کام نہیں ہو رہا ہے اور وہاں پر کافی accidents ہوتے ہیں جو تین گھنٹے کا راستہ ہے' اس میں سات گھنٹے لگتے ہیں۔ آج NHA کی طرف سے اخبارات میں آیا ہے' مجھے کافی telephones بھی آئے ہیں' لوگوں میں کافی پریشانی ہے۔ جب funds مل رہے تھے تو حسنین کمپنی کے کوئی ریاض صاحب ہیں' کوئی یوسف صاحب ہیں' پتا نہیں کون یونس ہے' وہاں کوئی available نہیں ہوتا ہے' وہاں پر کام نہیں ہوتا' accidents ہو رہے ہیں' گاڑیوں کی ٹوٹ پھوٹ ہوتی ہے۔ اب اخبارات میں آیا ہے کہ NHA کے پاس funds نہیں ہیں تو ان کو اور بہانہ مل جائے گا۔ اس میں ہماری حکومت وقت سےاور آپ کے توسط سے ربانی صاحب سے یہی عرض ہے کہ ان کو کہا جائے' ایک تو ان کو funds ملیں اور جب fund ملتا ہے تو کام نہیں ہوتا ہے۔ اس کو expedite کیا جائے اور وہاں پر پانی کا چھڑکاؤ ہو تا کہ accidents کم ہوں اور لوگوں کی اموات نہ ہوں اور نقصانات نہ ہوں۔

ساتھ ہی یہ ہے کہ بیلہ سے وڈ تک 100 میل کا جوعلاقہ ہے کراڑو سیکشن میں سونارو' باڑہ لک وغیرہ ہیں' یہ وہاں کے لوگوں کو بالکل neglect کر رہے ہیں' وہاں کے لوگوں کو accommodate نہیں کر رہے ہیں' صرف چند افراد کی سرپرستی میں ان کو دے رہے ہیں۔ لہذا' اس احساس محرومی کو جیسا کہ حکومت وقت کوشش کر رہی ہے کہ بلوچستان کے مسائل حل ہوں تو مسائل احساس محرومی کے ہیں' چاہے وہ road کی صورت میں ہوں یا دوسرے مسائل ہوں۔ جب تک وہاں کے مقامی لوگ جو site پر ہیں' ان کو چپڑاسی' چوکیدار' ڈرائیور اور دوسری نوکریاں نہیں ملیں گی' اگر آپ دوسرے علاقوں سے لائیں گے تو آپس میں نفرت اور جھگڑا پیدا ہو گا۔ یہ کام expedite کیا جائے' funds کا اہتمام کیا جائے اور ساتھ ہی وہاں کے جو local area کے لوگ ہیں' ان کو وہاں پر چھوٹے کاموں کے لیے روز گار دلایا جائے۔ Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی. thank you. میڈم پری گل! آپ کے بعد ولی بادینی پھر roads کے سلسلے میں سارے دکھ ہیں۔ تھوڑا مختصر کرتے جائیں تو میں پھر آپ کو تھوڑی سی information بھی دیتا ہوں تو we will move accordingly. جی میڈم۔

سینیٹر آغا پری گل: بہت بہت شکریہ۔ جس طرح کامران مرتضٰے اور نصیر مینگل نے

کہا' میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ مجھے سمجھ نہیں آتی ہے کہ ہمارے اتنے بڑے بڑے routes ہیں' پتا نہیں کن کے رشتے داروں کو ٹھیکہ دیا جاتا ہے۔ آپ قلات اور مستونگ کے راستے پر جائیں' وہاں پر روزانہ اتنے لوگ مرتے ہیں' اتنے اتنے گڑھے ہیں۔ پہلے تو تھوڑی بہت بجری ڈالی ہوئی تھی' لوگ چلتے ' پھرتے تھے' بچ جاتے تھے۔ اب اتنے بڑے گڑھے ہیں۔ جب آپ کوئٹہ سے قلات' مستونگ تک چلے جائیں یا لورالائی side سے ژوب جائیں' آپ یقین کریں کہ یہ ٹھیکیدار ایسا منحوس ٹھیکیدار ہے کہ اس نے ساری سڑکوں کو توڑ کر گڑھے بنا دیے ہیں۔ آپ لوگ کہتے ہیں کہ جلدی جلدی مکاؤ' مکاؤ' مکاؤ' مکاؤ والی بات نہیں ہے۔ Senate کس لیے بنا ہے' ظاہر ہے' ہم اپنے دکھڑے یہاں پر سنانے کے لیے آتے ہیں تو آپ لوگ ذرا action لیں' کم از کم enquiry کریں۔ آپ لوگ جلدی جلدی کر کے بس دن پورے کر کے نکل جاتے ہیں' پھر دوسرے مہینے آتے ہیں۔ خدا کے لیے ایسا مت کریں' آپ ایک دو پر action لیں تو پھر دوسرے ماں کے لال کو جرات نہیں ہو گی کہ وہ اس طرح بلوچستان کے ساتھ غداری کرے۔ میں آپ سے پرزور request کرتی ہوں' کمیٹی بنائیں' enquiry کریں اور بلوچستان کے جتنے بھی ممبران ہیں' ان کو کمیٹی میں رکھیں اور enquiry کریں کہ بلوچستان کے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ Thank you جی۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی thank you ولی بادینی صاحب۔ مولانا صاحب! پھر آپ کی طرف آ رہے ہیں۔ آپ کی طرف آ رہا ہوں' آپ بھی اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی، جناب! ایک اور غریب province ہے' ہماری طرف بھی دیکھ لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں' آپ کی طرف تو آ رہا ہوں' آپ بھی highways کے سلسلے میں بولنا چاہتے ہیں۔ ذرا مختصر کریں پھر میں آپ کو تھوڑی اپنی information دیتا ہوں جو میرے پاس ہے۔ جی ولی بادینی صاحب۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

سینیٹر آغا پری گل، جب کمیٹی بنائیں تو لطیف کھوسہ صاحب اس میں ضرور ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کھوسہ صاحب ہی ہوں گے جو آپ کی کمیٹی tackle کریں گے۔

سینیٹر آغا پری گل: ضرور رکھیں تا کہ صحیح enquiry ہو۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جہاں funds کا معاملہ ہے تو تقریباً چار مہینوں سے NHA والوں کو نہیں مل رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جس area کی بات ہو رہی ہے' اس کے لیے advance پیسے لیے ہیں' اس میں کوئی funds کا مسئلہ نہیں ہے۔ خورشید شاہ صاحب نے meeting کرائی' اس کو warning دی اور warning کے باوجود کام ایسے ہی پڑے ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے میں نے اسی floor پر کہا تھا کہ وہ بڑا طاقتور ہے' اس تک کسی کا ہاتھ نہیں پہنچتا ہے اور بلوچستان کے سارے roads اس کے پاس ہیں' جتنے بھی main roads ہیں' وہ اس کے پاس ہیں جو کام کرتا ہے' اس کو پیسے نہیں ملتے ہیں جو کام نہیں کرتا ہے' وہ زیادہ لے گیا ہے۔ اب department بھی پھنسا ہوا ہے' سارے پھنسے ہوئے ہیں' اس کو requests کر رہے ہیں' ابھی جیسے کہہ رہے تھے کہ مستونگ والا road ہے' وہ بھی complete نہیں ہے۔ اس سے آگے خضدار تک یہی حال ہے' ادھر چمن side پر بھی ٹھیکہ دیا ہوا ہے۔ صوبائی Government نے جو کام دیا تھا' اس سے لے لیا ہے لیکن یہ Government ابھی تک اس سے کام بھی نہیں لیتی ہے اور نہ اس سے کام کروا سکتی ہے۔ ہماری گزارش ہے کہ یا تو اسی سے کام کروائیں اور جلدی ختم کرائیں' اگر نہیں ہوتا ہے تو اس سے return کریں۔ اس کے لیے کیوں دوبارہ انتظار کر رہے ہیں' return کریں۔

ہم نے جتنی بھی کمیٹیاں بنائی ہیں' کچھ نہیں ہوا ہے' ہم نے meeting کی ہے' ڈاکٹر عبدالمالک ہو کر آئے ہیں' بنگزئی صاحب بھی ہو کر آئے ہیں بلکہ بنگزئی صاحب ان کے ساتھ قلات تک گئے ہیں لیکن اس کے باوجود کچھ نہیں ہوا ہے' ادھر پڑے ہوئے ہیں۔ ابھی سات ارب روپے کا کام اسی ٹھیکیدار کو قلعہ سیف اللہ میں دیا ہے' اس کو tender دیا ہے' سات ارب روپے کا کام اسی ٹھکیدار کو دیا ہے جو کام نہیں کر رہا ہے' میرا خیال ہے کہ اس کی report

بھی آپ کے پاس آئی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: یہ report پہنچی ہے' اس میں بڑے جھگڑے ہوں گے' ہماری request ہے کہ یہ tender cancel کروائیں۔ جناب شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی .thank you مولانا حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: وہ پسماندہ' محروم اور غریب بلوچستان کی بات کر رہے ہیں اور میں اسی میں بھی اپنا حصہ ڈالنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک ہماری شاہراہیں ہیں جو NHA کے زیر انتظام ہیں۔ ایک تو کراچی سے کوئٹہ' کوئٹہ سے ژوب' کوئٹہ سے چمن' کوئٹہ سے جیکب آباد' کوئٹہ سے تفتان' کوئٹہ سے پنجگور' کوئٹہ سے تربت اور کوئٹہ سے گوادر تک جائیں۔ جناب چیئرمین! میں challenge کرتا ہوں کہ اس دور میں جوکہ پاکستان کے باقی حصوں میں کسی نہ کسی درجے میں سڑکوں کی تعمیر بہتر ہوئی ہے۔ ان سڑکوں میں سے کسی پر بھی یعنی اگر آپ کراچی سے کوئٹہ پہنچیں گے تو میرے خیال میں آپ سب سے پہلے ہسپتال جائیں گے' اپنی پسلیوں کو check کروائیں گے کہ کیا میری پسلیاں درست ہیں۔ کسی مریض کو قلات سے کوئٹہ تک پہنچانا بڑا مشکل ہو گیا ہے۔ ایک دفعہ جنرل فرخ صاحب جو NHA کے Chairman تھے' وہ میرے ساتھ T.V channel پر بیٹھے ہوئے تھے اور بڑے بلند و بانگ دعوے کر رہے تھے تو میں نے ان سے کہا کہ میرا صوبہ ہے' میں زیادہ by road سفر کرتا ہوں۔ آپ بتائیں کہ ان تین چار سالوں میں آپ کی کون سی سڑک مکمل ہوئی ہے۔ سوائے اس کے ڈیرہ مراد جمالی سے' ڈیرہ اللہ یار سے سبی تک یہ سڑک سابق Prime Minister محترم جناب ظفر اللہ جمالی صاحب کے دور میں مکمل ہوئی۔ ایک سڑک جو کوئٹہ سے وڈ تک ہے' یہ مرحومہ محترمہ بےنظیر بھٹو صاحبہ کے دور میں بنی تھی۔ اس کے علاوہ آپ پورے صوبے میں چھان ماریں کہیں بھی ایسی سڑک نظر نہیں آتی جو جنرل پرویز مشرف کے دور میں بنی ہو یا اس کے آگے پیچھے بنی ہو یا اب تک اس پر کام ہوا ہو۔

بدقسمتی یہ ہے کہ ہم تھوڑا بہت شد بد رکھتے ہیں کہ جب بھی کسی سڑک کی تعمیر کا

فیصلہ ہوتا ہے تو دس، دس کلو میٹرز کے فاصلے پر سڑک توڑتے ہیں اور پہلے اس کو بناتے ہیں پھر آگے بڑھتے ہیں۔ کوئٹہ قلات سے 150 metres ہے، پوری سڑک کو ادھیڑ دیا گیا ہے۔ اب جیسے بادینی صاحب نے فرمایا کہ ہم دو گھنٹے کا سفر چار گھنٹے میں طے کرتے ہیں، پانچ، گھنٹے کا سفر، چھ گھنٹے میں کرتے ہیں، وہ بھی تب جب اپنی private گاڑی ہو، اپنی گاڑی ہو۔ یہاں ہر اجلاس میں بلوچستان کے ساتھی چیختے ہیں، چلاتے ہیں کہ خدارا اگر محکمے کا Chairman نااہل ہے، کوئی متعلقہ ٹھیکیدار نااہل ہے تو ان کو blacklist کیا جائے، ٹھیکیداروں کو کوئی کمی نہیں ہے۔ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے، اگر پیسہ نہیں تھا تو اس طرح کیوں کیا گیا۔ اس لیے میں بھی آج اس House کے حوالے سے متعلقہ محکمے اور اس کے Minister سے یہی گزارش کروں گا اور اسی طرح Chairman NHA سے پرزور طور پر یہ کہا جائے کہ اس بارے میں فوری طور پر اقدامات کیے جائیں۔ آپ کوئٹہ سے چمن جائیں یہی حال ہے، کوئٹہ سے ژوب جائیں گے یہی حال ہے، قلات اور راستے میں جو باغات ہیں وہ تباہ و برباد ہو گئے ہیں، لوگوں کے گھر برباد ہو گئے ہیں۔ اس حوالے سے میری گزارش ہو گی کہ یہاں سے ایک ایسا message چلا جائے کہ کم از کم ان ٹھیکیداروں کو تو black list کریں جنہوں نے لوگوں کو عذاب میں ڈالا ہوا ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ میری بلوچستان کے دوستوں سے گزارش ہے کہ تین چار اور بول لیں، آپ کا ایجنڈا ہے، پھر آپ کو میں بھی حال احوال دوں گا، اس کو سمیٹیں گے، میں ایک ruling دوں گا کیونکہ میں آپ کو تھوڑی information دے کر پھر آگے بڑھوں گا۔ جی آغا شاہد بگٹی صاحب۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب چیئرمین! اس issue پر بات کرنے سے پہلے میں صرف آپ کا ایک منٹ لوں گا۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، نہیں مزے سے۔ ہم پاکستانی ہیں لیکن Population Planning والوں نے فیصلہ کیا ہے کہ روڈ گندے بناؤ، ان کی population کم ہے اور جلدی ختم ہو جائیں گے۔ فردوس عاشق اعوان کو کہیں گے یہ کارآمد طریقہ ہے۔ جی شاہد

بگٹی صاحب۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! میں ایک اور مسئلے کی طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ 2006 میں جب فوجی آمر نے نواب اکبر خان بگٹی کو مجبور کیا کہ وہ پہاڑوں پر چلے جائیں تو ان کے پہاڑوں پر جانے کے بعد

PPL Company which operates Sui Gas Company which is supposed to be the largest gas field in Pakistan

وہاں سے نواب بگٹی سے رشتے داری کی بنیاد پر بہت سے لوگوں کو summarily dismiss کیا گیا تھا۔ اس کے بعد جب میں ممبر سینیٹ بنا تو اس case کو مختلف forums پر take up کرتا رہا کیونکہ میں Petroleum and Natural Resources Committee کا ممبر بھی تھا' اس لیے میں اس کو pursue کرتا رہا۔ جناب! آج مجھے بڑی خوشی ہو رہی ہے کہ جمہوری حکومت برسر اقتدار آنے کے بعد SSDC کے کچھ لوگوں کو پہلے بحال کر دیا لیکن PPL کے کچھ لوگ جن کی 18, 18, 20,20 سال کی service تھی' وہ بحال نہیں ہو رہے تھے۔ مجھے یہ لیٹر ملا ہے کہ انہیں بھی Prime Minister صاحب نے مہربانی کر کے بحال کر دیا ہے جس کے لیے میں گورنمنٹ کا انتہائی مشکور ہوں۔

یہاں پر اگر میں Petroleum and Natural Resources کے چیئرمین جناب دلاور عباس صاحب کا شکریہ ادا نہ کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت زیادتی ہو گی کیونکہ میں ہمیشہ ان کے good offices میں pursue کرتا رہا ہوں کہ سر! آپ اپنے good office استعمال کریں اور جتنا وہ کر سکتے ہیں I think, he always try to cross the line کہ ان بچوں کو' ان نوجوانوں کو جنہیں summarily dismiss کیا تھا انہیں دوبارہ موقع پر بحال کیا گیا۔ یہ intimation کی کاپی مجھے چیئرمین دلاور عباس صاحب نے بھجوائی ہے۔

جناب! جہاں تک highways کی بات ہے تو میں مختصراً اتنا کہوں گا کہ فاصلے زیادہ ہیں اور جب ہماری باری آتی ہے تو funds کم پڑ جاتے ہیں۔ پانچ سال کے بعد دس میل کا ایک ٹکڑا بنتا ہے اور جب اگلے پانچ سال میں اگلا 20 میل کا ٹکڑا بنتا ہے تو پچھلا already damage ہو چکا ہوتا ہے۔ ایک تو quality of work اتنا low ہوتا ہے کہ جس روڈ نے 10,20 سال چلنا

ہوتا ہے وہ چھ ماہ یا ایک سال میں ختم ہو جاتی ہے۔ جناب والا! جب سڑکیں خراب ہوتی ہیں تو traffic slow down ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے law and order کا بھی مسئلہ پیدا ہوتا ہے' dacoits, robbers کو بھی موقع مل جاتا ہے کہ وہ بڑی آسانی سے traffic کو روک کر لوٹ مار کرتے ہیں اور اگر fast moving traffic ہو تو اسے دو چار افراد کے لیے اسلحہ کے زور پر روکنا ممکن نہیں ہوتا ہے لیکن جب گاڑیاں رینگتی ہوئی جا رہی ہوں تو انہیں روکنا بڑا آسان ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے لوگ جو سفر کا عذاب کاٹ رہے ہیں وہ اپنی جگہ پر لیکن جو انہیں ڈکیتیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ ان کے لیے ایک اور عذاب ہے۔ جناب! اس حوالے سے میں صرف اتنا کہوں گا کہ ہمارے ایک سیاسی دوست نے بڑے خوبصورت انداز میں اس مسئلے کو بیان کیا تھا کہ میں بس میں سفر کرتا ہوں' اسلام آباد میں سیمینار attend کرنے جاتا ہوں' لاہور جاتا ہوں' پشاور جاتا ہوں تو میں بس میں سوتا ہوا جاتا ہوں جب مجھے خوب جھٹکے لگنے لگتے ہیں تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ میں اپنے وطن بلوچستان پہنچ گیا ہوں۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ مندوخیل صاحب سے گزارش ہے کہ اسمٰعیل بلیدی صاحب کو وزیر اعظم صاحب کے پاس جانا ہے' وہ ایک منٹ مانگ رہے ہیں۔ اسمٰعیل بلیدی صاحب! میں کچھ بات بتاؤں گا' وزیر اعظم صاحب تک وہ سندیسہ خوش اسلوبی سے پہنچائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: بالکل ٹھیک ہے۔ جناب چیئرمین! بہت مہربانی کہ آپ نے وقت دیا' میں اپنی بہن کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے مجھے وقت دیا۔ مولانا حیدری صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا ہے اور اس سے پہلے بھی ہم نے حسنین کمپنی کے بارے میں عرض کیا تھا' یہ جو تربت سے خوشاب کا روڈ ہے' قلات سے کوئٹہ اور چمن سے کوئٹہ۔ پہلے تو اس کی ایک بڑی شخصیت سے دوستی تھی' وہ چلا گیا لیکن بدقسمتی سے اس نے اس حکومت میں بھی ایک بڑی شخصیت سے دوستی بنا لی ہے۔ اس کے لیے کمیٹی نے بھی recommend کیا تھا اور ہم پورے ہاؤس کی طرف سے کہتے ہیں کہ اس کے لیے آپ کو باقاعدہ ایک قرارداد پاس کرنی پڑے گی ورنہ یہ اتنا بااثر آدمی ہے کہ اتنے pending کاموں کے باوجود وہ قلم سیف اللہ کا کام لینا چاہتا ہے۔ ایک تو NHA کے چیئرمین کو یہ بتائیں اور دوسری بات

یہ ہے کہ ہم نے پہلے بھی یہ مسئلہ اٹھایا تھا کہ 8 ارب روپے جو سیلاب کے مد میں approve ہوئے تھے اور مجھے دو دفعہ رضا ربانی صاحب نے، رضا صاحب! آپ متوجہ ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ان کے notice میں ہے، آپ بے فکر رہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: یہ بہت بڑا مسئلہ ہے، اگر آپ ایک منٹ اس پر دوبارہ کرم نوازی فرمائیں۔ جو 8 ارب روپے سیلاب کی مد میں بلوچستان کو transfer کرنے تھے، رضا ربانی صاحب اور نوید قمر صاحب نے گزشتہ اجلاس میں یہاں وعدہ کیا تھا کہ ہم پیسے transfer کریں گے لیکن آج تک تربت جو کہ میرا علاقہ ہے وہاں ہزاروں لوگ خیموں میں در بدر رہتے ہیں۔ ان کے لیے یہ پیسے کب دیں گے؟ اس کے لیے رضا صاحب دوبارہ یقین دہانی کرائیں کیونکہ جب ہم تربت جائیں گے تو لوگ ہمیں پکڑ لیں گے کہ جی آپ وہاں سوئے ہوئے تھے، کیا کر رہے تھے۔ یہ تو اہم issue ہے اور ایک مسئلہ اور ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ کتنے مسئلے ہیں، ایک point of order میں آپ سارے پاکستان کے مسئلے لے آئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: ایرانی بارڈر سے ایرانی forces نے 50 کلومیٹر اندر آ کر ہمارے ایک بندے ملا سلیم کو شہید کیا۔ اس کو بیگناہ شہید کیا گیا ہے، اس کی لاش بھی لے گئے اور بعد میں اس کی لاش واپس کی گئی۔ اس کی inquiry ہونی چاہیے کہ 50 کلومیٹر تک ہمارے border میں آ کر بیگناہ کسی کو مارنا۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ ایران نے کیا؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جی ہاں ایران forces نے کیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کو اٹھا لیا ہے، کمرشل اتاشی کو۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: یہ کامران کا علاقہ ہے، پچھلی دفعہ بھی میں نے کہا تھا کہ اس کی بھی انکوائری ہونی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں رضا صاحب کے توسط سے ہاؤس کو تھوڑا inform کرنا چاہتا ہوں inter provincial coordination رضا ربانی صاحب کے پاس ہے۔ جی کیا فرما

رہے ہیں؟

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: اسلم بلیدی صاحب گیلری میں تشریف رکھتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب اسلم بلیدی صاحب گیلری میں بیٹھے ہیں he is always welcome, he is part of the Senate club. جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ ہمارے صوبے کا جو مسئلہ ہے وہ ہمارے صوبے کے محترم دوستوں نے آپ کو بتایا۔ میں اس میں ایک اضافہ اور کروں گا کہ لورالائی، ڈیرہ غازی خان روڈ سالوں سے اس حالت میں ہے کہ اس پر traffic نہیں چل سکتی، وہ زیرتعمیر ہے اور ابھی تک اس کی تعمیر مکمل نہیں ہو سکی۔ یہ جو حسین کمپنی ہے انہوں نے تمام صوبے کو غارت کر دیا ہے اور اس کے علاوہ میران خیل ژوب روڈ کو بھی کھنڈر بنا کر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جو کچے روڈ پر driving ہوتی تھی وہ زیادہ بہتر تھی بہ نسبت موجودہ پوزیشن کے۔ اب حسین کمپنی کو قلعہ سیف اللہ سے ژوب تک کا ٹھیکہ دیا گیا ہے۔ مہربانی کریں ہمیں اس سے بچائیں اور میں تو یہ کہوں گا کہ گورنمنٹ یہاں commitment کرے اور کوئی ایسا انتظام کرے کہ اس کے تمام cases کی انکوائری ہو۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے میں نے بجلی کے بارے میں پہلے بار بار عرض کی ہے۔ ژوب، ڈیرہ اسماعیل خان کو high tension lines سے مہربانی کرکے ملائیں۔ یہ میاں رضا ربانی صاحب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ حکومت سے ہمارے لیے یہ کام کروائیں کیوں کہ یہ ہمارا حق ہے۔ جناب والا! تیسری بات زلزلے کے حوالے سے ہے۔ ابھی بارش شروع ہو گئی ہے، برفباری شروع ہو گئی ہے۔ جناب والا! آپ کو معلوم ہے جو خیمے دیے گئے ہیں وہ موجودہ سردی کے حوالے سے بہت ہی کمزور اور ٹھنڈے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ زلزلہ زدگان کے لیے گرم خیموں کا بندوبست کیا جائے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں تھوڑا ملک محفوظ کا اور لیاقت بنگزئی کا حق مارتے ہوئے یہ بات کروں گا۔ مشہدی صاحب luckily ہیں۔ آپ کی طرف آ رہا ہوں ابھی آپ نامکمل ہیں۔ بلوچستان کا مسئلہ close کریں تو پھر دوسرے مسئلے کی طرف آتے ہیں۔ بارہ ارب کی

شکایت آئی تھی کہ گالوان اور مکران میں حسنین کمپنی کو ٹھیکے دیے گئے ہیں۔ ان کی اچھی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے سات ارب کے اور ٹھیکے دے دیے گئے ہیں قلعہ سیف اللہ اور ژوب کے۔ سینیٹرز نے وزیراعظم صاحب کو application دی ہے کہ یہ حشر ہو رہا ہے اور ان لوگوں کو آپ check کریں اور control کریں۔ میں نے بھی ان چھ سینیٹرز کے حوالے سے چٹھی بھیج دی ہے۔ میں رضا ربانی صاحب کو اس کی کاپی دوں گا کہ آپ کو ایسی کمپنیوں پر بھی ہاتھ ڈالنا پڑے گا۔ حسنین صاحب بلوچستان میں بہت بدنام ہو گئے ہیں۔ اسی طرح Housing Schemes ہیں ' دوسرے لوگ ہیں۔ ہماری غریبوں کی تو value ہی نہیں ہے۔ یہاں اسلام آباد کے اندر دو چار مشہور ہستیاں ہیں جو حکومت آتی ہے وہ ہی ان کو نظر آتے ہیں اور ان کا survival role بھی بڑا اچھا ہے۔ ان سارے مسئلوں کو اور حالات کو دیکھتے ہوئے Special Committee کی ضرورت نہیں ہے رضا صاحب یہ سارا معاملہ Communication Committee کے حوالے کیا جاتا ہے اور Please third week of December after Eid-ul-Azha ان کو کمیٹی میں پیش کریں اور جواب دیں۔اسی اثنا میں وزیراعظم صاحب کے پاس جا رہے ہیں welcome to our young generation, پھر ہمارے پاس اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔اچھا جی NDI کی طرف سے they are sitting in the gallery in the right of me یہ پارلیمنٹ کی کارروائی دیکھیں گے Youngesters کو ہم clap دیں اور ثابت کریں کہ they should learn کیوں کہ theory میں ان کو بہت کچھ سکھایا جاتا ہے practical کیا ہوتا ہے وہ ادھر ہاؤس میں بھی پتا لگتا ہے

we welcome them. I will come to Tahir Mashhadi Sahib, then Bibi Yasmin Shah and then Prof. Khurshid Sahib.

اس کے بعد امجد عباس صاحب۔ Please جلدی ' جلدی کریں۔آپ کا میں نے نام لیا ہے۔ ہاں وہ پچاس کروڑ۔ رضا ربانی صاحب! میں آپ کو ساری information دے دوں گا۔ رضا ربانی صاحب کہیں نہیں جاتے he takes a note رضا صاحب کو ہم ساری عمر اٹھک بیٹھک کراتے رہتے ہیں۔ چلیں جی اسمٰعیل بلیدی کی فرمائش پر۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد ایوان)۔ جناب چیئرمین صاحب! میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یقیناً بلوچستان کے بہت سے مسئلے ہیں اور وہ ایک ایسا صوبہ رہا ہے جس کو neglect کیا گیا ہے اور وہاں پر احساس محرومی صحیح معنوں میں موجود ہے کیوں کہ وہ وفاق کے جو وسائل رہے ہیں وہ صحیح معنوں میں بلوچستان میں استعمال نہیں ہوسکے اور نہ ہی بلوچستان کے اپنے وسائل کو وفاق نے اجازت دی ہے کہ وہ صوبے کی اور وہاں کے عوام کی بھلائی کے لیے استعمال ہوں لیکن یہ ہماری مخلوط حکومت کی بالخصوص پاکستان پیپلز پارٹی کی پالیسی ہے کہ بلوچستان کے عوام کو ان کے جو وسائل ہیں ان کے مالک بلوچستان کے عوام ہیں اور ان کو سب سے پہلے ان پر صرف ہونا چاہیے اور پھر وفاق کے لیے ان کو استعمال ہونا چاہیے اور اس سلسلے میں آپ نے دیکھا کہ موجودہ وزیراعظم نے دو دفعہ خصوصی فنڈ بلوچستان کی حکومت کو دیا تاکہ وہ اپنے financial constraints کو overcome کرسکیں۔ مجھے اس بات کا احساس ہے جو بلیدی صاحب نے بات اٹھائی ہے اس کی پہلے میں نے معلومات بھی کی تھیں، ہاؤس کو آگاہ بھی کیا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ ابھی تک transfer نہیں ہوسکے لیکن جو موجودہ اقتصادی situation ہے شاید وہ وجہ ہو لیکن میں پھر آپ کے توسط سے assure کرتا ہوں کہ اس matter کو میں take up کرتا ہوں اور expediously اس کے لیے کام کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔ جی مشہدی صاحب۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Husssain Mashhadi: The Province of Sindh requires around just over a million tons of wheat. We had requested the Punjab Government to lift the interprovincial ban to meet the shortage but the Punjab Government has refused. We the Province of Sindh and the people of Sindh being used to such stepmotherly treatment, took it in our stride. hoping instead that the Federal Government would make the short fall of a million tons available. To add insult to injury the wheat that has been imported (about 100,000

tons) from Ukraine, is unedible, it is unconsumeable and unfit for human consumption, even the Tandoor Walas have refused to accept it because it does not stick inside the Tandoor. It falls down and it's going to cause health hazards to the people when they consume it. Sir, my requet to the Federal Government is to please have mercy on the poor, meek, humble and suffering people of Sindh and for God's sake look towards their stomachs and health as, we have to eat it. The wheat should be imported from Australia or Canada or some good companies, a good wheat growing countries which produce good quality to eat. I hope like the French revolution when we start clamouring that we have no bread to eat, they do not tell us to eat cake. In Pakistan, we do not have cakes so they will tell us to eat grass. A province of Pakistan may have to exist on grass unless they do something and provide us good wheat at reasonable rates as quickely as possible. Thank you very much.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Madam Yasmeen Shah.

دیکھیں پھر آپ سارا مربوط ہی جواب دیجئیے گا۔

Points Of Order: Spread of Hepatitis-B and C in Sindh

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں نے بلوچستان کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ واقعی وہاں پر بہت سارے مسائل ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہاں ہمارے جو ممبران وہاں کے بیٹھے ہوئے ہیں' بار بار اٹھ کر اپنے مسائل آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہاں پر ہماری حکومت کی اتنی نظر نہیں ہے یا اتنا دھیان نہیں ہے۔ مجھے اس وقت بہت خوشی ہوتی جب میرے بھائی اور بہنیں جو یہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ بلوچستان کی روڈز کے لیے' راستوں کے لیے اور وہاں کے مسائل کے لیے جس طرح

کھڑے ہوتے ہیں اگر اسی طرح جو میں نے بلوچستان کا ایک issue raise کیا تھا خواتین کے سلسلے میں اگر یہ بہن بھائی میرے ساتھ اسی طرح ہی ایوان میں شور مچاتے تو ابھی تک شاید وہ مجرم پکڑے جا چکے ہوتے اور صحیح مجرم پکڑے جا چکے ہوتے جو اب تک پکڑے نہیں گئے ہیں۔

جناب والا! میرا دوسرا point of order اس چیز پر تھا کہ سندھ میں Hepatitis B, C and A بہت خطرناک صورت اختیار کرگیا ہے یہ ایک ہولناک بیماری کی صورت میں سامنے آ رہا ہے اور کافی لوگ اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔ آج میں نے ٹی وی پر دیکھا اس کے لیے دو ارب پینتالیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں حکومت سے اور رضا ربانی صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں' اگر وہ مجھے اس چیز کا جواب دیں کہ اس کی monitoring کس طرح ہوگی اور یہ کس طرح خرچ ہوگا کیوں کہ اسی طرح پولیو کے لیے بھی پیسے رکھے گئے تھے' اسی طرح دوسری بیماریوں کے لیے اور Hepatitis کے لیے بھی پیسہ رکھا گیا تھا لیکن اس پر صحیح نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے صحیح خرچ نہیں ہوا اور اس پر کوئی control ہم نہ کرپائے۔ جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ میں نے کل یہاں پر حاجیوں کے حوالے سے ایک point raise کیا تھا اور رضا ربانی صاحب نے کہا تھا کہ وہ ہاؤس میں بتائیں گے کہ ان کے لیے کیا ہوا ہے۔ رضا ربانی صاحب kindly اگر آج مجھے یہی بتا دیں کہ ان کے لیے آپ لوگوں نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Prof. Khurshid Sahib.

Point of Order: U.S. Ambassador Invites Parliamentarians to Give them Brief on Swat, Bajour Operation

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! بلوچستان کے سلسلے میں میرے ساتھیوں نے جو باتیں کہی ہیں وہ ہم سب کے دل کی آواز ہیں اور خصوصیت سے آپ اس وقت جس مقام پر ہیں مجھے توقع ہے کہ آپ اس معاملے میں ضرور ایسے اقدام تجویز کریں گے جس سے جو persistent violation ہے وہ کسی طرح رک سکے۔ لیکن میں اس سے ذرا ہٹ کر ایک مسئلہ اٹھا رہا ہوں اور میں سوچتا رہا کہ اس کو اٹھاؤں یا نہ اٹھاؤں

کیوں کہ کئی دن سے یہ افواہیں rumours مجھ تک آ رہی تھیں کہ US Commander نیٹو کے جو افغانستان میں ہیں General David Makenin وہ اسلام آباد آ رہے ہیں اور پارلیمنٹ نے جو resolution, Joint Session میں اس مسئلے کے بارے میں متفقہ طور پر منظور کیا ہے اس کے implementation کی جو کمیٹی بنی ہے اور تھوڑا سا وزیراعظم سے ہٹ کر جو بیانات ہیں ان میں مسلسل پاکستان کی سرحدات کی violation کے اوپر مجبوراً اور بہت ہی ادب سے اختلاف اور احتجاج وہ کر رہے ہیں۔ جنرل صاحب تشریف لا رہے ہیں تاکہ parliamentarian کو brief کریں۔ مجھے اس بات پر یقین نہیں آتا تھا لیکن کل کے "Dawn" میں اس کے بارے میں ایک خبر بھی آئی، پھر بھی یقین مانیے کہ مجھے تردد تھا کہ میں ان سے بات کروں یا نہ کروں، لیکن آج مجھے تقریباً ایک بجے ایمبیسی سے fax ملا جس میں محترمہ Ambassador صاحبہ نے مجھے بھی invite کیا کہ ہم parliamentarian کے لیے یہ briefing کر رہے ہیں اور آپ اس میں آئیں۔ میں نے فوری طور پر اسے جواب دیا، اس لیے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پارلیمنٹ کی توہین ہے۔ ہر کام کے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ ہم ان کے کوئی غلام نہیں ہیں کہ جس کا دل چاہے، جس سے چاہے ملے اور جو چاہے تقریریں فرمائے۔ آداب یہ ہیں کہ اگر NATO کے Commander کو کوئی بات پہنچانی تھی تو اس کا فرض تھا کہ وہ Foreign Office سے contact کرے۔ یہ Foreign Office کا کام ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے ارکان یا جس سے بھی briefing مرتب کروانا چاہے کروائے اگر پارلیمنٹ یہ ضرورت محسوس کرتی کہ ہمیں کسی معاملے میں briefing کی ضرورت ہے تو بلاشبہ اس کا انتظام ہو سکتا ہے، لیکن یہ ایک قسم کی lobbying ہے اور پارلیمنٹ کے متفقہ قرار داد کو frustrate کرنے کی ایک کوشش ہو رہی ہے جو مسلسل اور روزانہ بچوں اور معصوم انسانوں کو شہید کیا جا رہا ہے۔ بچوں اور عورتوں کو مارا جا رہا ہے۔

اور یہ دوسرا جرم جو ہے وہ briefing کے نام پر پارلیمنٹری ارکان کے لیے کیا جا رہا ہے یہ پارلیمانی آداب diplomatic dialogue, political engagement کے تمام معروف اصولوں کے خلاف ہے، اس لیے میں اس پر احتجاج کرتا ہوں، میں قائد ایوان سے درخواست کروں گا کہ Foreign Office سے معلوم کریں کہ کیا Foreign Office کو اعتماد میں لیا گیا ہے؟

اسے کیوں by pass کیا گیا؟ Foreign Office کا کیا ردعمل ہے؟ Foreign Office نے خود کیوں اس بات کا نوٹس نہیں لیا؟ کیا اب ہم اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ جس ایمبیسی کا دل چاہے، وہ جس قومی مسئلے پر چاہے، اس طریقے سے معاملے میں interfere کرے؟ ہم ایک آزاد ملک ہیں۔ ہم باعزت لوگ ہیں اور اگر ہم خود اپنی عزت نہیں کریں گے تو دوسرے ہماری عزت نہیں کریں گے، اس لیے میں نے ضروری سمجھا جناب چیئرمین! کہ آپ کی اجازت سے میں اس ایوان کو بھی اعتماد میں لوں۔

Mr. Acting Chairman: Comprehensive

جواب پھر دیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: پوری قوم کو اعتماد میں لوں کہ پاکستانی قوم اپنی عزت، اپنی آزادی کی حفاظت کرنا جانتی ہے اور انشاء اللہ اس پر حرف نہیں آنے دیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: امجد عباس صاحب۔ کس کا جواب دیں گے صرف امجد عباس صاحب اور عباس کمیلی صاحب رہ گئے ہیں۔ Then we will start with the speeches.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! دو تین points of order تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ پروفیسر صاحب نے ایک نہایت ہی اہم مسئلہ اٹھایا ہے

And first of all, let me congratulate him on the letter that he has written and the principled position that he has taken by refusing to go to the briefing that has been arranged. Mr. Chairman, the Foreign Office is not aware of this meeting. I was speaking to the Advisor on National Security and he has informed me that the Foreign Office was not taken on board and that this was the discretion exercised by the Embassy itself in inviting

people or members of Parliament to this briefing.

I, as Government agree whole-heartedly with Prof. Khurshid that there are certain diplomatic norms. There are certain diplomatic procedures and there are certain niceties that have to be observed and whenever indeed any one of us travels abroad in any capacities, we are subjected to those diplomatic norms and procedures and we have to approach the various committees and we have to approach the various officials through their prescribed channels and it is advisable that all foreign missions functioning in Pakistan should use the Foreign Office which is the prescribed channel of the Government of Pakistan to make contact with parliamentary committees, to make contact with parliamentarians rather than meeting them directly or having such meetings arranged.

Mr. Chairman, this is not the first time, there was a time earlier I think, a couple of months ago, when some diplomats were being invited to brief one of our Standing Committees and it came to my knowledge at that time and I asked the Foreign Office whether they were aware of this and the Foreign Office said they had no idea, they got in touch with the said Embassy and told them that if they intend to breif parliamentarians or the committee of the Senate then it would be appropriate for you to route your request through the Foreign Office and that we would facilitate such a briefing. So, fortunately since we came to know in time we were able to stop that and there was no request that was

subsequently routed not to my knowledge through the Foreign Office. So I agree with Prof. Khurshid Ahmed Sahib we are already abreast of this situation and I am sure the Foreign Office will be taking this up collectively with all the Embassies that there are procedures which need to be followed.

جناب! جہاں تک دوسرا مسئلہ تھا بی بی یاسمین نے کل اٹھایا تھا' میں نے اسی وقت باہر جا کر پتا کر لیا تھا وہ کاغذ ابھی ہے but مجھے یاد ہے' ان کی بات درست تھی۔ میری بات awaited تھا' جب Supreme Court کا فیصلہ آیا اس کے بعد یہ کام undertake ہوا۔

دوسری بات جو انہوں نے سامنے رکھی وہ یہ تھی کہ نادرا سے جو verification national identity cards کی ہونی تھی اس میں تھوڑی سے تاخیر جو ہے وہ نادرا کی طرف سے ہوئی' جس کی وجہ سے یہ problem مزید بڑھا۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ جیسے آپ کو علم ہے کہ سعودی عربیہ میں جمعہ کی چھٹی ہوتی ہے اور پاکستان میں اتوار کی چھٹی ہوتی ہے' اس کی وجہ سے دو دن چھٹیوں میں نکل گئے تھے۔ بہرحال انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس دفعہ ان کی بات ہوئی ہے سعودی ایمبیسی سے and the Saudi Embassy has agreed very kindly کہ وہ اس week end پر چھٹیاں نہیں کریں گے لہذا وہ چھٹیوں کے دن بھی اس میں استعمال ہو جائیں گے اور چوتھی بات یہ ہے کہ انہوں نے مجھے کہا کہ میں ان کے behalf پر ہاؤس کو assure کر دوں کہ تقریباً one lac 64 thousand six hundred and seventy one it can vary ایک دو نمبر سے لیکن جتنے بھی حاجی حضرات ہیں they will get their passports and that they will *Insha Allah* perform the Hajj.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی کامران صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: نادرہ والوں نے بلوچستان کے حاجیوں کے cards

specially روکے ہوئے ہیں اور وہ حج سے رہ جائیں گے۔ مجھے ابھی تک اس بارے میں messages آ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب میں امجد عباس کی طرف جاؤں گا کیونکہ ان کا بھی ایک urgent nature کا issue ہے۔ جی یاسمین صاحبہ۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: جناب! رضا ربانی صاحب نے چھٹیوں کے متعلق بتایا ہے لیکن گورنمنٹ کو تو پتا تھا کہ دو دن چھٹی ہوتی ہے یا نہیں ہوتی یا جو کچھ procedure تھا' passports ملنے تھے یا نہیں ملنے تھے تو پھر تین دن پہلے ان کو بلانے کا اور اسٹیشنوں کے اوپر یا Airport کے اوپر ان کو خوار کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ احرام کے اندر بچوں اور خواتین کے ساتھ ادھر ذلیل و خوار ہوتے رہیں' یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ جناب! اس چیز کو اتنا lightly نہ لیا جائے۔ ربانی صاحب نے جو information دی ہے وہ ٹھیک ہے کیونکہ جو منسٹری نے انہیں information دی وہ انہوں نے ہمیں بتا دی ہے لیکن آپ منسٹری کو یہ تو کہیں کہ یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے' تین دن سے لوگوں کو پریشان کیا جا رہا تھا۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ وہ اللہ کے گھر جا رہے تھے۔ وہ ایک نیک کام کے لیے جا رہے تھے۔ ان کو سہولت دینے کی بجائے انہیں خوار کیا جاتا رہا۔ نادرہ کی جو verification تھی وہ بھی گورنمنٹ کا ہی مسئلہ تھا' وہ کوئی حاجیوں کا مسئلہ نہیں تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میرے خیال میں رضا صاحب ان کو معاف نہیں کریں گے۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: جناب! میں آپ کے notice میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ کراچی میں جو حاجی کیمپ ہے اس کے جو ڈائریکٹر ہیں یا جو وہاں کا سٹاف ہے that is very inefficient اور ان کو monitor کیا جائے۔ یہ سارا کچھ ان کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: کوئٹہ کے حاجی کیمپ میں لوگ سردی میں پڑے ہوئے ہیں ان کو کچھ نہیں بتایا جا رہا تھا لیکن ابھی کچھ اطلاع یہاں سے انہیں ملی ہے۔ جناب! مذہبی امور کے جو سیکریٹری صاحب ہیں یہ تو کسی کو ملتے بھی نہیں ہیں اور میں نے اس بارے

میں ایک privilege motion بھی بنائی ہے۔ اس کا نام نجیب اللہ ہے اور یہ کسی سے ملنا پسند نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین : وہ privilege motion, Privileges Committee کے حوالے کر دیں گے اور پھر یہ سارا معاملہ ان سے معلوم کر لیں گے۔ جی امجد عباس صاحب۔

Senator Muhammad Amjad Abbas: Sir, the issue that I am raising is of immediate attention and action. Sir 66% of the population lives in villages and they are linked with the agriculture. 22% of the GDP comes from the agriculture

لیکن یہاں floor کے اوپر Minister for Agriculture نے assure کرایا تھا کہ so that the farmer گے کریں paddy procure کہ وہ PASSCO would intervene be compensated اور اس کو اکیلا نہ چھوڑا جائے' اس کو support price بھی ملے۔ آپ نے support price 700 and above رکھ دی۔ آپ market میں چلے جائیں ساڑھے چار سو روپے پر اس کا کوئی خریدار نہیں ہے۔ یہاں تو جناب گنگا ہی الٹی بہتی ہے۔ جب farmer اچھی فصل لے آتا ہے تو آپ اس کو اتنا خوار کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے ٹھیک ہے اگلے سال میں نے اسے کاشت ہی نہیں کرنا۔ جناب! paddy کے ساتھ یہ ہو رہا ہے کہ اس کا کوئی خریدار نہیں ہے whether it is IRRI-6, IRRI-9 یا super لے لیں' کوئی بھی لے لیں there is no buyer یہ اس وقت ہو رہا ہے جب آپ کا President and the Prime Minister دونوں agriculture سے تعلق رکھتے ہیں۔ جناب! paddy کا یہ حال ہے۔ اب کاٹن پر آ جائیں۔ آپ کی loadshedding کی وجہ سے ginneries چلی نہیں ہیں' اب جب ginneries چلی ہیں کہ کاٹن کی price steep down جا رہی ہے۔ ایک there is so much selling pressure دفعہ پھر آپ کا کاشتکار رو رہا ہے۔ Sugar پر آ جائیں' sugar prices going up, support price اس کو نہیں ملتی۔ آپ کب تک 66% population کا استحصال جاری رکھیں گے؟ وزیر صاحب نے اس وقت on the floor of the House یہ کہا تھا کہ سندھ میں ہم نے

purchase شروع کر دی ہے۔ میرے بہن بھائی سندھ سے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں' کسی سے پوچھیں کہ کوئی purchase ہو رہی ہے۔ ابھی تک وہ policy بھی نہیں بنی ہے۔ یہ کب تک رہے گا؟ وزیر صاحب تو علیل ہیں۔ میں Leader of the House سے کہوں گا کہ خدا کے لیے اگر economy کو بچانا ہے تو backbone is agriculture تو آپ کو intervene کرنا ہو گا in all the fields not only paddy, cotton کے اندر بھی TCP کو لائیں اور شوگر انڈسٹری میں چند لوگ ہیں' ان کے لیے نہ کریں' farmer کے لیے کچھ کریں۔ Otherwise اس again you will see a surgar crisis that the previous regime has seen. وقت بھی میں نے ایک سال پہلے کہا تھا' ابھی میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ if you don't intervene this year, next year you will see a surgar crisis. Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ جی۔ عباس کمیلی صاحب۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم بات کی طرف مرکوز کرنا چاہتا ہوں۔ آج صبح پشاور سے ایک ایرانی سفارتکار اغوا کر لیا گیا ہے اور اس کے ڈرائیور کو قتل کر دیا گیا ہے۔ یہ کتنا افسوسناک واقعہ ہے۔ ایران ہمارا برادر اسلامی ملک ہے۔ ہماری ہر مشکل میں کام آتا رہا ہے اور آج بھی جب ہم مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں' انہی اسلامی ممالک نے جن میں ایران پیش پیش ہے انہوں نے ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی ہے۔ انہوں نے تیل ادھار تک دینے کی پیشکش کی ہے' وہاں سے انرجی کی پیشکش ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم اپنی مجبوریوں اور مصلحتوں کی وجہ سے اس طرف رخ نہیں کر رہے ہیں۔ نہ معلوم کیسی مجبوریاں ہیں۔ آج تک ہم دوست اور دشمن میں فرق نہ کر سکے۔ ہم نے دشمن کو دوست اور دوست کو دشمن سمجھا۔ بہرحال وہ بھی ایک اسلامی ملک ہے۔ میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ یہ اغوا کرنے والے کون ہیں۔ کیا یہ اسلام کے ہمدرد ہیں؟ کیا اسلامی نظام کے خواہاں ہیں؟ کیا یہ ممکن ہے؟ نہیں ہرگز ایسا نہیں ہے۔ یہ تحریک اگر اسلام کے نام پر ہے تو اسلامی ملک کے ایک سفارتکار کے ساتھ یہ کیا کچھ ہو رہا ہے؟ کیا پاکستانی حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ کسی بھی ملک کا سفیر ہو اس کی جان اور مال کی حفاظت کی جائے؟ میں امید کرتا ہوں کہ اس مسئلے کا

فوری نوٹس لیا جائے گا اور اس سفارتکار کو برآمد کرایا جائے گا اور جو قتل میں ملوث ہیں انہیں عبرتناک سزا دی جائے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ جی ۔ آج Diplomats کی hatrick ہو گئی ہے۔ پہلے انہوں نے پاکستانی Ambassador جو واپس کابل جا رہے تھے کچھ ماہ ان کو سیر وتفریح کرائی۔ ابھی وہاں ہمارے designatory سفیر نہیں ہیں۔ دیکھیں اللہ خیر کرے۔ میرے خیال میں foreign service میں ابھی لوگ service کرنا چھوڑ دیں گے۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! جہاں تک امجد عباس نے جو مسئلہ اٹھایا ہے مجھے اس کی I will be very frank پوری معلومات نہیں ہیں۔ میں صبح Ministry سے بات کر کے امجد صاحب کو آگاہ کر دوں گا کہ کیا صورتحال ہے لیکن میں یہ بات یہاں پر as a matter of policy بیان کرتا چلوں

that to give primacy to the agricuture sector is the cardinal point of this government in its economic policy, and we believe that the economy can only come on rails if agriculture is given its due place, therefore, all our policies would be oriented towards that end. The issue that has been raised of the Irani diplomat, I am not aware of it

I will make a response on that. لیکن میں ابھی اجلاس کے دوران پتا کر کے

جناب قائم مقام چیئرمین: میں House کو بتانا چاہوں گا اس وقت تک انجینیئر رشید صاحب کے بھائی بھی recover نہیں ہوئے' he has been kidnapped اور رات کو حافظ عبدالمالک قادری صاحب جو حج کے سلسلے میں مدینہ منورہ میں تھے' ان کے ایک اور relative has been picked up in the province of Frontier. یہ situation ہے اور ڈاکٹر عبدالرزاق' کافی دنوں سے آپ کا بھی میں نے دیکھا ہے' he is missing. اللہ معاف کرے ہماری society بہت violent اور criminalize ہوتی جا رہی ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: سوات میں ایک گرلز سکول کو جلایا گیا' score

159 تک پہنچ رہا ہے لیکن آپ نے پارلیمنٹ میں کوئی لفظ سنا ہے، قومی اسمبلی میں کوئی بات سنی ہے؟

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ باتیں نوٹس میں ہیں اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قندھار میں سکول کی بچیوں پر acid پھینکا گیا۔ Senator Safdar Abbasi, please take the floor آپ کی speech ہے؟ اچھا، اس سے پہلے میڈم۔

محترمہ مہرین انور راجہ (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور): جناب والا! کل ایک concern show کیا گیا تھا سینیٹر صاحب کی طرف سے۔ Thahim Copper Company is a private copper company. It is an exploring company. اور جہاں تک انہوں نے بات کی کہ ایک agreement ہے Government اور کمپنی کا there is no such agreement اور out of 199 employees, 167 employees are locals. اور جو sub-contract drilling کا دیا گیا ہے Capital Drilling Company کو، اس میں بھی out of 86 employees, 75 employees are local and according to their technical needs وہ اپنے لوگوں کو نکالتے ہیں اور رکھتے ہیں۔ جن کو نکالتے اور رکھتے ہیں، وہ بھی local ہوتے ہیں تو as such کوئی agreement حکومت کا ان سے نہیں ہے۔ ایک agreement in process ہے جو دسمبر میں finalize ہوگا، اس میں یہ clause رکھی گئی ہے کہ جو local employees ہیں ان کو priority دی جائے گی اور اگر company کی requirements locals میں available ہیں تو ان کو رکھا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ جی۔ آگے بڑھیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں کو نکال رہے ہیں، سیکیورٹی والوں کو نکال رہے ہیں۔ یہ بات نہیں ہے کہ کسی technical آدمی کو نکالا ہے۔ لیبر کو نکالا ہے اور agreement ہوتا ہے، یہ شرط ہوتی ہے، یہ pre-condition ہوتی ہے کہ local employees کو نہیں نکالا جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ میرے پاس آئیں we will sit. Tomorrow I will take it up with the Ministry myself.

محترمہ مہرین انور راجہ، جناب والا! یہ پرائیویٹ کمپنی ہے' اس کا حکومت سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر ہم اس کو کہیں گے کہ بلوچستان کی public کا بڑا concern ہے اور حکومت اس کا concern رکھتی ہے اور ہم ان سے کہیں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، رضا صاحب! کرنل صاحب Motion move کردیں کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ دو منٹ لگیں گے۔ جی کرنل طاہر مشہدی صاحب۔

Privilege Motion against ex-Secretary Religious Affairs

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much. Mr. Chairman, I, the Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges move that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Muhammad Abbas Komaili on the question of breach of privilege arising out of the alleged statement of Mr. Vakil Ahmed Khan, Secretary, Ministry of Religious Affairs, regarding sale of Hajj quota forms given to the members of the Parliament, be condoned till today.

(The motion was carried)

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I, the Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges present the report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Muhammad Abbas Komaili on the question of breach of privilege arising

out of the alleged statement of Mr. Vakil Ahmed Khan, Secretary, Ministry of Religious Affairs, regarding sale of Hajj quota forms given to the members of the Parliament.

(The Report stood presented)

Mr. Acting Chairman: We now resume discussion on item No. 4, the prevailing economic situation in the country. Senator Safdar Abbasi, please take the floor.

Discussion on Motion under Rule 194: Prevailing Economic Situation in the Country

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، میں تو صرف دو تین پوائنٹس سنانا چاہتا تھا لیکن سننے کے لیے کوئی موجود ہی نہیں تو فائدہ کوئی نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، سننے کے لیے ہیں۔ آپس میں بیٹھے ہیں، سن رہے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، میری کچھ technical گزارشات تھیں، اگر finance کا کوئی بندہ آجاتا ہے تو ٹھیک ہے۔ ابھی آپ کسی اور کو موقع دے دیں۔ میں economy پر پچھلے تین سالوں کے اندر اتنا بول چکا ہوں کہ مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں اس کو repeat کروں۔ صرف دو منٹ کے میرے دو تین points ہیں، اگر کوئی آجائے تو میں ان کو نوٹ کروا دوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میڈم مہرین! آپ please note کر لیں۔ She will take it down اور پھر------

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، مہرین میری انتہائی قابل احترام بہن بھی ہیں اور پارلیمانی امور کی وزیر بھی ہیں لیکن میں جو point سمجھانا چاہوں گا اگر حنا ربانی صاحبہ یا شوکت ترین صاحب آجائیں تو ان کو میں اچھے طریقے سے سمجھا پاؤں گا۔ دو یا تین منٹ میں لوں گا، زیادہ نہیں لوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! ہمیں اچھی روایات قائم کرنی چاہییں۔ یہ بات کہ کسی محکمہ کے متعلق تقاریر ہو رہی ہیں item ہے ہماری economic position سے متعلق item ہے finance کا اور اس پر finance کا کوئی وزیر بھی یہاں حاضر نہیں ہے۔ یہ روایت درست نہیں ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ روایت قائم کریں کہ جو متعلقہ وزیر ہوں وہ یہاں حاضر ہوں۔ سینیٹ میں اگر discussion ہو رہی ہے تو اس سے زیادہ اور کوئی important کام نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ میرے محترم رضا ربانی صاحب بھی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ہر متعلقہ وزیر صاحب کو یہاں آنا چاہیے وگرنہ اس بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی' آپ کی بات کا نوٹس لے لیا گیا ہے' میڈم حنا ربانی آ گئی ہیں۔ قومی اسمبلی سے تشریف لے آئی ہیں۔ رضا ربانی صاحب personally جا کر خود لے کر آئے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! تین دنوں سے بحث ہو رہی ہے۔

The honourable Minister has been sitting from morning till evening, the entire sitting. Right now, she had questions in the National Assembly, she was answering those and the moment she has through with that, she is here.

اور اس سے پہلے ہمارے ہاں points of order ہو رہے تھے' so she was not required first speaker has been called, she is in the House. ابھی جیسے ہی

Mr. Acting Chairman: Senator Safdar Abbasi, please take the floor.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: بہت شکریہ۔ جناب! Frankly جیسا میں نے کہا کہ میں پچھلے تین چار سالوں میں اتنا کچھ بول چکا ہوں پاکستان کے اندر جو twin deficits ہیں

خاص طور پر budget deficit اور trade deficit کے حوالے سے کہ میں repetitive نہیں ہونا چاہتا۔ میں صرف دو تین باتیں کہوں گا۔ جو چیز سامنے آئی ہے' جب ایک بات طے ہوچکی کہ ہم IMF کے پاس جا رہے ہیں اور ہم ان سے کوئی نو یا دس بلین ڈالرز کی negotiations کر رہے ہیں جو ہم نے ان سے لینے ہیں۔ جناب! یہاں پر last time ترین صاحب نے کہا تھا کہ جی یہ ہمارا اپنا home grown package ہے جس کی بنیاد پر ہم IMF کے پاس جا رہے ہیں اور اس کو تسلیم کرنا پڑے گا لیکن ایک چیز جو اس وقت میں نے interest rate کے حوالے سے کہی تھی اور اس کا مجھے جواب نہیں ملا تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے اس وقت کہا تھا کہ دو ملک' Iceland and Hungary نے IMF programme لیا اور ان میں سے ایک نے پہلے interest 3% lower کیا بعد میں اس کو 6% بڑھا کر IMF programme پر جانا پڑا۔ اسی طرح ہنگری نے 3% interest rate بڑھا کر بعد میں IMF programme لیا۔ اب پاکستان کو بھی یہی کچھ کرنا پڑ رہا ہے۔ جناب والا! یہاں منسٹر صاحب سے میری صرف یہ گزارش ہوگی کہ اگر interest rate بڑھا رہے ہیں تو میں آپ کو غالباً یہ بات کہوں گا کہ interest rate کے بڑھنے کے بعد پاکستان کے اندر جو پہلے ہی cost of business بڑھ چکی ہے' پہلے ہی businessman چیخ رہا ہے' میں نہیں سمجھتا کہ وہ اس ساڑھے تین فیصد interest rate کو جو دو فیصد ابھی ہے اور ڈیڑھ فیصد پھر بعد میں ہونی ہے' اس کو شاید برداشت کر سکے اور میں آج اس floor of the House پر یہ کہنا چاہوں گا کہ اس کے نتیجے میں آپ کا business کم ہوگا' turnover گھٹیں گے' growth slow down ہوگی اور پھر ultimately آپ کے revenues hurt ہوں گے۔ جناب والا! اس وقت مجھے سب سے بڑا خدشہ یہ نظر آ رہا ہے کہ پاکستان ایک بڑے ہی برے debt trap میں پھنس گیا ہے اور یہ debt trap بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ ایک زمانے میں یہ ہوتا تھا کہ پاکستان کے سب سے زیادہ بجٹ کے اخراجات Defence کے ہوتے تھے' ہم چیخ رہے ہوتے تھے کہ فوج بہت کھا رہی ہے' بہت کھا رہی ہے۔ اس کے بعد ہمارا Public Sector Development Progrmme ہوتا تھا' پھر civilian government ہوتی تھی اور پھر ہماری debt servicing ہوتی تھی۔ لیکن آج اگر آپ اس سال کا بجٹ دیکھیں تو debt servicing اگر میں غلط نہیں کہہ رہا تو اس وقت چھ سو ارب روپے cross کر چکی ہے۔

اور اس کے نتیجے میں مجھے نظر آ رہا ہے کہ آج پاکستان کے revenue کا بیشتر حصہ almost more than half is being consumed in debt servicing. اگر میں یہ کہوں کہ پچھلی حکومتوں نے کیا کیا اور پچھلی حکومت نے خاص طور پر کیا کیا تو وہاں سے جواب آئے گا کہ اب آگے کی بات کریں۔ میں پچھلی حکومت کی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ آج پاکستان کا foreign debt سینتالیس ارب ڈالر ہو چکا ہے' بارہ اکتوبر 1999 کو پینتیس ارب ڈالر سے شروع کیا تھا اور اب 47 billion dollar پاکستان کا foreign debt ہے۔ پاکستان کا domestic debt 2 trillion سے شروع ہوا تھا' آج تین ٹریلین کی figure cross کرچکا ہے ۔ میں حکومت کو درخواست کروں گا اس حوالے سے نہیں کہ میں حکومت کو criticise کر رہا ہوں' یقیناً ان کی مشکلات ہیں' یقیناً انہوں نے inherit کیا ہے لیکن پاکستان آج ایک بدترین debt trap میں پھنستا چلا جا رہا ہے اور آپ مزید debt لے رہے ہیں۔ آج 9 billion dollar negotiate IMF کے ساتھ کر رہے ہیں that is further increase in the debt اور آپ کی debt servicing further بڑھے گی ۔ مجھے کوئی یہ بتائے کہ آئندہ آنے والے دنوں میں جب آئی ایم ایف آپ پر زور دے رہا ہے کہ آپ budget deficit کم کریں تو budget deficit کم کرنے کے مطلب دو ہی ہیں یا اپنا revenue بڑھائیں یا اپنا expenditure کم کریں۔ آپ کون سے expenditure کم کریں گے' expenditure کم کرنے پر آئیں گے تو development programme کو آپ کم کریں گے' development programme کم کریں گے تو آپ further deformation میں جا رہے ہیں ۔ جناب والا! میرے نزدیک پاکستان کے economists کو' میں تو economist نہیں ہوں' میں تو ایک سیدھا سادہ سیاسی کارکن ہوں جو تھوڑی بہت اکانومی کو سمجھتا ہوں' میرے پاس اس بات کا جواب نہیں ہے لیکن پاکستان کی وزارت مالیات کو اور پاکستان کے معیشت دانوں کو آج کی اس وارننگ کے ساتھ یہ کہوں گا کہ پاکستان ایک debt trap میں پھنس رہا ہے اور ایک دن آئے گا کہ ہمارے تمام کے تمام revenues debt servicing میں جا رہے ہوں گے ۔ تو کیا اس وقت آپ اس پوزیشن میں آئیں گے ۔ اس وقت آپ کہاں سے پیسے لا رہے ہوں گے جن کی بنیاد پر آپ debt کی servicing کریں گے ۔ میری درخواست یہ ہوگی کہ پاکستان کی وزارت مالیات' پاکستان کے

economists اس پر غور کریں۔ اس سلسلے میں میرے ذہن میں کچھ بات ضرور ہے لیکن آج میں یہ کہنا نہیں چاہتا ۔ میں آج یہ کہنا نہیں چاہتا کہ پاکستان کو اپنی اکانومی کے حوالے سے کیا کرنا چاہیے لیکن میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ پاکستان economically ایک ایسی بند گلی میں پھنستا جا رہا ہے کہ جس کے بعد ایک دن آئے گا کہ آپ کے تمام کے تمام revenues debt servicing میں جا رہے ہوں گے اور آپ یہ سوچ رہے ہوں کہ ہم اپنی PSDP کہاں لائیں، ہم اپنی فوج کو کس طرح سنبھالیں۔ ہم اپنی civilian authority کو کس طرح سنبھالیں تو اس سے پہلے کہ ہم اس point of no return پر چلے جائیں میں اپنے تمام economist ساتھیوں اور اپنی Finance Ministry کو درخواست کروں کہ اس debt trap میں ہم جس بری طرح ہم پھنس چکے ہیں ۔ اس کے متعلق سوچیں۔ بہت مہربانی، شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، انیسہ زیب طاہر خیلی۔

سینیٹر انیسہ زیب طاہرخیلی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ Thank you Mr. Chairman. جناب والا! گزشتہ تین دنوں سے ملک کی اقتصادی صورت حال پر بحث جاری ہے اور تقریباً کوئی ایسی بات نہیں جو اس ایوان میں ہمارے معزز اراکین نے نہ کہہ دی ہو لیکن میں یہی کہوں گی کہ بجائے اس کے I would like to reiterate what already has been said اور میں یہاں پر اس معاملے میں اپنے ان اراکین سے ضرور اتفاق کروں گی جنہوں نے اس وقت ملک کی اقتصادی صورت حال کی انتہائی alarming قرار دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جو نیت ہے وہ گزشتہ حکومت کی چونکہ جس طرح لیڈر آف دی ہاؤس نے بھی کل اپنی تقریر میں کہا ہم اس کا حصہ بھی رہے اور اس لحاظ سے اس کے ذمہ دار بھی ہیں جو بھی واقعات ہیں لیکن نہ تو میں ذاتی طور پر economist ہوں اور نہ ہی اس وقت کی اقتصادی ٹیم کا as such حصہ رہی ہوں لیکن امید یہ تھی کہ جو بھی ہوا، جس طرح حالات تھے اور جس نہج پر پاکستان آیا اور ہم نے extreme statements دیکھیں کہ fudging ہوئی اور اتنی under estimation ہوئی، under value کیا گیا تو اس صورت حال میں یقیناً ہمارے لیے بھی یہ کافی تکلیف کا باعث رہی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ گزشتہ آٹھ مہینوں سے، کل قاضی صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بیان کیا کہ ٹھیک

ہے جو بھی ماضی میں ہوا ' ہم اس کو acknowledge کریں گے لیکن کیا ایسے حالات تھے کہ اس وقت کی انتہائی بری صورت حال کے باوجود ہمارے economic indicators کافی بہتر آ رہے تھے۔ یہ سمجھتی ہوں کہ ضرور آج کی جو management team ہے ان سے پوچھنا چاہیے کیونکہ ان میں سے اکثر اور میری colleague, بہن محترمہ حنا ربانی کھر صاحبہ سمیت یہ continuity ہے پچھلی ٹیم کی' آج کے سیکریٹری مالیات بھی اسی وقت کے موجود ہیں' Advisor Finance بھی موجود ہیں اور ہمیں یقین ہے اسی وقت کے کافی افسران بھی اس وقت continue کر رہے ہیں۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ اس تھوڑے سے عرصے میں تین وزرائے خزانہ تبدیل ہوئے' تین سیکریٹری خزانہ تبدیل ہوئےاور ایسا لگ رہا ہے کہ پہلے سے کسی تیاری کے بغیر ' سوچ کے بغیر' حالانکہ ایک لمبا عرصہ تھا اس وقت کی جو بھی اقتصادی ٹیم تھی اس کو اپوزیشن کی طرف سے تنقید کا بھی سامنا کرنا پڑا اور تجاویز بھی ملتی رہیں لیکن آج ہم جس نہج پر ہیں' میں سمجھتی ہوں کہ بجائے گڑھے مردوں کو اکھاڑنے کے ہمیں ایک consensus approach لے کر اس صورت حال کو بہتری کی طرف لے جانا ہے اور حکومت کا جو اقدام ہے اس میں صرف اس حد تک ہے کہ حکومت نے شاید اپنے تئیں کوشش کی ہے کہ کسی طریقے سے آئی ایم ایف کے پاس جائے بغیر اس مسئلے کو حل کیا جائے لیکن وہ نہیں ہو سکا اور جس طرح ڈار صاحب نے کہا کہ Plan A and Plan B جو ہے ایسا لگتا ہے کہ وہ fail ہوا ہے حالانکہ جس طرح میں اس کو دیکھتی ہوں friends of Pakistan بھی شروع دن سے یہی بات کر رہے تھے کہ وہ پاکستان کو آئی ایم ایف کے ذریعے مدد کریں گے۔ ان کا کبھی بھی اس طرح کا plan نہیں آیا تھا کہ وہ out of the way جا کر پاکستان کے لیے کوئی package دیں گے اور وہی ہوا۔ اسی طرح development partners بھی they are looking up to the new economic plan اور شاید اس کے مطابق ہےلیکن Advisor Finance کی بات پر ایک طرف سے عندیہ ہے کہ آسان شرائط پر آپ کے پاس IMF کا package آئے گا اور ساتھ ہی ہم اسے کڑوی گولی کا بھی نام دے رہے ہیں کہ ایک کڑوی گولی نگلنی ہوگی تو اس چیز سے ایک confusion اور بڑھ جاتا ہے۔ میں اس بات سے بالکل اتفاق کرتی ہوں جو ہمارے معزز اراکین نے کہا ہے کہ ہمیں اس وقت drastic steps لینے ہوں گے۔ ٹھیک ہے IMF package کے

بارے میں اگر حکومت مطمئن ہے اور اگر وہ سمجھتی ہے کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ تو یہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے جو expenditure ہیں' ایک خوش آئند امر ہے کہ Prime Minister نے اپنے سیکرٹریٹ کے ۴۰ فیصد expenditure curtail کئے' Presidency نے کئے' سینیٹ سیکرٹریٹ اور قومی اسمبلی نے کئے ہیں' لیکن ہمیں بنیادی طور پر اس سے بھی آگے جانا ہوگا۔ کوشش یہ کرنی ہوگی کہ عام زندگی میں بھی ہمیں یہ سادگی کو اختیار کرنا ہوگا۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی example دوں کہ ہمارے لیے جو balance of payment ہے اس کی جو سب سے بڑی وجہ ہے کہ آپ کا import bill بہت زیادہ ہے' لیکن یہ اب ایک چھوٹا سا نکتہ ہے کہ پاکستان میں مثال کے طور پر اس وقت اپنی ہوم انڈسٹری میں ہمارے پاس 25 ہزار کے قریب CNG کی بسیں تیار ہو رہی ہیں۔ جس میں سے صرف تین ہزار اس وقت استعمال ہو رہی ہیں۔ جبکہ ہم نے اپنے بجٹ میں دس ہزار CNG بسوں کو import کرنے کی provision رکھ دی ہے اس کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ آپ اس انڈسٹری کو جو grow ہو رہی ہے اس کو بجائے سہارا دینے کے بلکہ یہی اعلان کرتے ہیں کہ وہاں سے لی جائیں گی جبکہ CNG بسیں ہی actual objective ہے۔ تو اس طرح کے اور بہت سے ایسے نکات ہیں جن کو اگر میں آپ کے سامنے لاؤں تو شاید آپ مجھے اتنا وقت دے نہ پائیں گے' لیکن بنیادی طور پر ہمیں اس وقت ہر level پر یہ دیکھنا ہوگا کہ ہم اس کو کس طریقے سے کم سے کم کر سکتے ہیں۔

اس وقت آپ کے پاس دوسرا جو مسئلہ ہے flight of capital کے حوالے سے ہمیں دیکھ رہے ہیں کہ کیا یہ crackdown اور illegal *hawala* system کے اوپر تو مناسب ہے لیکن جو آپ کی established currency کی جو companies یا پھر وہ foreign banks جو پاکستان میں اس وقت established ہیں اور جن کی branches ہیں وہاں تو بڑی تعداد کی رقوم جو ہیں وہ بہت باآسانی transfer ہوسکتی ہیں۔ تو اس چیز کے متعلق بھی ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا ہو سکتا ہے؟ ماضی میں جو قرضے معاف کرنے کے حوالے سے بہت بڑے بڑے نام آئے' ہم نے دیکھا کہ اس وقت بھی کسی طور پر اس کو دبا دیا گیا' آج جب بقول ان کے کہ ایک جمہوری حکومت آئی ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ ماضی میں بھی جمہوریت کی تھی اور اسی کے ذریعے حکومت آئی لیکن چلیں یہ نہ بھی مانیں' ہم مان لیتے ہیں ان کی بات کو کہ اس میں

مکمل طور پر جمہوری نظام اس لحاظ سے نہیں تھا کہ from top to bottom لیکن اسمبلیاں جمہوری عمل کے تحت سامنے آئی تھیں اور سب نے اس میں شرکت کی تھی۔ اس میں اگر ہم دیکھیں تو آج کی حکومت کو چاہیے تھا کہ کم از کم ان لوگوں نے جو اربوں روپے کے حساب سے قرضے معاف کروائے ہیں یا ان بینکوں میں جن grounds کے اوپر دیئے ہیں اس کو تو کم از کم سامنے لائیں اور پتا لگے کہ کس بنیاد پر وہ قرضے معاف ہوئے۔

جناب سپیکر! قادر پور گیس فیلڈ کے متعلق بات ہوئی ہے اور میرا خیال ہے کہ جتنی بھی تقاریر ہوئی ہیں اور میں بھی اس میں اضافہ کروں گی کہ وہ ایک ایسا asset ہے جو کہ پیداواری ہے۔ ابھی ہمیں اس کے صحیح potential کا بھی نہیں پتا۔ جس طرح ڈار صاحب اور پروفیسر صاحب نے بتایا کہ سوئی کے متعلق potential کا جو estimate انہوں نے پہلے لگایا تھا اس سے کئی زیادہ وہاں پر reserves نکلے ہیں۔ تو اس لحاظ سے ہمیں بھی یقین ہے کہ جب study اس کی ہوگی تو کئی زیادہ potential اس میں موجود ہوگا۔ تو اس کو صرف چند بلین ڈالرز پر اس کو فروخت نہیں کرنا چاہیے۔ اس کی تو مکمل طور پر حکومت کو چاہیے کہ اس کو withdraw کرے۔ چاہے اس کا آغاز 2001 میں ہوا تھا یا 2006 میں ہوا تھا۔ اس سے قطع نظر اس طرح کے assets کو فروخت نہیں کرنا چاہیے۔ ہاں، ٹھیک ہے privatization کا عمل ہے۔ تمام حکومتوں نے اس کو کیا ہے، لیکن وہ بھی زیادہ تر ان اداروں کا ہونا چاہیے جو نقصان میں جا رہے ہیں، جو حکومت کے لیے ایک بوجھ بن چکی ہے۔ تو مجھے یقین ہے کہ حکومت اس بات کا خیال رکھے گی۔ میں اس بات سے کافی مطمئن ہوں کہ وزیر صاحب نے یہاں پر آکر بیان دیا اور انہوں نے کہا کہ یہ سب کے consultation کے process سے گزر کر جو بھی فیصلہ ہوگا وہ کیا جائے گا۔

اسی طرح دادو شوگر ملز کے حوالے سے جو transparency اس کو ensure کرنا چاہیے کہ کیا وجہ ہے کہ پہلے ۴۵ کروڑ روپے کی آفر ہوئی اور آج ۹ کروڑ روپے میں دیا جا رہا ہے۔ ویسے بھی یہ بات resolve ہوئی ہے کہ اس وقت ایسا time نہیں ہے کہ آپ اپنے assets جو ہے ان کو privatize کریں یا ان کو آپ اپنی کنٹرول سے باہر نکالیں کیونکہ اس وقت ویسے بھی ایک depression ہے۔

جناب سپیکر! یہ Opposition کی طرف سے requisition بھی ہے اور آٹا کے حوالے سے crises جو ہیں وہ بھی بہت important ہیں۔ جس طریقے سے ابھی کرنل مشہدی نے بھی یہ point اٹھایا کہ wheat کی inter-provincial movement ہے وہ میں سمجھتی ہوں کہ قانون کے مطابق بھی ہے اور آئینی تقاضے کے مطابق بھی ہے۔ اس پر پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ صوبہ سرحد کی جتنی فلور انڈسٹریز ہیں وہ تقریباً بیٹھ گئی ہیں کیونکہ آٹا تو وہاں supply ہو جاتا ہے لیکن آپ wheat نہیں دیتے، نتیجتاً جتنے بھی فلور ملز ہیں ان کو یہ نقصان ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امید اس حکومت سے یہ لگائی جا رہی ہے کہ یہ انڈسٹری کو ترقی دینے کے لیے اور جتنا بھی مزدور طبقہ ہے اس کی support کے لیے عمل دیتی ہے تو ماضی میں جس طرح incentive دیئے گئے تھے اور پھر ان کو جس طرح 1991-92 میں withdraw کر لیا گیا۔ ٹھیک ہے ہم مانتے ہیں کہ اس میں وہ incentives unrealistic بھی تھے اور اس کو ہم سمجھتے ہیں کہ اس طرح اب دوبارہ لانا شاید feasible نہیں ہوگا لیکن وہاں کی انڈسٹری کو کچھ نہ کچھ ایسا incentive مل سکتا ہے' for example بجلی کے اوپر آپ ان کو کچھ discount دیں جہاں سے لوگوں کا رجحان ہو اور وہ انڈسٹری وہاں پر grow کرے۔ یہ ہمارے لیے بہت بڑا support ہو گی۔ ہم سمجھتے ہیں جناب سپیکر! کہ جتنے بھی-------

جناب قائم مقام چیئرمین، میڈم فہمیدہ ناراض ہو جائیں گی مجھے Acting Chairman ہی رہنے دیں۔ آپ سپیکر کہتی جا رہی ہیں۔

سینیٹر انیسہ زیب طاہرخیلی، جناب چیئرمین! میں معذرت خواہ ہوں لیکن کچھ نیشنل اسمبلی میں تقریر کر کرکے اب عادت ہو گئی ہے۔ اس حوالے سے جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ اس حکومت میں بہت سے اقدامات ہیں جن کو سراہنا چاہیے۔ مثال کے طور پر as صدر پاکستان نے خود بہت سے ایسے اقدامات پر پابندی لگائی جو کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اشتہارات کی مد میں تعریف کرنا اور تصاویر وغیرہ' وہ انہوں نے خود منع کیا۔ بہت سے ایسے expenditure ہیں جن پر انہوں نے پابندی لگائی ہے' لیکن ابھی یہ ناکافی ہے اس میں بہت بہتری لائی جا سکتی ہے۔ Good Governance یا ایک بہتر انتظامی نظام ہے اس کو ہمیں introduce کرنا

ہوگا۔ ساتھ ہی ہمسایہ ملک ہے۔ آپ وہاں پر وزراء کو دیکھیں جس طرح وہ لوگوں کو سادگی کی ایک تصویر دیتے ہیں۔ چاہے وہ اندر سے جتنی بھی مضبوط پارٹی ہو لیکن عام لوگوں کے اوپر سادگی کا ایک impression جانا ضروری ہے۔ میں تو یہ نہیں کہوں گی ٹھیک ہے اس وقت ضرورت ہوگی حکومت کو اپنے تمام اداروں کے حوالے سے اور منسٹری کے نظام میں بھی وزراء کی تعداد کی ضرورت ہوگی لیکن اب جب چھوٹے بڑے سب وزراء ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اسکواڈ گاڑیوں کے ساتھ ادھر ادھر جا رہے ہیں جس سے ایک ایسا impression جا رہا ہے کہ شاید جن کو اپنا اتنا عدم تحفظ کا احساس ہے' انہوں نے عوام کو تحفظ دینے کے لیے کیا strategy لینی ہے؟ تو یہ ایک انتہائی important ہے۔ ہمیں اپنا expenditure چاہے وہ کسی بھی حساب سے ہو' عوام کو بھی اس میں اپیل کرنی چاہیے۔ ماضی میں میاں نواز شریف صاحب کے دور میں ایک سکیم آئی تھی قرض اتارو اور ملک سنوارو۔ اس میں لوگوں نے بھرپور support کیا اور وہ چیز ایک positively ہماری debt ادا کرنے میں ادا ہوئی' لیکن آج ضرورت ہے کہ یہ ایک popular حکومت ہے تو چاہیے کہ ایک اپیل کی جاتی اور عوام مجھے یقین ہے کہ پاکستان کے دفاع کے لیے اور پاکستان کی بقا کے لیے ہرقسم کی قربانی دینے کی آج بھی وہ ایسا ہی جذبہ رکھتے ہیں۔ اس طرح اگر یہ اپیل کی جاتی تو نہ صرف بیرون ملک بلکہ اندرون ملک بھی پاکستان کے عوام دل کھول کر بھرپور انداز میں یہ مدد کرتے اور حکومت ایک ایسا support fund قائم کرتی جس سے مجھے امید ہے کہ ہم شاید IMF کو بھی واپس کر سکتے تھے۔

جہاں تک تعلق ہے آج بھی اس میں کوئی دیر نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ موجودہ حکومت کی popularity ابھی تک اتنی زیادہ خراب نہیں ہوئی ہے کہ وہ یہ کام نہ کر سکے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ اس طرح کا کام کرے۔ اور صوبوں میں جہاں تک disparity ہے۔ اس دفعہ public sector development fund میں ہمارے صوبہ سرحد کے وزیر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس وقت سب سے کم صوبے کا جو بجٹ ہے وہ صوبہ سرحد کا ہے۔ اتنا کم ہے کہ اس کے مقابلے میں بلوچستان کا بھی زیادہ ہے۔ حالانکہ ہونا چاہیے بلکہ وہاں پر تو ان کو ایک Special Development Outlay چاہیے۔ لیکن یہ کہنے کی بات ہے کہ آبادی اور وسائل کے حوالے سے صوبہ سرحد اور بلوچستان کو جو ماضی میں budgetary subventions ملا کرتی

تھیں اس طرح کا ایک programme ہونا چاہیے' چاہے وہ reconstruction opportunity zones کے حوالے سے ہو یا further development کے لیے ان صوبوں کو ایک parity میں لانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم out of the way جاکر ان کو support دیں development package کی صورت میں اور وہاں پر کچھ special incentives دیں تاکہ آنے والے وقت میں ہمارے لیے آسانیاں پیدا ہوں۔

علاوہ ازیں میں اس معاملے میں اپنے تمام ساتھیوں خاص طور پر ہمارے جو senior مقررین ہیں جیسے پروفیسر خورشید صاحب' ڈار صاحب اور جو ہمارے دیگر حضرات ہیں جن کی ایک background بھی ہے economics کے حوالے سے' ان کی تقاریر کے جو نکات ہیں ان کے ساتھ مکمل اتفاق کرتے ہوئے یہ چاہوں گی کہ حکومت وہ تمام اقدامات بروئے کار لائے جن سے ہمارا expenditure curtail ہو اور ہماری savings زیادہ ہوں۔ کل جو 2% پر کافی لے دے ہوگئی لیکن ایک تو یہ کہ اس کی timing غلط ہے' دوسرا یہ کہ اس سے آپ کی industry بیٹھ جائے گی۔ اس سے آپ کی employment کو نقصان ہوگا اور میں نہیں سمجھتی کہ صرف بینکوں میں liquidity بڑھانے سے اس طرح کا فیصلہ کرنا ٹھیک ہوگا۔ انتظار کرنا چاہیے تھا۔ اس وقت economic situation پر ایک بڑی اہم بحث جاری ہے سینیٹ میں۔ اس سے کیا outcome آتا ہے اس کے مطابق عمل کریں' لیکن کیونکہ کل Leader of the House نے خود اس کو تنقید کا نشانہ بنایا اور اس پر انہوں نے کافی سخت رویہ اختیار کیا' مجھے یقین ہے کہ اس کے تحت اس میں کوئی نہ کوئی بہتری آئے گی۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میڈم پچھلے اتوار کو لالو پرساد اور شیخ رشید کے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ وہ کچھ گر سکھائیں یہاں آکر کابینہ والوں کو۔ اس دفعہ انہوں نے انڈیا کی railway plus میں کردی ہے کارگو کو بڑھا کر۔ میں Leader of the House and سے کہوں گا کہ ان کو Leader of the Opposition as a special guest یہاں بلائیں تا کہ وہ یہ بتائیں کہ کیسے انہوں نے turn around کیا ہے Indian Railway Cargo. وہ ہیں بھی بڑی اچھی ہستی پارلیمنٹ میں ۔ He might be from India but he is very

effective. جی بی بی یاسمین شاہ۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! Joint Session میں صدر کے خطاب کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قوم کو یہ بتایا جائے کہ حکومت کی آئندہ policies کیا ہوں گی اور ان کی ترجیحات کیا ہوں گی۔ میں اس چیز کو appreciate ضرور کرتی ہوں کہ صدر زرداری صاحب نے قدم اٹھایا کہ پہلے سال میں ہی انہوں نے یہ خطاب کیا لیکن جناب! مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کی آئندہ کی جو policies ہیں یا جو ان کو threats ہیں یا جو ان کے مسائل تھے انہوں نے اس حوالے سے قوم کو آگاہ نہیں کیا------

(مداخلت)

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، جناب عالی! میں اسی topic پر آ رہی ہوں۔ یہ بھی اسی سے related ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ان کو بات کرنے دیں۔ وہ حوالہ دے رہی ہیں۔ دوسرا حوالہ وہ رحمٰن ملک والا حوالہ نہیں۔ اگر رحمٰن ملک والا حوالہ سمجھ لیا تو پھر مشکل میں پڑ جائیں گے۔ جی میڈم بولیں۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، آپ صبر تو کریں تھوڑا۔ جناب عالی! لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اس speech میں حکومت نے کوئی بھی، جو ان کی آگے کے لیے منصوبہ بندی تھی، ان کا انہوں نے اس وقت ذکر نہیں کیا، جبکہ ہمارے ملک پاکستان کے سامنے اس وقت بے حد خطرات ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر ہمیں threats آ رہے ہیں، economy ہماری بیٹھتی جا رہی ہے، مہنگائی آسمان کو چھو رہی ہے، لوگ اپنے گھروں میں safe نہیں ہیں، گھروں میں کیا بلکہ یہاں پر lodges میں safe نہیں ہیں اور آپ نے اتنی security لگا رکھی ہے، کئی zone بنا رکھے ہیں، جس طرح میری بہن سعدیہ عباسی نے بتایا تھا کہ اپنے ہی ملک میں ہم لوگ ایک قیدی کی طرح نظربند ہیں۔

جناب عالی! اس وقت ہمیں چاہیے، ہماری حکومت کو چاہیے، صدر صاحب کو چاہیے اور وزیراعظم صاحب کو چاہیے کہ جو ہمارے ملک کے حالات ہیں یا جو خطرات ہیں یا جو درپیش

مسائل ہیں ان سے نمٹنے کے لیے یا ان کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے لیے کوئی منصوبہ بندی کرنے کے لیے ہمیں بیٹھ کر غور کرنا چاہیے۔ میں مانتی ہوں کہ حکومت کو اس وقت بہت سارے مسائل درپیش ہیں۔ Trade ہے' ڈالر کہاں سے کہاں پہنچ گیا' تیل مہنگا ہوگیا' گیس مہنگی ہوگئی ہے' لوگوں کو روٹی نہیں مل رہی' کپڑا نہیں مل رہا ہے' مہنگائی آسمان کو چھو رہی ہے۔ یہ سارے challenges Government کے سامنے ہیں' میں مانتی ہوں لیکن اس چیز کو بھی ہمیں ignore نہیں کرنا چاہیے کہ یہ چیزیں ہمارے سامنے ہیں اور ہم نے اس کو face کرنا ہے بجائے ایک کشکول ہاتھ میں لے کر بھیک مانگنے سے بہتر ہے کہ ہم اپنے ملک کو مضبوط کریں اور ایسے حالات پیدا کریں ملک میں کہ ہم ان چیزوں کی طرف نہ جائیں۔

جناب عالی! میں اس حوالے سے یہ بات یہاں پر کرنا بہت ضروری سمجھتی ہوں بلکہ ایک واقعہ آپ کے سامنے پیش کروں گی دوسری جنگ عظیم کا' روس کا' جو زندہ قومیں ہوتی ہیں اور جو ان قوموں کے یا ان ملکوں کے بادشاہ ہوتے ہیں وہ نڈر ہوتے ہیں اور وہ ملک کبھی بھی ڈوبتے نہیں ہیں' وہ ملک ہمیشہ ایک طاقتور ملک اور قوم کی طرح سامنے آتے ہیں۔

جناب عالی! اس وقت کے جو روس کے صدر تھے سٹالن' جرمن فوجیں اس وقت ماسکو سے صرف پانچ میل کی دوری پر تھیں' لیکن اس بہادر صدر نے اس وقت ان فوجوں کا سامنا کیا اور ہٹلر کو ایک ایسی شکست کا سامنا کرنا پڑا جو اس نے کبھی سوچا نہیں تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ شاید وہ روس پر قبضہ کرے گا اور اس کی فتح ہوجائے گی لیکن افسوس کہ اس ملک کے بادشاہ اور صدر نے اس وقت ایک ایسا قدم اٹھایا اور بہادری کا مظاہرہ کیا اور اس فوج کا سامنا کیا اور آخر کار ان کو شکست ہوئی۔

جناب عالی! اس جنگ میں بیس لاکھ روسی فوجی ہلاک ہوئے' 90% ان کی industry اور سارا کچھ ختم ہوگیا جبکہ امریکہ نے اس وقت Marshall Plan کے تحت ان کو امداد کی پیشکش کی اور ان کو یہ شرط رکھی گئی کہ اپنی balance sheet ان کے سامنے پیش کریں۔ جناب عالی! اس وقت روس کے صدر نے یہ مناسب نہیں سمجھا' اس قوم نے مناسب نہیں سمجھا اور ان کی پیشکش انہوں نے ٹھکرادی اور ان سے کوئی امداد نہیں لی۔ جناب والا! اس کے باوجود آپ کے علم میں ہے کہ وہ کس طرح کھڑی ہے۔ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ ہمیں

ایسی کیا ضرورت پڑ گئی ہے' ایسی کیا مصیبت آ گئی ہے کہ ایک سال کے اندر اندر پیپلز پارٹی کی حکومت آتے ہی ہمیں کشکول ہاتھ میں اٹھانا پڑا ہے' پھر ہم بھیک مانگنے لگے ہیں۔ کل پیرزادہ صاحب کی بات مجھے بڑی اچھی لگی کہ یہ دھرتی' یہ وطن' یہ پاکستان ہماری ماں ہیں ہم کیوں اس کے کپڑے اتارنے کے پیچھے' اس کا زیور بیچنے کے پیچھے' اس کے کنگن بیچنے کے پیچھے اور اس کو ذلیل و خوار کرنے کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔جناب والا! کیوں ہم اپنے اثاثے بیچنے اور نجکاری کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ میں یہاں پر دادو شوگر مل کا ذکر کروں گی۔ ہماری حکومت میں اس وقت شوگر مل کی جو قیمت لگی تھی' آپ کے علم میں بھی ہوگا کہ 45 کروڑ روپے کی اس وقت offer آئی تھی لیکن اس وقت ہماری حکومت کے وزیر لیاقت جتوئی صاحب نے ملک کی بہتری کے لیے' عوام کی بہتری کے لیے یہ بالکل ٹھیک نہیں سمجھا کہ اس کو نو کروڑ میں بیچ دیں۔ جناب والا! اس کی مشینری ہی سو کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ نو کروڑ کی شوگر مل آپ کس طرح اپنے خاص بندے کے حوالے کر رہے ہیں۔جناب والا! میں حکومت سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کب تک غریب کسانوں کی' گنا جس طرح سنڈیاں کھا جاتی ہیں اور ان کو کھوکھلا کر جاتی تھیں' کب تک اسی طرح ہماری شوگر ملوں کو سنڈیاں کھاتی رہیں گی اور ختم کرتی رہیں گی۔

جناب والا! قادر پورگیس جس کا کل میرے بھائی سومرو صاحب نے ذکر کیا تھا' آپ کو figures بتائے تھے' میں سارے دہراؤں گی نہیں اس میں سے دو چار بتانا یہاں پر مناسب سمجھتی ہوں۔ جناب کل گیس کی production 4000 million daily ہے۔ قادرپورگیس 550 million daily ہے۔ جناب والا! پاکستان کی کل گیس پیداوار میں سے پندرہ فیصد قادرپور گیس سے ملتا ہے۔ قادرپورگیس کی جو روزانہ آمدنی ہے وہ 90 million روپے ہے۔ قادر پور گیس جو سالانہ آمدنی دیتا ہے وہ اکیس بلین روپے ہے۔ Total value قادر پور کی بیس بلین ڈالر ہے۔ جناب والا! میں اس چیز کی کبھی favour نہیں کروں گی بلکہ پورا سندھ سراپا احتجاج بنا ہوا ہے' پورا پاکستان سراپا احتجاج بنا ہوا ہے کہ قادر پور کی نج کاری ہم لوگ کسی صورت میں نہیں ہونے دیں گے۔ ہم اپنے اثاثے بیچنے نہیں دیں گے۔ اس کے لیے ہم ایک قرارداد لانا چاہتے ہیں مجھے پورا یقین ہے کہ دونوں اطراف سے اس قرارداد کو منظور کیا جائے گا۔

جناب والا! کل نیویارک میں ہمارے وزیرخارجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ war on

terrior پر 34 ارب ڈالر پاکستان کا نقصان ہوا ہے جبکہ ہم نے ہزاروں معصوم بے گناہ اور نہتے شہریوں کو قتل کیا ہے۔ ہزاروں جوانوں کو شہید کروا دیا ہے۔ جناب والا! یہ عوام کے ساتھ ظلم ہے' اپنے لوگوں کے ساتھ' اپنے قبائلی بھائیوں کے ساتھ۔ بجائے اس کے کہ ہم امریکہ کی dictation لیتے اور ان کی اس تجویز پر چلتے جبکہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ سرحدوں پر بمباری تو وہی ہو رہی ہے۔ میزائل تو اسی طرح مارے جا رہے ہیں۔ کیا فرق پڑا ہے؟ آپ کو امریکہ کا ساتھ دے کر' امریکہ کی dictation لے کر کیا فرق پڑا ہے۔ کیا آپ اپنے قبائلی بھائیوں کو سمجھا سکے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہتر ہوتا کہ اگر ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کی جاتی' ان کے مسائل سنے جاتے' ان کی سوچ کو مدنظر رکھا جاتا تو یہ زیادہ بہتر ہوتا۔

جناب والا! یہاں پر سرحد کے وزیر اور میرے کافی بھائی بیٹھے ہوئے ہیں' مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری حکومت نے خواتین کو 33% آپ کے بھی علم میں ہے' سب کو پتا ہے' میری یہاں پر بہنیں بیٹھی ہیں' وہاں پر بیٹھی ہیں' میں یہاں خود موجود ہوں' اسی کے تحت ہم لوگ یہاں پر موجود ہیں اور موجود ہونے کا ہم لوگوں نے ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا۔ خواتین کے کتنے مسائل ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جہاں پر ان بھائیوں نے' مردوں نے کردار ادا کیا ہے تو وہاں پر ہماری بہنوں نے اور ہم لوگوں نے بھی کوئی کم کردار ادا نہیں کیا۔ سرحد میں سیٹیں کم کرنے کی بات کی جا رہی ہے' میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کیا سرحد کے بعد آہستہ آہستہ باقی صوبوں میں بھی یہ چیز آئے گی' لاگو ہوگی کہ خواتین کو آپ گھر بٹھا دیں۔ ان کی نمائندگی کو کم کر دیں' یہ کہیں کا انصاف نہیں ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی خواتین کو مضبوط کریں' آگے لے جائیں جبکہ یہ حکومت شہید بے نظیر بھٹو کی حکومت ہے اور ان کی حکومت کے ہوتے ہوئے یہ چیزیں ہو رہی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت بے نظیر بھٹو کی روح کو تکلیف پہنچ رہی ہوگی کیونکہ انہوں نے کبھی نہیں چاہا تھا کہ خواتین کو مضبوط نہ کریں۔ ہمیشہ انہوں نے خواتین کو مضبوط کرنے کی بات کی ہے اور ان کی حکومت انہی خواتین کو کم کرنے کی اور ان کے احساسات اور ان کی سوچوں کو دبانے کی کوشش ہے۔ میری آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے اس چیز کو نظر میں رکھیں۔ خواتین کی سیٹیں جتنی بھی ہیں' بڑھا نہیں سکتے تو ان کو اسی طرح رہنے دیں' ان کو جینے دیں' ان کو تحفظ دیں۔ خواتین

کے ہر روز issues سامنے آ رہے ہیں' ہر روز کے اخبارت دیکھ لیں' ہر روز میڈیا کو دیکھ لیں۔ کتنی بہنیں ہیں جن کو جلایا جا رہا ہے؟ کتنی بہنیں ہیں جن کو کتوں کے آگے ڈالا جا رہا ہے؟ کتنی بہنیں ہیں جن کو غیرت کے نام پر قتل کیا جا رہا ہے؟ بجائے اس کے کہ ہم ان کے لیے کوئی مضبوط اقدام اٹھائیں تاکہ وہ مضبوط ہوں اور ان کو اور زیادہ تحفظ ملے' میری آپ لوگوں سے گزارش ہے' اس حکومت سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے پاکستان کے بارے میں سوچیں' اپنے اثاثوں کے بارے میں سوچیں۔ بجائے کشکول لینے کے اور بھیک مانگنے کے اپنے آپ کو مضبوط کریں اور اپنے آپ کو ایسی جگہ پر لے آئیں کہ آپ کو کسی سے بھیک مانگنے کی ضرورت نہ پڑے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر ساجد میر صاحب پھر ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ۔

سینیٹر ساجد میر: شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج جو گھمبیر معاشی بحران ہمیں درپیش ہے آپ اس کی جڑیں تلاش کرنے کی کوشش کریں تو وہ یقینی طور پر آپ کو گزشتہ دور حکومت میں ملیں گی۔ یہ ایک ایسا دور حکومت تھا جس میں بہت زیادہ روپیہ آیا لیکن اس کا صحیح مصرف نہیں ہو سکا۔ اعلے طبقے پر کچھ اڑ گیا' بہت سا روپیہ مقامی حکومتوں کو ملا جنہوں نے تھوڑا بہت کام کیا اور باقی کسی حساب کتاب اور آڈٹ کے بغیر ضائع ہوتا رہا۔ کوئی infrastructure نہیں بنا۔ زراعت اور صنعت کی base کو مضبوط کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب کیا ہو رہا ہے؟ اس دور میں foreign exchange جس شکل میں بھی ڈالر خرید کر بڑھا' جس طرح بھی بڑھا اس کے reserves کو بڑھایا گیا۔ stock exchange index record سطح تک پہنچایا گیا۔ بنکوں نے پہنچایا' Government lending نے پہنچایا' باہر کے سرمایہ داروں نے پہنچایا اور فائدہ اٹھایا' بہرحال یہ ہوا۔

جہاں تک موجودہ دور کی بات ہے' بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ زرمبادلہ کے reserves آدھے سے کم رہ گئے' stock exchange بیٹھ گئی' قرضوں کا بوجھ بڑھ گیا۔ جیسا کہ ماہرین کہہ رہے ہیں کہ گزشتہ چھ ماہ میں ایک ہزار ارب روپے قرضوں کا حجم اور بوجھ بڑھا ہے۔

ڈالر بہت اوپر چلا گیا۔ ملک کے default کرنے کی بات شروع ہوگئی۔ دوسری طرف عوام کی مشکلات میں بے پناہ اضافہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ گرانی نے زندگی کو دوبھر اور اجیرن بنا دیا ہے۔ ان حالات میں حکومت کیا کر رہی ہے' ایک طرف کشکول اٹھا کر پوری دنیا میں ہم پھر رہے ہیں اور دوسری طرف وزراء کی فوج بھرتی کی جا رہی ہے۔ پہلے کی طرح' بڑے بڑے وفود کے ساتھ دورے ہو رہے ہیں اور زخموں پر نمک چھڑکنے کے لیے Prime Minister Sahib کہتے ہیں کہ وزراء بڑھنے سے اخراجات نہیں بڑھیں گے۔ دورے اگر ہوئے ہیں تو پرائیویٹ خرچے سے ہوئے ہیں' سرکاری خرچ سے نہیں ہوئے۔

جناب چیئرمین! ان باتوں سے عوام کی تسلی نہیں ہوتی۔ حقیقتاً اخراجات بڑھے ہیں۔ اگر نہ بھی بڑھتے تو ان کی ایک symbolic اور علامتی حیثیت ہوتی ہے۔ بڑے بڑے وفود کی شکل میں جو دورے ہوئے ہیں اور وزراء کی فوج کے ہوتے ہوئے عوام کبھی یہ یقین نہیں کر سکتے کہ حکومت اخراجات گھٹانے میں سنجیدہ ہے۔ آپ اعلان کریں کہ Prime Minister House کا خرچ ہم نے کم کر دیا ہے' President House کا کم کر دیا ہے' Parliament کا کم کر دیا ہے لیکن ایک public perception یہی رہے گا کہ حکومت اخراجات گھٹانے میں سنجیدہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! اگر چین جیسا بڑا ملک جس کی معیشت بھی ہم سے کئی گنا ہے اور جس کی آبادی بھی ہم سے بہت زیادہ ہے وہ صرف اکیس وزیروں سے گزارہ کر سکتا ہے۔ اگر امریکہ بیس Secretaries of State کے ساتھ چل سکتا ہے' چلایا جا سکتا ہے' جاپان جیسا مضبوط economy والا ملک اٹھارہ وزیروں کے ساتھ چل سکتا ہے اور جرمنی جیسی مضبوط معیشت صرف پندرہ وزیروں کے ساتھ چل سکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہمیں اتنے زیادہ وزیروں کی ضرورت پڑ گئی۔ یہی چیزیں ہیں کہ جب عوام ایک طرف مہنگائی کو دیکھتے ہیں' اپنی مشکلات کو دیکھتے ہیں اور دوسری طرف اخراجات کو دیکھتے ہیں تو انہیں کہنا پڑتا ہے کہ

تم کو آشفتہ مزاجوں کی خبر سے کیا کام
تم سنوارا کرو بیٹھے ہوئے گیسو اپنے

جناب چیئرمین! Money Changers کے خلاف جو اقدام حال ہی میں کیا گیا یہ

بھی backfire کرے گا' اس کا بھی الٹا اثر ہوگا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کوئی positive اور مثبت اثر ہو سکتا ہے۔ جو لوگ سات ارب ڈالر سالانہ غیر ملکی کرنسی میں جمع کر کے ہمیں دیتے ہیں۔ اگر پکڑنا تھا تو State Bank میں ان لوگوں کو پکڑا جاتا جو foreign exchange کے کرتا دھرتا ہیں۔ یہ تو بیچاری چھوٹی مچھلیاں ہیں۔ State Bank میں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں' جو foreign exchange کو کنٹرول کرتے ہیں' ان کا کام تھا کہ وہ اس flight of dollars کو روکتے۔ اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مناف کالیا اور فلاں اور فلاں کا نام لینے کی بجائے ہمیں ان لوگوں کے نام بتائے جائیں جو اس روپے کے مالک ہیں' جو باہر گیا ہے۔ بتانے والی چیز تو یہ ہے کہ وہ کس کی ملکیت تھے۔ کون باہر لے کر گیا ہے۔ انہوں نے ایک agent کا کام کیا ہے۔ آپ ان کو پکڑ رہے ہیں اور جو مالک ہیں' جو لے کر گئے ہیں' جنہوں نے ملکی معیشت کو بٹھایا ہے' اس کا بھٹہ گول کیا ہے ان کا آپ نام ہی نہیں لیتے۔ میں کہتا ہوں آپ نام لے بھی نہیں سکیں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم action لیں گے وہ سیاستدان ہوں یا bureaucrat ہوں یا کوئی بھی ہوں۔ یہ دعوے سب کرتے چلے آئے ہیں۔ بات تب بنے گی جب ان پر ہاتھ ڈالا جائے گا اور ان سے یہ رقم اگلوائی جائے گی اور واپس لائی جائے گی ورنہ money changers کے خلاف اس اقدام کا فائدے کی بجائے نقصان ہوگا اور لوگ صحیح طریقے سے ملک کے اندر foreign exchange بھیجنے کی بجائے دوسرے طریقے تلاش کریں گے خواہ آپ ان پر کتنی پابندیاں کیوں نہ عائد کریں۔ جناب! بیرون ملک پاکستانیوں کی طرف سے اس وقت تقریباً 6.5 billions سالانہ average ترسیلات ہیں جو ملکی معیشت کے لیے ایک بہت بڑا سہارا ہے۔ آپ شاید 7.7 billion کے لیے یا 7.5 billion کے لیے IMF کے پاس بھاگ رہے ہیں۔ یہ ہمارے دوست' ہمارے بھائی جو باہر مقیم ہیں وہ 6.5 billion آپ کو دیتے ہیں۔ اس ناقص اور غلط اقدام سے آپ نے ان کا اعتماد مجروح کر دیا ہے اور اب وہ کیسے اعتماد کے ساتھ ملک کے اندر foreign exchange بھیج سکیں گے؟ اس سے flight of capital اور بڑھے گی بجائے اس کے ملک کہ مزید foreign exchange آئے' foreign exchange جائے گا اور foreign exchange کسی بھی طریقے سے' کسی بھی طور سے لوگ باہر بھیجنے کے راستے تلاش کریں گے۔

جناب میں کوئی economist اور معیشت دان تو نہیں ہوں۔ صرف BA level تک

اکنامکس پڑھنے سے کوئی معیشت دان نہیں ہو جاتا۔ سیاست کا بھی ایک چھوٹا سا' ادنیٰ طالب علم ہوں۔ ملک کی محبت ہے۔ ملک کے موجودہ حالات پر ہر آدمی کی طرح' ہر محب وطن کی طرح ایک تشویش ہے تو میں نے بھی ایک bail out plan اپنی ناقص عقل سے بنایا ہے لیکن میں ناقص عقل کے باوجود یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آئی ایم ایف کے bail out plan سے انشاء اللہ وہ بہتر ہوگا کیونکہ آئی ایم ایف کے شکنجے میں ایک دفعہ پھر ہم چلے گئے' وہ دنیا کا بدترین بنیا ہے' بدترین بنیا۔ وہ پابندیاں ایسی عائد کرتے ہیں کہ ان کے روپے کی واپسی یقینی ہو جائے۔ عوام سسک سسک کر' تڑپ کر مر جائیں' ملک کا نقصان ہو جائے 'انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ Subsidies ختم کرو' قیمتیں بڑھاؤ گیس کی' بجلی کی اور ضروری اشیاء کی۔ ان حرکتوں سے' ان باتوں سے ان کے روپے کی واپسی تو یقینی ہو جاتی ہے لیکن عوام پس جاتے ہیں۔ ملک کی معیشت خراب ہوتی ہے۔ یہ تجربہ پہلے ہم کر چکے ہیں' بہت سے ملک کر چکے ہیں۔ اس کی بجائے میرا چار نکاتی plan ہے جناب چیئرمین' میں آپ کا وقت زیادہ نہیں لوں گا۔ آج آپ ہمیں دعوت دینے کے موڈ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، دعوت تو آپ چھوڑ کے جا رہے ہیں لیکن آپ صحیح bail out plan دیں ایسے نہ کہ free fall ہو جائے۔

سینیٹر ساجد میر ، نہیں' نہیں چار نکات' One, two, three, four. پہلی بات تو یہی ہے جناب کہ جو روپیہ باہر گیا ہے حال میں کم از کم' اس کے لیے آپ heavy لوگوں پر ہاتھ ڈالیں۔ Money changers کو چھوڑیں' ان سے نام اگلوا لیں اگر آپ اگلوا سکتے ہیں۔ وہ آپ نے اگلوا لیے ہوں گے۔ یہ اگلوانا تو مشکل نہیں ہیں ہماری انتظامیہ اور پولیس کے لیے لیکن وہ ان کو اپنے تک رکھیں گے۔ آپ تک نہیں پہنچنے دیں گے' government تک نہیں پہنچنے دیں گے۔ ان سے یہ روپیہ واپس منگوائیں اور اگلوائیں۔ ایک طریقہ تو یہ ہے۔

دوسرا گزشتہ ہر دور میں ہوتا رہا لیکن قریب کی بات کریں' گزشتہ دور میں جو بنک قرضے معاف ہوئے ان کو بحال کریں اور ان سے وصولیاں کریں۔ اربوں روپے کے قرضے معاف ہوئے۔ کس نے کیے' کیوں کیے' کن لوگوں کے کیے؟ ان کی فہرست جاری کریں اور ان سے وہ روپیہ واپس لیں۔

تیسرا جناب چیئرمین! ہمارے وہ بھائی جن کا میں ذکر کر رہا تھا جو باہر مقیم ہیں۔ اربوں ڈالر ہمیں بھیجتے ہیں ملک کے باہر سے، ان کا اعتماد بحال کریں۔ یہ Money changers وغیرہ، اس سلسلے کو آپ چھوڑیں۔ یہ اعتماد مجروح کر رہے ہیں۔ بحال نہیں کر رہے۔ ان کا اعتماد بحال کریں، ان کی conferences بلائیں، ان کے ذمہ داروں کی۔ باہر جا کر ان سے بات کریں اور ان کو ملک کے مشکل حالات بتائیں۔ انشاء اللہ وہ مزید بھیجیں گے، مزید مدد کریں گے۔

چوتھا تھوڑا مشکل لیکن بڑا اہم ہے۔ جناب چیئرمین! یہ Friends of Pakistan forum کچھ نہیں دے گا۔ آپ خود کہہ رہے ہیں کہ وہ چیک کاٹنے کے لیے جمع نہیں ہو رہے۔ میری تجویز ہے کہ اس کے بجائے Sons of Pakistan forum بنائیں، Firends of Pakistan کی بجائے Sons of Pakistan, یہ کون سے sons ہیں؟ وہ 22 یا 23 جتنے بھی ہیں، جن کے 45 ارب ملک سے باہر ہیں۔ ان کی کانفرنس بلائیں صدر صاحب اپنی زیر صدارت اور اپنی مثال قائم کریں کہ میرا جو روپیہ باہر تھا سارا نہیں اس کا 30, 40% یا 25, 30% میں ملک کے اندر لا رہا ہوں۔ رہے گا میرا لیکن میں ملک کے اندر لا رہا ہوں اور ان سب کو ترغیب دیں۔ ان سب سے اسی طرح 45 ارب کا آدھا بھی آ جائے، تیسرا حصہ بھی آ جائے وہ ان سے واپس منگوائیں، ملک کے اندر رکھوائیں۔ انہی کی ملکیت رہے وہ۔ جیسے بھی انہوں نے حاصل کیا اس موقع پر اس بحث میں ہم نہیں جاتے۔ اسے NRO نے تحفظ دیا، کسی اور چیز نے تحفظ دیا اس کو بھی ہم چھوڑتے ہیں۔ ان کی کانفرنس بلائیں، ان کو صدارتی محل میں اکٹھا کریں۔ اپنی مثال قائم کریں۔ اسی طرح باقی سیاستدان جو بھی ہیں across the board جو بھی ہوں ان کو اکٹھا کریں وہاں کہ جناب اس وقت ملک کو ضرورت ہے۔ جس ملک نے اتنا کچھ آپ کو دیا کہ آپ کے اربوں باہر جمع ہیں اس وقت اس میں سے کوئی دس، بیس، پچیس فیصد اس غریب ملک کے لیے، اس مظلوم ملک کے لیے آپ قربانی دیں اور قربانی صرف یہ ہے کہ اس سرمائے کو ہم اپنے ملک کے اندر لائیں تا کہ اس مشکل دور سے ہم نکل سکیں۔ جناب چیئرمین! یہ ہیں وہ چیزیں جو IMF کے چنگل سے بھی بچا سکتی ہیں اور ہماری معیشت کو bail out کر سکتی ہیں لیکن اس کے لیے will چاہیے، اس کے لیے صاف نیت چاہیے۔ اس کے لیے اپنی مثال پیش کرنا ہوگی، اس کے لیے خود پہلے قربانی پیش کرنا ہوگی۔ انشاء اللہ یہ مسائل حل

ہوں گے۔ بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ پروفیسر میر صاحب ' ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ please take the Floor. آپ اس سے نکل گئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! اس وقت ملک کا بہت بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جو اقتصادی بحران ہمیں درپیش ہے اس سے کیسے نمٹا جائے۔ اسی مسئلے کے لیے ہم تین دن سے یہاں بحث کر رہے ہیں اور اس پر بات ہو رہی ہے۔ میں بھی اپنے دیگر ساتھیوں کی طرح یہ اقرار کروں گی کہ میں کوئی ماہر اقتصادیات نہیں ہوں اور جو ہمارے ہاؤس کے ماہرین ہیں' پروفیسر خورشید صاحب' ڈار صاحب ہیں' انہوں نے جو تجاویز دیں میں ان سے سو فیصد اتفاق کرتے ہوئے اپنی جو بات مجھے سمجھ آتی ہے میں یہاں رکھنا چاہوں گی۔ جناب! یہ بڑی اچھی روایت ہے کہ جو مسائل ہیں وہ پارلیمنٹ میں لائے جا رہے ہیں اور ان کے مشورے کے لیے دعوت دی جا رہی ہے کہ وہ مشورہ دیں لیکن اگر صرف مشورہ لے لیا جائے اور اس پر عمل نہ کیا جائے تو ایک آدھ بار تو ایسا ہوگا لیکن پھر اعتماد اٹھ جائے گا۔ اگر آپ نے یہ سوال رکھا ہے کہ اس وقت کی اقتصادی صورت حال سے کیسے نکلنا ہے اور اگر آپ کو سو فیصد یہ رائے مل رہی ہے کہ IMF سے قرضہ نہیں لینا' ان اداروں کی جو منافع میں جا رہے ہیں نجکاری نہیں کرنی اور بحث کے اختتام پر یا دو تین دن کے بعد جب ہم گھروں کو چلے جائیں گے تو اخبارات میں ہمیں یہ خبریں ملیں تو جناب میرا خیال ہے کہ یہ تین دن کا جو ہم نے اپنا وقت بھی ضائع کیا اور ملک کا سرمایہ بھی ضائع کیا اور یہ سب لاحاصل ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ حکومت اپنی ساکھ خراب نہیں کرے گی اور ایسا اقدام نہیں کرے گی۔

جناب! میں سادہ سی بات یہ کرنا چاہتی ہوں کہ اس وقت مجھے جو سمجھ آئی کہ مجموعی قومی آمدنی سے اخراجات ہمارے پانچ سو ارب زیادہ ہیں۔ ایک گھر کی طرح جیسے گھر میں ہوتا ہے جتنی آمدنی ہوتی ہے 'سیدھی سی بات ہے' ہمیں اسی کے اندر رہنا ہوتا ہے' اتنے اخراجات کرنے ہوتے ہیں۔ اپنا standard of living اس کے مطابق رکھنا ہوتا ہے۔ اگر نوکری چھوٹ جائے' کاروبار میں گھاٹا پڑ جائے' کوئی نقصان ہو جائے تو سیانے کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے اخراجات کو کم کر لینا چاہیے۔ جناب! یہاں ملک کا بھی یہی مسئلہ ہے اور حل بھی اس کا یہی

ہے کہ یا تو ہم آمدنی بڑھا لیں یا اخراجات کم کریں اور پھر تیسری صورت یہ ہے کہ اگر یہ دونوں ہی نہیں ہوسکتیں تو پھر ہم قرضہ لینے کے بارے میں سوچیں۔ آمدنی کیسے بڑھائی جائے؟ اس پر تو میں بات نہیں کروں گی۔ اخراجات کہاں ہو رہے ہیں کیا یہ کم ہو سکتے ہیں اور اگر ہوں تو کیسے ہوں اس پر میں بات کرنا چاہوں گی۔ جناب! اگر قرضہ لینا ہے تو ہمیں کس سے قرضہ لینا ہے اور کتنا لینا ہے اور کون ہے جو ہمیں قرضہ نہیں دے رہا اور ہم اس سے مانگ رہے ہیں اور کون ہے جو قرضہ دینے کے لیے ہمارے پیچھے پیچھے پھر رہا ہے اور ہم ابھی تھوڑے سوچ میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ سوچنے والی بات ہوگی کہ اس قرضہ لینے کے اثرات کیا ہوں گے۔

جناب! پہلی جو بات میں نے کی کہ اخراجات کہاں ہو رہے ہیں' یہ بھی بڑی اہم بات ہے اس اقتصادی بحران سے نپٹنے کے لیے۔ میں گزشتہ حکومت کے اخراجات کی کچھ مدات آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گی۔ 2004ء میں وزیر اعظم شوکت عزیز صاحب نے ۴۵ افراد کے ساتھ عمرے کی سعادت حاصل کی۔ ان کے جو اخراجات تھے وہ ایک کروڑ اور ۸۷ لاکھ روپے رہے۔ شوکت عزیز صاحب نے بڑے عجز و انکسار کے ساتھ یہ فرمایا کہ یہ اخراجات ہماری جیب سے ادا ہوئے ہیں۔ جناب! یہ بڑی سننے اور سوچنے کی اہم بات ہے کہ وزارت خارجہ نے قومی اسمبلی کو باضابطہ طور پر سوالات کے جوابات میں آگاہ کیا ہے کہ اس وقت کا دورہ یہ سارے کا سارا سرکاری خرچے سے ہوا اور اس کا سارا ریکارڈ موجود ہے۔جناب والا! دوسرا جو حوالہ میں دینا چاہتی ہوں وہ یہ کہ ستمبر 2004 تا نومبر 2007 تک 3 سال کے عرصے میں وزیر اعظم شوکت عزیز صاحب 47 ممالک کے دوروں پر گئے۔ 2120 افراد کو بھی ساتھ لے کر گئے اور اخراجات ایک ارب بارہ کروڑ ہوئے۔ اسی طرح جنرل مشرف صاحب نے ایک ارب چالیس کروڑ روپے اپنے غیر ملکی دوروں پر خرچ کیے۔ گویا یہ غیر ملکی دورے قوم کو ڈھائی ارب روپے میں پڑے۔جناب! میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ یہ ایک معمولی سی ایک جھلک تھی' ایک مثال ہے کئی اور مثالیں ہوسکتی ہیں لیکن چونکہ وقت کم ہے میں اس کی زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گی اور یہ بھی درست ہے کہ حکومت اس پر کہے گی کہ یہ تو ماضی ہے' یہ ہم نہیں ہیں' یہ تو وہ تھے اور مجھے یہ بھی اندازہ ہے کہ وہ قدرے آسودگی محسوس کر رہے ہوں مگر میں اس مثال کے بعد بصد احترام یہ عرض کرنا

چاہتی ہوں کہ موجودہ حکومت میں پہلی سہ ماہی کے دوران گزشتہ سال کی نسبت 103.7% زیادہ قرضہ لیا ہے۔

دوسری بات جناب! سعودی عرب کا دورہ ہو چکا ہے۔ دوسو افراد ساتھ گئے ہیں' کہا بھی گیا ہے کہ ہم نے یہ جیب سے کیا ہے۔ دیکھیئے اس کے بعد ابھی جو حکومت آئے گی وہ کیا رپورٹ نکال کر لاتی ہے کہ جیب سے تھا یا سرکاری تھا۔

تیسری بات جناب! جو سب نے ذکر کیا کہ وفاقی کابینہ کا حجم بھی بڑھ گیا ہے اور وہ ۵۵ تک ہو گیا ہے اور صرف یہی نہیں مشیر الگ ہیں اور کئی ایسی وزارتیں جو گزشتہ دور میں ایک تھیں وہ ایک سے زیادہ کر دی گئی ہیں۔ وزیر اعظم بے نظیر سپورٹ پروگرام کی چیئر پرسن ہماری ایک بہن قومی اسمبلی کی ہے' ان کو بھی وزیر کا درجہ دیا گیا ہے اور خبر یہ ہے کہ نئے وزراء پر ۵۵ کروڑ روپے سالانہ خرچ ہو گا۔ گاڑی' کوٹھی' فون' سفری اخراجات اور مراعات اس کے علاوہ ہیں۔ جناب! میں یہ بتا رہی ہوں کہ خرچہ کیسے زیادہ ہو رہا ہے۔ کیا وجہ ہوئی کہ آپ کے یہ سارے ذخائر یہ deplete ہو گئے۔

جناب! اخراجات زیادہ کیوں اور کہاں ہو رہے ہیں۔ میں اس کے حوالے سے ایک اور بات کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ امریکہ کے اقتصادی بحران کی وجہ' ان کے تجزیہ نگار یہ بتاتے ہیں کہ عراق اور افغانستان کی جنگ میں اس نے اپنے وسائل جھونکے ہیں اس کی وجہ سے اس کا یہ اقتصادی بحران ملک میں آیا ہے۔جناب ! پاکستان کی فوج پر بھی ۱۹۷۱ کے بعد سے معمول کے اخراجات کا بوجھ تھا لیکن اب آپ نے فاٹا اور سرحد میں آپریشن شروع کیا ہوا ہے اور اس پر آپ کا اضافی خرچہ ہو رہا ہے جو آپ کی اقتصادیات کو بھی لے ڈوبنے کی وجہ بن رہا ہے۔ جناب! جو ان علاقوں کے اندر آپریشن ہوکر infrastructure تباہ ہو رہا ہے اور ان کو جس طرح سے نقل مکانی کرا کے کھنڈر بنایا جا رہا ہے' اس کو بھی جب آپ دوبارہ built up کرنا شروع کریں گے اور ابھی بھی جو تھوڑا بہت اس پر لگا رہے ہیں وہ خود ایک اضافی وجہ ہے۔ میں ذرا توجہ دلا دوں کہ 2005ء میں جو زلزلہ آیا تھا اس کے اندر قوم نے بھی آپ کو پیسہ دیا' باہر کے لوگوں نے بھی آپ کو پیسہ دیا مگر جو بھی structure ایک دفعہ تباہ ہوتا ہے اس کو بننے میں بہت دیر لگتی ہے۔ بارہ ہیڈ کوارٹر ہسپتال تھے DHQ تھے جن میں سے ایک

بھی ابھی نہیں بنا تو اس کی تعمیر پر جتنا آپ کا خرچہ ہو رہا ہے اس سے کہیں زیادہ ابھی لگنا ہے جناب! ابھی سوال یہ ہے کہ اخراجات کم ہو سکتے ہیں یا نہیں ہو سکتے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اخراجات کم ہو جائیں۔ جناب! اس سلسلے میں جناب یوسف رضا گیلانی صاحب نے تو یہ فرمایا ہے کہ وزیروں کی یہ اضافی تعداد سرکاری خزانے پر بوجھ نہیں پڑے گی حالانکہ ابھی MQM اور JUIF کو slot دینا باقی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ آپ کو احساس ہو کہ کن چیزوں کی وجہ سے آپ کے خزانے پر بوجھ پڑ رہا ہے' اگر یہ احساس ہوگا تو پھر آپ اس کا کچھ علاج کرنے پر آئیں گے۔

جناب! میں دوسرا حوالہ یہ دینا چاہتی ہوں اور یہ بھی اسی ایوان صدر کے مکینوں کی تاریخ سے ہے' یہ صدر رفیق تارڑ صاحب کا زمانہ ہے کہ ایوان صدر میں جاتے ہی ۵۰ فیصد اخراجات میں کمی کر دی گئی۔ ان کے پورے دور میں نئی گاڑیوں کے خریدنے پر پابندی رہی اور ساڑھے تین سالہ دور میں تین بیرونی ملک کے دورے ہوئے۔ دو ترکی کے اور ایک مراکش کا باہر جانے کے لیے جتنی دفعہ بھی بریفنگ دی گئی' انہوں نے سن کر یہ کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا' لہذا میں خزانے پر یہ اضافی بوجھ نہیں ڈالوں گا۔ جناب! جو بات مجھے بڑی اہم لگی' وہ یہ تھی کہ چیف ایگزیکٹو پرویز مشرف کی طرف سے بھیجی گئی اس سمری پر دستخط کرنے سے معذرت کر لی گئی' جس میں صدر کی تنخواہ اور مراعات میں اضافہ تجویز کیا گیا تھا۔ ان مراعات میں اسلام آباد میں ایک بڑا پلاٹ ملنا بھی طے تھا۔ جناب! دوسرا حوالہ میں ہمسایہ ملک کا دینا چاہتی ہوں۔

(اس موقع پر اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ اذان ہو جائے۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم آپ تقریر مکمل کریں۔ پھر نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: جناب! میں یہ کہہ رہی تھی کہ اخراجات کم ہو سکتے ہیں اور کم اخراجات کے ساتھ بھی حکومتیں کی جا سکتی ہیں۔ میں افغانستان کا حوالہ دینے جا رہی تھی۔ مجھے طالبان کے فہم اسلام اور طریقہ انقلاب اور حکومت سے کئی اختلافات ہیں' مگر ان کا دور اور

اس دور کا پارلیمنٹ ہاؤس، ایوان صدر، وزیر اعظم ہاؤس اور وہاں پر جو مہمانوں کی خاطر مدارت کی جاتی تھی، وہ عمارتیں صرف چھوٹے گھر اور جھونپڑیاں اور خیمے تھے اور ان میں حکومت کی عملداری ایسی تھی کہ امن و امان اور اس کے ساتھ پوست کی کاشت، poppy cultivation زیرو پر چلی گئی تھی، جب کہ ان کے پیشوا ظاہر شاہ کے دور میں نہیں گئی اور اب اس سے بھی زیادہ کرزئی صاحب کی حکومت میں بڑھ چکی ہے۔

جناب! تیسرا حوالہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور کا دینا چاہتی ہوں کہ جب وہ بیت المقدس میں داخل ہوئے تو ان کا داخلہ تاریخ کا حصہ ہے کہ اس وقت ایک پارسی غلام اس اونٹ پر سوار تھا، جس کے ساتھ وہ شیئر کر رہے تھے اور انہوں نے اس اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی تھی اور وہ ساتھ ساتھ چلتے جا رہے تھے۔ جناب اخراجات کم ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ہمیں اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے لیکن کیسے کم ہوں گے؟ اور کہاں سے کم ہوں گے؟ اس کا جائزہ ہمیں دیانت داری کے ساتھ دینا ہو گا۔ جناب! تیسرا پہلو جو ہے کہ قرض ہم نے لینا ہے لیکن ہماری ساکھ خراب ہے ۔ پلان اے آپ کا فیل ہو گیا۔ چین نے نقد دینے سے انکار کر دیا۔ پلان بی میں آپ سعودی عرب کے پاس گئے، اس نے بھی نقد دینے سے انکار کر دیا، معذرت کر لی۔ Friends of Pakistan نے نقد مدد دینے سے پہلو تہی کر لی۔ سیاسی لیڈروں سے آپ نے اپیل کی تھی کہ اپنے ڈالر اپنے ملک کے بینکوں میں لائیں۔ انہوں نے بھی کوئی response نہیں دیا اور شوکت ترین صاحب نے یہاں پر یہ بتایا کہ کوئی بھی ملک آئی ایم ایف کی توثیق کے بغیر قرض دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ دوست آپ کے ہیں، اعتبار آپ پر نہیں ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم سمجھیں کہ ہماری ساکھ کیوں خراب ہے۔ جناب! ایک واقعہ اس میں یہ ہے کہ جب عالمی منڈی میں تیل کی قیمت میں پانچ چھ ڈالر کا اضافہ ہوتا ہے تو ہم اپنے ملک میں فوری طور پر سات روپے کا اضافہ کر دیتے ہیں اور جب کمی ہوتی ہے تو بیس پچیس روپے کی کمی ہونی چاہیے۔ آپ چار پانچ روپے کی کمی کر کے عوام کو ٹرخا دیتے ہیں۔ اعتماد نہیں ہے۔ ساکھ خراب ہے اور اس کے ساتھ ہی آپ کا ہمسایہ ملک بھارت ہے جس نے پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں چھتیس اور اکتیس روپے کی کمی کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجھے یہ پڑھ کر بڑی شرم آئی کہ انہوں نے حاجیوں کے کرائے کو refund کرنے کا وعدہ کیا ہے کہ ہم نے تم سے

زیادہ پیسے لے لیے تھے' اب جب تم واپس آؤ گے تو ہم تمہارے پیسے واپس کر دیں گے۔ جناب! ساکھ کیوں خراب ہو رہے ؟ میثاق جمہوریت کا اعلان ہوا۔ عدلیہ بالا دست ہو گی' یہ نعرہ لگا۔ مگر ابھی تک افتخار چوہدری صاحب باہر مظاہرے اور جلسے کر رہے ہیں۔ لوگ تخمینہ لگاتے اور کہتے ہیں کہ صدر مشرف نے بھی عدلیہ کی گرفت سے بچنے کے لیے افتخار چوہدری کو عہدے سے ہٹانے کی غلطی کی اور بھگتا۔ موجودہ حکومت بھی اس کو عہدے پر بحال نہ کرنے کی غلطی کر رہی ہے اور وہ بھی اس کو بھگتے گی چونکہ ملک کے زعماء کی طرف سے خود کوئی اقدام نہیں ہو رہا کہ وہ اپنا سرمایہ ملک کے بینکوں میں لائیں' لہذا ان کی ساکھ بحال نہیں ہو رہی۔ جناب! حکومت کے اعداد و شمار میں یہ بھی ہے کہ فروری 2008 کو سٹیٹ بینک کے پاس گیارہ اعشاریہ نو ارب ڈالر کے ذخائر تھے' جو اب سات اعشاریہ اٹھاسی ارب ڈالر رہ گئے ہیں۔ جب کہ پرائیویٹ بینکوں کے ڈالر کے ذخائر دو اعشاریہ ایک ارب سے بڑھ کر تین اعشاریہ دو آٹھ ہو گئے ہیں۔ سٹیٹ بینک کے ڈالر کہاں گئے؟ وہ بھی ساکھ خراب کر رہے ہیں اور شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ جناب! آئی ایم ایف سے ایسے قرض لینا واحد حل نہیں ہے۔ کڑوی گولیاں اور بہت سی ہیں' وہ نگل لی جائیں تاکہ ہماری معیشت صحت مند ہو جائے۔ اس لیے کہ یہ قرض ایک بار لیا گیا تو تاریخ گواہ ہے کہ بار بار لیا جائے گا اور اقبال نے بھی پیغام دیا تھا۔

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے ' نہ تن تیرا نہ من

اور ساتھ یہ بھی

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

جناب! آخری بات یہ رہی کہ privatization کے لیے بھی جو بھی ہمارے نفع بخش ادارے ہیں' ان کی نجکاری بالکل نہ کی جائے آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اجازت دی۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Now, we have a *Namaz* break to 05.30. So, we adjourn the House till 05.30 for *Mughrib*

prayers.

.....

[The House was then adjourned for Maghrib prayers]

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد اجلاس کی کارروائی جناب قائم مقام چیئرمین میر جان محمد جمالی کی زیر صدارت شروع ہوئی)

.....

Mr. Acting Chairman: Please be seated

جتوئی صاحب نہیں ہیں۔ مولانا گل نصیب صاحب' please front row میں جائیں۔ He does not listen یہ مولانا صاحب کا problem ہے۔ Listening impairment کا۔ Madam Tahira Latif, pleae take the floor.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، ایڈوائزر صاحب' یہاں سینیٹ میں پہلی دفعہ آئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کون سے Advisor?

Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi: Advisor for Petrolum Ministry.

جناب قائم مقام چیئرمین، اچھا' میں نے کہا بلوچستان والوں کی صرف گیس اور پٹرولیم پر نظریں لگی ہوئی ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، ہمیں امید ہے کہ وہ بلوچستان میں گیس نکالنے کے بڑے کام شروع کریں گے۔

Mr. Acting Chairman: Yes Madam please. Your speaker is on?

گلے خراب ہیں ایک ہی بارش میں۔

سینیٹر طاہرہ لطیف: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آج کل پاکستان انتہائی نازک دور سے گزر رہا ہے۔ ایک طرف عوام مہنگائی' بے روزگاری اور law and order سے تنگ ہیں تو

دوسری طرف کچھ لوگ dollar and gold کے کالے دھندے میں ملوث پائے گئے۔ ملک میں بے چینی اور مایوسی پھیلی ہوئی ہے۔ چند مہینوں میں ہی مہنگائی دو گنا بڑھ گئی ہے۔ لوگوں کی یہ پریشانی بجا ہے۔ بعض جگہوں پر لوگوں نے خوراک کم کر دی ہے' انتہا یہ ہے کہ کئی لوگ بھوک اور مہنگائی کی وجہ سے خودکشی کر رہے ہیں۔ پاکستان کی history میں جناب چیئرمین! آج تک کبھی یہ نہیں سنا تھا کہ لوگ بچے بیچنے کے لیے بازار میں لے آئیں لیکن آج کل ہر ہفتے' دو ہفتے کے بعد یہ دیکھتے ہیں کہ چند لوگ اپنے بچوں کو بیچنے کے لیے لے آتے ہیں۔ جب ان کے پاس بھوک مٹانے کے لیے پیسے نہیں ہوتے تو لوگ بچے بھی بیچنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ Gold and dollar کی سمگلنگ سونے پر سہاگہ ہے۔ جنہوں نے ایسا کیا ہے' وہ بھی پاکستانی ہیں۔ کیا انہیں پاکستان سے ذرہ بھر بھی پیار نہیں تھا؟ لوگ بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں اور معاف کروا لیتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ بتایا جائے کہ یہ کون لوگ ہیں اور قرضے معاف کرانے کی کیا وجوہات ہیں؟ لاکھوں لوگوں کی زندگیاں گنوا کر پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔ جناب عالی! قرضے معاف کرانے کی اصل وجہ بتائی جائے۔ Dollar and gold کی بڑھتی ہوئی سمگلنگ کا سد باب کیا جائے۔ جناب چیئرمین! حکومت اور عوام سے میں التماس کرتی ہوں کہ آپس کی کشمکش چھوڑ کر' افہام وتفہیم سے مل بیٹھ کر غور کریں اور political victimization بند کریں۔ حکومت کو مضبوط کرنے کے لیے اقدام کریں اور ملکی حالات پر غور کریں کیونکہ مسائل بہت زیادہ ہیں۔

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

پاکستان کی مٹی بڑی زرخیز ہے' دریا ہیں' پہاڑ ہیں' جنگل ہیں' لوگ بھی بڑے محنتی ہیں۔ آجکل فیکٹریاں بند ہو رہی ہیں' ملیں بند ہو رہی ہیں' فیصل آباد میں بہت سے کارخانے بھی بند ہو گئے ہیں۔ بے روزگاری بہت بڑھ رہی ہے' جناب! اس بے روزگاری کو بند کرائیں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you Dadabhoy Sahib, please take the floor. Talha Mehmood Sahib, you are next.

پھر محمد حسین صاحب۔ یہ سارے Treasury Benches والے ہیں، آپ پیچھے دیکھیں تو سہی ماشاء اللہ Treasury Benches کھچا کھچ بھرے ہوئے ہیں۔

سینیٹر محمد امین دادا بھائی، شکریہ جناب چیئرمین۔ مجھ سے طلحہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ دو، تین منٹ لیں گے؟ میں نے کہا بس دو ہی تین منٹ لیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، مجھے آپ کے طور طریقوں کا پتا ہے، اسی لیے میں نے آپ کو floor دیا ہے۔

سینیٹر محمد امین دادا بھائی، جناب ویسے بھی میں تو short ہی بات کرتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: You are a twenty, twenty player.

سینیٹر محمد امین دادا بھائی: Thank you جناب چیئرمین صاحب۔ جناب! economy پر بہت سی باتیں ہو چکی ہیں۔ میرے خیال میں ان کو repeat کرنا مناسب نہیں ہو گا لیکن میں ایک بات سمجھتا ہوں کہ ہم نے کل ہی دیکھا ہے کہ State Bank نے 2% interest rate بڑھایا ہے، inflation control کرنے کے لیے کہا گیا کہ 13 to 15% کیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ there are various other means کہ ہم اس کو control کر سکتے ہیں but interest rate کو بڑھانے سے industrial growth, industrial cycle کافی حد تک hamper ہوتے ہیں اور جب industrial growth hamper ہو گی تو obviously less productivity ہو گی تو Government کے revenue کا loss ہو گا۔

جناب! میرے بہت سارے دوستوں نے یہاں privatization پر بات کی تو میں یہاں پر ایک بات کہنا چاہوں گا کہ ہم field پر ضرور بحث کریں، بات کریں متفق ہو کر Government کے کسی sector کا privatization process ہونا چاہیے۔ ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ past میں جتنی privatization بڑے اداروں کی ہوئی ہے اور کن قیمتوں پر ہوئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ خالی تنقید برائے تنقید کرنے کے بجائے، ہم یہ بھی دیکھیں اور میں Government سے request کروں گا کہ present کے ساتھ ساتھ past کا بھی جائزہ لیا جائے۔ UBL, Habib Bank, fertilizer, cement plants and many more, KESC

میں کیا کچھ privatize نہیں ہوا ہے، کس قیمت پر ہوا ہے، کن terms and conditions پر ہوا ہے، کتنے سالوں میں ان کی payment ہونی تھی۔ Privatization کا مطلب یہ ہے کہ ایک، دو مہینوں میں پیسے مل جانے چاہئیں تو کئی ایسے اداروں میں بھی privatization ہوئی ہے کہ جہاں دو سالوں میں پیسہ ملا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ Government سے request کروں گا، Minister بھی بیٹھے ہیں کہ موجودہ privatization ٹھیک ہے، پارلیمنٹ کا حق ہے، debate ہو، consensus سے privatize ہو، بہت اچھی بات ہے، ایسے ہو، اس کی جو جائز قیمت ہے، وہ ملنی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس میں debate past کی بھی آنی چاہیے اور اس میں بھی نظرثانی کرنی چاہیے کہ وہ کس صورت حال میں privatize ہوئیں۔

جناب! دوسری بات یہ ہے کہ ہم IMF کی طرف جا رہے ہیں تو ہم ایک مجبوری کے تحت loan لینے جا رہے ہیں، no doubt کہ جب بھی IMF سے loan لیا گیا ہے تو ان کی بڑی سخت شرائط رہی ہیں جو کہ as Pakistani قوم کے لیے بھی وہ اچھی نہیں رہی ہیں but مجبوری ہے جس کے تحت جانا پڑ رہا ہے and I hope so کہ وہ short term bases ہوں گے۔ ہم ان کو within 4, 5 years pay back کر کے اور back to square one ہم جس position میں پہلے تھے، اس طرح آ جائیں۔ جناب! ان سب باتوں کے ساتھ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمیں اپنی industrial policy کو بھی future کے لیے define کرنا ہو گا۔ ہم آج loan لے لیں no problem لیکن اس loan کو pay back کرنا، economic cycle کو اوپر بڑھانا ہے اور اپنے revenues کو further generate کرنا ہے۔ میں اس کے لیے سمجھتا ہوں کہ ایک جامع industrial policy آنا بڑی ضروری ہے جس میں small, medium and large اپنی industries کو define کیا جائے۔ پاکستان میں industrilization کا بڑا potential ہے، خدا کی طرف سے دیے ہوئے زمینوں میں بڑے ذخائر ہیں، سمندر ہے، سب چیزیں ہیں but ہمیں right policy بنانی ہو گی۔

To quote a few examples ہمارے power side پر crises ہیں تو power side پر بھی ہمیں جامع policy لانی ہو گی اور ہم IMF سے loan plan کی بات کر رہے ہیں، اگر ہم hydel اور coal پر right policy دے دیں جو کہ ہر foreign investor کی demand

ہے جیسے 1988 میں policy آئی تھی۔ اس وقت sovereign guarantee کی بات ہوئی تھی اور دی گئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دو جوکہ fuels ہیں' local fuels ہیں' آپ کے import bill پر impact نہیں پڑتا بلکہ furnace oil کی مد میں reduce ہوتا ہے۔ Government اگر coal اور hydel پر policy دے اور sovereign guarantee allow کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ foreign investors, I know them خالی 3 to 4, 5 billion dollar کہ وہ اس ملک میں آنے کے لیے تیار ہیں اور power sector میں یہ investment کرنے کے لیے تیار ہیں۔ We can get a good amount of 4 to 5 billion dollar in power sector investment.

ہم اسی طرح Thailand کو دیکھیں' ان کے اپنے sea food میں larger exporters ہیں تو اللہ نے ہمیں سمندر بھی دیے ہیں' lobster, shrimp farming, prawn farming اس کی طرف بھی دھیان دیں' اس industry کی طرف بھی دھیان دیں تو ہم اس سے 2, 3 billion dollar آنے والے سالوں میں earn کر سکتے ہیں۔ Revenue generate کرنا is not the problem, problem is کہ right policy آئے اور اس کی implementation ہو۔

جناب! میرے Opposition کے کئی ساتھیوں نے بات کی ہے کہ criticise کرنا بڑا آسان ہے but ہم سب including myself یہ بھول گئے ہیں' یہاں پر جتنے بھی Members بیٹھے ہیں country converts to nation in hundred years, ہمیں ابھی 60 سال ہوئے ہیں لیکن ہماری ایک فطرت بن چکی ہے' just to criticise. Government کو کیا Government positive steps لینے چاہییں۔ میں نے 5 سالوں میں نہیں دیکھا کہ جب ہم بھی میں رہے اور آج یہاں پر ہیں but کسی نے اب تک positive نشاندہی نہیں کرائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ criticism کے ساتھ ساتھ کچھ good suggestion بھی آنی چاہییں' جس سے پتا چلے کہ ہم اس ملک کی بہتری کے لیے بات کر رہے ہیں۔

جناب! میں اپنی speech ختم کرنے سے پہلے ایک بات کہوں گا کہ criticise بڑی آسانی سے کرتے ہیں لیکن ہم سب یہ دیکھیں ان 60 سالوں میں individually اس میں ملک کو کیا contribute کر کے دیا ہے۔ ہم tiny tiny issues پر اپنے چھوٹے چھوٹے فائدوں کے

لیے ضرور criticise کر کے اپنا benefit لے لیتے ہیں' اگر ہم سچائی' ایمانداری' خودداری' محنت اور دیانتداری سے کام کریں تو اس ملک میں بہت potential ہے۔ بات یہ ہے کہ خالی criticise نہ کریں' suggestions دیں اور سچائی سے دیں۔ ہم tax network دیکھ لیں' tax network میں کتنے لوگ ہیں' پارلیمنٹ کے لوگ بیٹھے ہیں' کون کتنا tax دیتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر ملک کی بات کرنی ہے تو سب کو tax دینا ہو گا' tax network میں آنا ہوگا اور اپنی صحیح سوچ کے ساتھ اس ملک کی بہتری کے لیے سوچ کر اقدامات اٹھانے ہوں گے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین، طلحہ صاحب آپ کو تھوڑا relegate کر رہے ہیں' سیمیں صدیقی صاحبہ آ گئی ہیں' وہ اس وقت نہیں تھیں۔ میرا خیال ہے خاتون سینیٹر کو پہلے سن لیتے ہیں۔ سینیٹر سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، شکریہ جناب چیئرمین۔ کافی بات ہو چکی ہے اور میں کوشش کروں گی کہ میں repetition نہ کروں۔ جناب عالی! سب سے پہلے میں آپ کی توجہ ایک نہایت ہی اہم مسئلے کے طرف مبذول کرانا چاہوں گی کہ بعض ذرائع سے میرے علم میں ایک بات آئی ہے کہ لاڑکانہ شوگر ملز جوکہ لاڑکانہ میں واقع ہے اس پر about 42 crore, I don't know the exact figure, I think 35 crores, 300 million کا loan with two hours without any collateral دیا گیا ہے' I would just request کہ کیا یہ خبر صحیح ہے اور اگر صحیح ہے تو ایسا کیوں ہوا' اگر غلط ہے تو ہمیں بتایا جائے کہ یہ خبر غلط ہے۔ Within two hours, just one letter and just keep in mind that it was without a collateral. Secondly, I am coming to Qadirpur Gas Field. ہم قادر پور کی بات کرتے ہیں since I belong to Sindh and it is a burning issue پورے ملک میں اس پر ہر طرف مظاہرے ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہم اس کے shares بیچ دیں اور کل وہاں پر employees کو sack کیا جاتا ہے تو حکومت کی کیا گارنٹی ہے کہ وہاں کے جو employees ہیں ان کو sack نہیں کیا جائے گا۔ جیسا کہ پچھلے دنوں جو

NCHD کے ملازمین تھے ان کو برطرف کیا گیا تھا' ان سے وعدہ کیا گیا تھا' ان کی strike اسی وعدے پر ختم کروائی گئی تھی کہ انہیں reinstate کیا جائے گا لیکن ابھی تک ایسا نہیں ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ قادرپور گیس فیلڈ کے ملازمین also meet the same fate. ہمیں گورنمنٹ سے گارنٹی لینی چاہیے' پہلے تو بیچنا ہی نہیں چاہیے۔ مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ ایک profitable ادارہ ہے تو اس کو بیچنے کی کیا ضرورت ہے' its not running in loss and its an asset for your country. آپ اس کو اٹھا کر دوسرے کے ہاتھ میں دے رہے ہیں' یہ security risk ہے' وہ ہمارا income generating project ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر کوئی asset آپ کے لیے laibility بھی ہے تو

it should not be sold under any circumstances. I have a suggestion that instead of selling the liability, thinking that its a liability

اور اپنے کندھے سے اتارو اور اس کو کسی foreigner کے ہاتھ میں بیچ دو۔ اس سے بہتر ہے کہ you give it on lease for a limited time period, جب تک وہ انڈسٹری واپس اپنے track پر نہیں آ جاتی' اپنے پیر پر کھڑی نہ ہو جاتی' وہ اس کو run کریں and then they transfer it over to you, then the government should run it by itself. ایسا نہ ہو کہ اس کو بیچیں۔ اس کو lease پر دیں' جب تک اس کی lease ختم ہو گی تو وہ اپنے track پر آ جائے گی' آپ اس کی ایک مدت مقرر کر دیں اور حکومت اس کو واپس لے لے۔ کیا آپ اور میں اپنی جائیداد اونے پونے بیچ دیں گے؟ ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم آخری وقت تک کوشش کرتے ہیں کہ ہماری زمین کا ٹکڑا چاہے 60 گز یا ایک مربع کا ہی کیوں نہ ہو ہم چاہتے ہیں کہ یہ بچا رہے' اس کے لیے ہم جانیں دے دیتے ہیں۔ ہماری حکومت کیسی ہے کہ اتنے بڑے asset کو بڑی فراخ دلی سے "IMF کے سامنے" اس کی ساری شرائط مان کر اس کو بیچنے کے لیے تیار ہو گئی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں بدنیتی شامل ہے' ہو سکتا ہے حکومت اس کا اندازہ نہیں لگا سکی لیکن بیرونی طاقتیں ہمارے ملک کو economically کمزور کر کے' اپنا محتاج بنا کر disintegrate کرنے کا plan رکھتی ہیں۔ اس چیز کے بارے میں حکومت کو غور کرنا چاہیے۔

جناب عالیٰ! میں agriculature پر آؤں گی، میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ Agriculture is the backbone of our country. ہمارے پاس بجلی وافر مقدار میں نہیں ہے، ہمیں ہمیشہ لوڈشیڈنگ کا سامنا ہے، بیچارے لوگوں کو پانی کا problem ہے، ان کو وقت پر پانی نہیں ملتا، وہاں بارشیں نہیں ہوتیں۔ آپ IMF کے کہنے پر agriculture sector پر tax لگا کر لوگوں کے منہ کا نوالہ بھی چھیننا چاہتے ہیں۔ ہمیں نہیں چاہیے کہ IMF کی اتنی شرائط مانیں۔ جناب والا! جیسے پچھلی دفعہ Joint Session ہوا تھا اور پارلیمنٹ کے consensus سے unanimously ایک resolution پاس ہوا تھا۔ ہم تو اپوزیشن میں ہیں، ہمیں کیا ہے، ہمیں تو صرف عوام کا درد ہے لیکن ان کو اپنی face saving کے لیے ضرورت نہیں تھی کہ ہر الزام اپنے اوپر لیتے، Joint Session میں پوری economy discuss کرتے، جو IMF نے شرائط دی ہیں اس کو discuss کرتے اور جو ان کے اپنے proposals IMF کے لیے ہیں اس کو discuss کرتے، ایک consensus develop ہوتا اور اس کے حساب سے ایک resolution آتا جس کو کہ economic resolution and whatever اس کا نام دیتے

and they could have gone to the IMF to say that this was the unanimously public resolution; these are the public representatives, they represent the public of Pakistan and we cannot go by your conditions. These are the privileges, we can give you.

ہمارے پاس ہمارے عوام کی زیادہ عزت اور قدر ہے، لہذا ہم وہی کریں گے جو کہ ہماری عوام چاہتی ہے parliament is *Awam*. اگر یہ stand لے کر چلتے تو ان کو IMF یا کوئی اور donor agency اتنا pressurize بھی نہیں کر سکتی تھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ جو ساری exercise ہو رہی ہے، its an eye wash. مجھے رضا ربانی صاحب کا بہت احترام ہے، وہ بہت محنت اور کوشش کرتے ہیں لیکن ان کی بھی limitations ہیں۔ اس debate کا کیا فائدہ ہوا؟ ہم تیاری کر کے آتے ہیں، ہم عوام سے رابطے کرتے ہیں اور جب یہاں آتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ فیصلے تو باہر کہیں اور ہو رہے ہیں، دبئی میں ہو رہے ہیں یا کسی اور جگہ ہو رہے ہیں۔ اس لاحاصل debate کی exercise کی ضرورت ہی کیا تھی، اس کو تو پہلے ہی دن prorogue ہو جانا چاہیے تھا۔ جب ہم نے خبریں پڑھیں کہ 2% mark-up بڑھا دیا گیا ہے۔ یہ

Parliamentarians کی توہین ہے کہ آپ نے ان کو debate کے لیے جگہ دی اور آپ نے اتنا بھی وقت نہ دیا کہ چار دن کی suggestions سنتے اور پھر ان suggestions کی روشنی میں اپنا ایجنڈا آگے بڑھاتے' یہ ہمارے Parliamentarians کی تذلیل ہے۔ Parliamentarians, Ministers, Cabinet and the Prime Minister جو کہ عوامی نمائندے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں' اگر ہم خود اپنی عزت نہیں رکھیں گے تو دوسرا ہماری کیا عزت کرے گا۔

جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ ہم یہاں جو بھی باتیں کر رہے ہیں اور اپنا وقت دے رہے ہیں these all speeches will fall on deaf ears, as the the decisions have been made اور یہ ایک لاحاصل exercise ہے' جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا۔ میں یہاں یہ mention کرتی جاؤں کہ ---

---

(اس موقع پر جناب وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی صاحب ایوان میں تشریف لائے)

Mr. Acting Chairman: Welcome the Pirme Minister, on his second visit to the Senate.

(Thumping of the desks)

Senator Semeen Yusuf Siddiqui: Sir, Can I begin?

Mr. Acting Chairman: Please continue.

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: جناب! میں یہاں ایک اور چیز کہوں گی کہ ہم کیوں why can't we think of IMF اور donors and friendly donors کی طرف جاتے ہیں our own alternate ways کہ ہم اپنا fund خود generate کریں۔ میں نے اپنی پہلی تقریر میں بھی کہا تھا' آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں اور مجھے خوشی ہے کہ آج انیسہ زیب نے بھی وہی بات کی ہے کہ ہم ایک support fund generate کریں' پہلے ہم اپنے گریبانوں میں جھانکیں' اپنا پیسہ باہر سے لائیں تا کہ دوسرا کوئی incentive ہو اور پھر request کریں۔

مجھے ایک پاکستانی ہونے پر بڑا فخر ہے' اس کی T.V پر ایک slide چل رہی تھی' اس کا نام ہے Haji Pervaiz from Beljium. He is a Pakistani living in Brussels. آپ اس چیز پر غور کریں کہ ایک عام آدمی یہ سوچ رہا ہے' اس نے یہ کہا کہ پہلے حکمران پہلے اپنا پیسہ لے آئیں' جمع کراوئیں' فنڈ کھولیں' آپ پیسہ نہ بھی لائیں' آپ ایک فنڈ قائم کر دیں اور اس میں اپنی طرف سے کچھ نذرانہ ڈال دیں تو ہمارے سارے پاکستانی جو باہر رہتے ہیں we will follow their foot steps اور ہم بھی پیسہ بھیجیں گے۔ جیسے " قرض اتارو " والی سکیم تھی لیکن میں سمجھتی ہوں وہ اتنی transparent نہیں تھی there should be transparency in it. اس کو بالکل transparent ہونا چاہیے' لوگوں نے 65 کی جنگ میں اور بعد کی جنگوں میں کتنے نذرانے دیے' عورتوں نے اپنے زیور تک اتار دیے۔ یہ ایسی قوم ہے جو کہ کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتی' اس کی طرف جا کر تو دیکھیں۔ بجائے کشکول وہاں لیجانے کے اگر آپ ہی لوگوں کے سامنے کشکول لیجائیں تو میں نہیں سمجھتی کہ یہ بے عزتی کی بات ہے۔

میں یہاں ساجد میر صاحب کی بات کی بھی تائید کروں گی کہ action money launderers کے خلاف نہیں ہونا چاہیے' جیسے کالیا صاحب ہیں ان کے خلاف نہیں ہونا چاہیے' وہ تو خیر ایک instrument تھے لیکن ان کے خلاف ہونا چاہیے جن کے انہوں نے نام بتائے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں that would be a wrong way, you don't try to harass anyone at this moment. ہمیں ملک میں پیسے کی ضرورت ہے' یہ نہ ہو کہ اور لوگ اس خوف سے کہ بھئی ہمارے ساتھ کل blackmailing ہو۔ میں آپ کو بتاؤں کہ ہو گا کیا' ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کے پاس نام آ گئے whoever the government, I am not blaming, I am not taking name of any government. ہوتا یہ ہے کہ high ups in all the government فہرست آگئی they start blackmailing مک مکا ہو گیا اور وہ کیس دب گیا۔ اس کا کوئی solution بھی ہے۔

I think, they should be given an amnesty. All those people named should be given an amnesty on a time frame work

کہ بھائی اتنے عرصے میں جو بھی پیسہ آپ باہر لے گئے ہیں

through Kalia or through any other means you should bring that back. That you would be given an incentive and no action what soever will be taken against you.

اگر آپ وہ limited time period میں اپنا پیسہ لے آئیں اور جو لوگ نہیں لائیں گے they will اور جو لوگ پھر نہیں لائیں گے government must having all these lists be dealt severly یہ message جانا چاہیے تاکہ لوگوں کو پتا چلے۔ ٹھیک ہے غلطی ہوگئی۔ حکومت تبدیل ہوئی اور uncertainty پیدا ہوئی لوگ گھبرا گئے، وہ اپنا پیسہ باہر لے گئے تھے کہ بھائی پتا نہیں اب کیا ہو جائے گا۔ اس گڑ بڑ میں بھی وہ لے جاتے ہیں تو they should be given incentive to bring that money back and I think کہ ہمیں اتنا sir, I would request to the IMF کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی government and to the Leaders میں ایک Woodrow Wilson کا quote آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گی

."The ear of leader mustering with the voices of the people" and I think, this is not just a quote, it has a very very deep meaning if you take it seriously. Voice of the people is the power of the leader. Please, I request to you all, keep this in mind and then you will not go wrong and the public and the masses will always stand by you. Thank you sir.

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب طلحہ محمود صاحب۔ تھوڑا ذہن میں اور اپنی تقریر میں رکھیں کہ you would like to listen the Prime Minister also.

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمد ونصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بھی بولنے کا موقع دیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Interior کی اتنی Press Conferences کرتے رہتے ہیں ہم نے کہا you are already in تو دوبارہ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان: سینیٹ میں بھی تو بولنے دیں جی۔ بہرحال میں بات کرنا چاہوں گا کہ اس وقت جو ہمارا آج کا issue ہے وہ ملک کی موجودہ اقتصادی صورت حال سے متعلق ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں کس چیز کی کمی ہے؟ ہمارے ملک میں تو ہر چیز موجود ہے۔ کوئلے کے ذخائر ہیں، پٹرول بے تحاشہ ہے، گیس سے بھرا بلوچستان ہے۔ الحمدللہ talent اتنا زیادہ ہے کہ آج پاکستان Atomic power بن چکا ہے لیکن اتنا کچھ ہونے کے باوجود ہر قسم کی availability, raw material ہمارے پاس minerals, granite کیا چیز ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہ ملک Agriculture سے بھرا ہوا ہے لیکن مسائل ہیں۔ اس وقت ہم معاشی بحران کا شکار ہیں۔ Law and Order کی situation بہت خراب ہے۔ روزگار کا بحران ہے، بجلی کا بحران ہے، گیس کا بحران ہے، پانی کا بحران ہے، آٹے کا بحران ہے۔ یہ کیا مسائل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس ہر چیز کی availability ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ سب کچھ اس حکومت کے اندر ہوا ہے، یہ پیچھے سے جو جمع ہوا اور آگے بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو سب سے بڑا issue ہے وہ ہمارا Law and Order کا ہے۔ آج اگر ہم اپنی Law and Order کی situation کو ٹھیک کر لیں۔ آج ہمارے جو اس وقت حالات چل رہے ہیں، اغواء برائے تاوان کی وارداتیں، اس وقت پانچ نہیں آٹھ سو گنا زیادہ بڑھ چکی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان چیزوں کو ہمیں ختم کرنے کی ضرورت ہے، ان چیزوں کو control کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم ان چیزوں کو control کر لیں تو ہمارے باقی سب مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ہماری معیشت کے سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں، ہمارے روزگار کے سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اس Law and Order کی وجہ سے ہماری Tourism Industry ختم ہو چکی ہے۔ ہمارے foreign investors ملک سے بھاگ چکے ہیں۔ ہمارے جو local investors ہیں وہ بھی اپنے آپ کو یہاں secure نہیں سمجھتے اور اپنی investment باہر لے کر جا رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس وقت بڑے ہی important decisions کرنے ہیں۔ اس وقت جو ہماری Law and Order کی situation چل رہی ہے، جو پچھلی حکومتوں کا تھوڑا تسلسل ابھی تک چل رہا ہے اس کو ہمیں reorganize کرنے کی ضرورت

ہے۔ الحمدللہ ہماری جو حکومت ہے وہ ایک نعرہ لے کر آئی ہے کہ پارلیمنٹ کی بالادستی۔ میں سمجھتا ہوں جو چودہ نکاتی ہمارا resolution pass ہوا ہے' ایک مہینہ ہو گیا ہے اور اس پر ابھی تک عمل درآمد یا further break through نہیں ہوا ہے۔میں سمجھتا ہوں ان چیزوں کو ہمیں دیکھنے کی ضرورت ہے۔اس وقت ہمارے ہاؤس میں جو ایک بڑا point discuss ہوا ہے وہ قادر پورگیس فیلڈ کا ہے ۔ میں Standing Committee for Petroleum کا Member بھی ہوں اور یہ ایک recommendation ہے اور پارلیمنٹ کی بالادستی کے حوالے سے جو ہمارا ایک issue ہے' اس کو ہمیں honour کرنا چاہیے۔ 24th Sept.2008 کو کمیٹی نے یہ recommend کیا ہے۔

Qadirpur Gas Field or any other producing field, with an obvious potential of growth and production in the future definitely is a national asset, hence preferably not to be privatized. It is against the present day position of countries like China, India and many others who are also energy hungry countries and are acquiring the part or full producing concessions around the world in other countries. Ensure the uninterrupted and regular supply of oil and gas, it is important that producing sources should be in your own control, rather than in some one else's control. The evaluation to be made by the technical and financial consultant to be provided to the committee before finalization of privatization in the next meeting, Privatization Commission has to give presentation to the Committee.

بہرحال یہ ہماری ایک recommendation تھی۔ اگر ہم نے پارلیمنٹ کی بالادستی کا نام لیا ہے تو یہ ایک کمیٹی بارہ سینیٹر پر مشتمل ہے جس نے یہ recommend کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے حوالے سے حکومت کو اور زیادہ اس معاملے کو seriously لینا ہوگا۔ اگر آپ نے بیچنا ہے تو آپ PSO کو بیچیں جس نے پچھلے سال 2.1 billion rupees profit show کیا تھا پہلے

quarter میں اور اس quarter جولائی ' اگست ' ستمبر 8.38 billion rupees کا اس نے loss show کیا ہے پہلے quarter کا۔ اب آپ آتے ہیں PIA کی طرف۔ PIA accumulated loss اس کے تقریبا 78 ارب روپے کے ہوگئے ہیں۔ یہ تقریبا 143 ارب روپے کا loan لے چکا ہے۔ یہ Organizations وہ ہیں جو ہمیں کھا رہی ہیں۔ جو ہمارے ملک کی دوسری income کو کھا رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس طرف جانا چاہیے اور پالیسی کی تبدیلی کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ملک کے سارے حصے ہیں۔ وہاں پر ہمیں امن کا پیغام دینا ہے ' پیار کا پیغام دینا ہے' آشتی کا پیغام دینا ہے۔ اگر ہم اپنے عوام کے اندر trust develop کریں گے تو ہمارے سارے مسائل حل ہوسکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پرائیویٹ سیکٹر کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے ' انڈسٹری کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے' انڈسٹری پورا ایک ملک ہوتا ہے۔ آپ اپنی انڈسٹری چلائیں وہاں پر آپ کو روزگار ملے گا ' وہاں پر آپ کی technical know how strong ہوگی۔ آپ کی export ٹھیک ہوگی' آپ کی جو inland requirements ہیں وہ پوری کرے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے تو IMF کو خدا حافظ کہہ دیں۔ سب کو سلام کردیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے ' انشاء اللہ پاکستان کبھی بھوکا نہیں مرے گا۔ ہماری قوم بڑی مضبوط ہے' بڑی طاقتور قوم ہے۔ اگر آپ اس کے ساتھ بہادری اور دلیری سے کھڑے ہوں گے تو یہ آپ کا ساتھ دے گی۔ بھوکی ہوتے ہوئے بھی آپ کا ساتھ دے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو ہمارے loans ہیں ہمیں سب کو سلام کرنا چاہیے کہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے۔ ہمیں کوئی دیوالیہ قرار نہیں دے سکتا۔ Stratigically جو ہماری location ہے' جو جغرافیائی ہماری land position ہے ہمیں کوئی دیوالیہ قرار نہیں دے سکتا۔ ہمیں ان کو سلام کرنا چاہیے۔ جتنا قرضہ ہم نے لیا ' جو ہمارے ملک اور ہمارے ملک کے عوام کے behalf پر پچھلی حکومتوں نے قرضہ لیا' اس سب پر mark up معاف کروانے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے اور جو آگے mark up ہے اس کو cease کرنے کی ضرورت ہے اور جو loan ہم نے دینا ہے۔ اگر کسی کی instalment due ہوتی ہے تو ہم دوسرے سے زیادہ پیسوں پر قرضہ لیتے ہیں اور اس کو اٹھا کر پہلے کے حوالے کرتے ہیں۔ پہلے کو دینے کے لیے تیسرے سے پیسے پکڑتے ہیں۔ اس کی ٹوپی اس کے سر' اس کی ٹوپی اس کے سر۔ میں سمجھتا

ہوں کہ ہمیں اس چیز کو اب خدا حافظ کہنا ہوگا۔ اور اس کے لیے ہمیں اپنے آپ کو اندر سے مضبوط کرنا ہوگا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوام کی خواہشات کے مطابق اگر آپ کام کرنا چاہتے ہیں، ان کے مطابق پالیسی بنانا چاہتے ہیں تو یہ عوام آپ کو محبت دے گی، آپ کو طاقت دے گی، لیکن آپ کو ان کو کچھ دینا پڑے گا۔ ان کی requirements صرف تین ہیں۔ جس طرح ہماری حکومت نے نعرہ لگایا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ provide بھی کرے گی۔ روٹی، کپڑا اور مکان لیکن ابھی تک situation یہ ہے کہ نہ روٹی ہے، نہ کپڑا ہے اور نہ مکان ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم جس position پر جا رہے ہیں اس position کے اندر ہماری خواہش ہے کہ ہم ان ساری چیزوں کو ٹھیک کرنے کی position میں آ جائیں گے۔ پچھلی حکومتوں کا بھی تسلسل ہے۔ یہ ایسا نہیں ہے کہ چھ مہینوں میں سارا کچھ ہو گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پیچھے سے جو تسلسل آیا ہے یہ اس کا ایک بہت بڑا backlog ہے جو آ کر ادھر پھنس گیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہمیں بڑا aggressive کام کرنا ہو گا۔ ہمیں abnormal ہو کر کام کرنا ہو گا، لیکن اس کی situation یہ ہے کہ ہم normal بھی کام نہیں کر رہے۔ ہمیں فوری طور پر بڑے speedy decisions لینے پڑیں گے۔ کاروباری لوگوں کے ساتھ آپ کو روابط بڑھانے پڑیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر کاروباری حوالے سے جو پچھلے دنوں جو currency کا scandal اور دوسری چیزیں سامنے آئی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کی تذلیل نہ کریں۔ آپ اپنے جو قانونی معاملات ہیں وہ بالکل پورے کریں، لیکن اگر آپ ان کی تذلیل کریں گے تو ان کی sympathies عوام کے اندر بڑھ رہی ہیں اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طریقے سے آپ کام کریں گے تو کاروباری لوگ جو ہیں وہ ڈر رہے ہیں۔ وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ کیوں اتنی زیادہ ان کی تذلیل ہو رہی ہے؟

میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو ہر کام کے اندر target دینا ہو گا۔ اپنی ہر منسٹری کو target دینا ہو گا کہ وہ اپنی منسٹری کے حوالے سے اپنے اخراجات کو کم کرے، جتنی آپ کی income ہے اتنے اخراجات کرنے ہیں، اس کے اندر اپنے آپ کو لے کر آنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں exports کے اوپر اپنے آپ کو emphasize کرنے کی ضرورت ہے۔ پچھلے سال

کی ہماری export جو ہے وہ 19.2 billion dollars کی ہے اور ہماری جو import ہے وہ تقریباً 47 billion dollars کی ہے۔ یہ بہت بڑا gap ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں import کو discourage کرنے کی ضرورت ہے اور export کو ہمیں encourage کرنے کی ضرورت ہے لیکن اگر آپ کی industry میں بجلی نہیں ہو گی تو آپ کی industry کیسے چلے گی؟ اگر آپ کی industry میں گیس نہیں ہو گی تو وہ industry کیسے چلے گی؟

آپ کی بے روزگاری روز بروز بڑھ رہی ہے اس کے reasons یہ ہیں جو basic requirements ہیں ایک industry کی یا basic requirements ہیں کسی گھر کی وہ ہم provide کرنے کی position میں نہیں آ رہے۔ ہمارے پاس کوئلے کا چوتھا بڑا ذخیرہ موجود ہے لیکن ہم بجلی کے بارے میں پریشان ہیں۔ چائنا کوئلے کے اندر بہت آگے ہے۔ 50% سے زیادہ کوئلے سے بجلی بنا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان ساری چیزوں کے اندر غور کرنے کی ضرورت ہے اور جہاں تک رہ گیا اس پارلیمنٹ کی کیا اہمیت ہے؟ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس پارلیمنٹ کی اہمیت یہ ہے کہ ہم جو بھی recommendations دیں، جو بھی ہم directions دیں اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوتا تو پھر ہم یہاں بیٹھے کیوں ہیں؟ ہم یہاں کھڑے ہو کر کیا باتیں کرتے ہیں؟ ہم اپنا ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔ ہم اپنی قوم کا پیسا ادھر لگا رہے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بارے میں سوچنا ہے کہ اگر آپ پارلیمنٹ کی بالادستی چاہتے ہیں تو پارلیمنٹ کو strong کریں۔ پوری دنیا کے اندر پارلیمنٹ کی committees جو ہیں وہ بہت strong ہوتی ہیں اور ہماری committees کی صرف اتنی اہمیت ہے کہ ہم صرف یہ لکھ کر بھیجتے ہیں کہ آپ یہ کر دیں، اگر ۲۲ گریڈ کا سیکرٹری کرنا چاہے تو وہ کر دے نہ کرنا چاہے تو آپ کی ۱۲ ممبران کی کمیٹی جو recommend کر رہی ہے اس کی کوئی authority نہیں ہے کہ وہ اس کو implement کروا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس طرف غور کرنا ہے اور پارلیمنٹ کی بالادستی کی طرف اگر ہم جائیں گے تو ہمارے ملک کے سارے بحران اور مسائل ختم ہو سکتے ہیں۔ Thank you very much.

Mr. Acting Chairman: Now I give the floor to the honourable

Prime Minister.

سینیٹر کامل علی آغا (قائد حزب اختلاف)، وزیراعظم صاحب تشریف لائے ہیں اور ہم اس کو appreciate کرتے ہیں لیکن میری گزارش ہو گی کہ ابھی اس طرف سے' اپوزیشن کی طرف سے ایک دو تقاریر Prime Minister صاحب سنیں تا کہ Prime Minister صاحب کو یہ پتا چلے کہ ایوان کی آواز کیا ہے مسائل کے متعلق اور اس کے بعد اگر Prime Minister صاحب بات کریں گے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ میری گزارش ہے۔

Mr. Acting Chairman: Honourable Prime Minister.

Syed Yousuf Raza Gillani (Prime Minister of Pakistan): I have to go to the other House.

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے پھر نیشنل اسمبلی میں جانا ہے۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم: اگر Prime Minister کرتا ہے. تو ٹھیک ہے اگر کوئی اور کرے گا تو پہلے میری باری ہے۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین صاحب! اگر ہم آواز Prime Minister صاحب کو نہیں سنائیں گے تو پھر ہماری آوازیں یہاں کون سنے گا۔ ابھی ماشاء اللہ دیکھیں پورے وزیر آئے ہوئے ہیں۔ اگر Prime Minister چلے گئے تو یہ سارے چلے جائیں گے۔ بہتر ہے کہ ہماری جو فریادیں ہیں وہ Prime Minister صاحب سنیں۔ اسمبلی میں بعد میں جائیں۔ آپ نے موقع سینیٹ کو دیا ہے اب سینیٹ کی باتیں سنیں پھر جائیں۔ تھوڑی تھوڑی سنیں۔ مگر ابھی ہم آپ کو جانے نہیں دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، چلیں میڈیم آپ ہی floor take over کرلیں۔ پھر مجھے بیچ میں لائیں آپ نے direct communication with the honourable Prime Minister شروع کر دی ہے پری گل آغا صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جناب! یہ تو بہت بڑی ناانصافی ہے کہ پچاس.

سینیٹر بات کرتے ہیں اور یہاں نہ کوئی وزیر ہوتا ہے اور کبھی آپ بھی نہیں ہوتے، کل میں یتیم آدمی نے تقریر کی تھی۔ اپنے دل کی بھڑاس نکالی تھی نہ آپ تھے نہ کوئی وزیر تھا نہ کوئی لینے والا، دریاں اٹھانے والے لوگ یہاں موجود تھے تو میری ساٹھ سالہ تجربے کی اتنی قیمتی تقریر اگر Prime Minister صاحب اور یہ وزیر نہیں سنیں گے تو پھر یہ فیصلہ کیسے کریں گے کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے؟ ایک دن Prime Minister sahib with full Cabinet ہمیں دیں اور ہمارے جذبات سنیں اور ہم ان کے ساتھ ہاتھ ملا کر تمام مسائل حل کرنے کا پورا عزم کریں تب یہ بات مکمل ہو گی، یہ نہیں ہے کہ دو تین ساتھیوں کی بات سنیں اور باقی تمام ساتھی جو ہیں وہ خالی ہوا میں بولتے رہیں۔ یہ انصاف نہیں ہے۔

Syed Yousuf Raza Gillani: Mr. Chairman! I agree with the proposal

اور ایک دن میں یہاں آ جاتا ہوں with my full Cabinet دو تین تقریروں کے ساتھ کچھ نہیں ہو گا میں ساری اخباریں پڑھتا ہوں، اس لیے میں ان کی تقریریں سنتا رہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، Honourable Prime Minister کو سنیں تو سہی۔ Prime Minister کی حالت ایسے ہے جب کوئی شہری گاؤں میں جائے تو سارے گاؤں والے چھپیاں ڈالتے ہیں پتا لگتا ہے کہ ان کی پسلیوں میں درد پڑ گیا ہے۔

Syed Yousuf Raza Gillani: Mr. Chairman! Thank you very much

یہاں جب میں پہلے آیا تھا اس وقت ہم الیکشن کے process میں تھے اور میں سینیٹ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جس smooth طریقے کے ساتھ الیکشن ہوا قومی اسمبلی میں، سینیٹ میں، Provincial Assemblies میں وہ ایک internationally credibility پورے ملک کی بنی for free, fair and transparent elections اس پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ الیکشن جو ہیں، ہمیشہ ہماری چیئرپرسن بھی مطالبہ کرتی تھیں پوری دنیا سے کہ آپ جب بھی کوئی الیکشن کروائیں تو وہ transparent elections ہونے چاہییں۔ جس طریقے کے ساتھ 2/3rd

credibility کی majority کے ساتھ President نے ووٹ حاصل کئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی اس طریقے سے میں کہوں گا کہ جو مد مقابل تھے انہوں نے ایک تو اپنی defeat کو accept کیا اور دوسرا انہوں نے مبارک بھی دی۔ یہ ایک جذبہ ہے' میں سمجھتا ہوں کہ politics میں یہی جذبہ ہونا چاہیے۔

اب جبکہ امریکہ میں الیکشن ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ بش کو ملنے کے لیے اوباما خود چل کر گئے ہیں۔ ایک روایت ہمیں بھی رکھنی چاہیے اور اسی طریقے سے میں appreciate کرتا ہوں کہ میاں نواز شریف صاحب خود چل کر گئے اور زرداری صاحب کو مبارکباد دی۔ یہ اچھی traditions ہیں۔ ہمیں اچھی روایات ڈالنی چاہییں۔ دوسری بات میں مبارکباد پیش کروں گا کہ اس ہاؤس سے بھی کئی وزیروں نے oath لیا ہے تو وہ بھی ایک addition to the House ہیں۔ اب آپ کو یہ گلہ بھی نہیں ہو گا کہ یہاں وزیر کم آتے ہیں' اب انشاء اللہ یہاں وزیر زیادہ آئیں گے۔ ایک اور جو یہاں نئی بات ہوئی ہے کہ جتنے بھی short statements ہیں انہوں نے سینیٹ سے ابتدا کی ہے۔ یہ ایک اچھی رسم ہے۔ ہم نے پارلیمنٹ کو ہی سپریم بنانا ہے۔ پارلیمنٹ ہی کی sovereignty ہونی چاہیے۔ مجھے خوشی ہے کہ سینیٹ میں بہت سے issues debate ہوئے ہیں۔ ابھی recently بہت سے issues debate ہوئے ہیں جن میں unanimous resolution of both the Houses بھی پاس ہوا ہے میرے خیال میں it is unprecedented in the history of Pakistan اور ہمیں چاہیے کہ جو انہوں نے unanimous resolution پیش کیا ہے اور انہوں نے ملک کی national security کے لیے جو concern feel کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بھی اتنا ہی reciprocate کرنا چاہیے اور ہمیں اتنا ہی responsible حکومت کے طور پر اپنے ملک کی sovereignty, اس کی integrity اور اس کی self-respect کے لیے ہمیں سب کو مل کر' پاکستان کی قوم کو مل کر اپنے ملک کی بقا اور سلامتی کا تحفظ کرنا چاہیے۔ میڈم سپیکر نے بھی کمیٹی constitute کر دی ہے اور انشاء اللہ وہ کمیٹی اس کو آگے لے کر چلے گی کہ ہم ان issues کو resolve کیسے کر سکتے ہیں۔ ادھر economics پر بھی بات ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھی debate ہوئی اور جو Finance Advisor ہیں وہ بھی ہاؤس میں آئے تھے اور انشاء اللہ آگے بھی کئی مواقع

ملیں گے اور جو ملکی معاملات ہیں ان پر یہاں مکمل بحث ہو گی۔ میں آپ کی توجہ دو چیزوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب oil prices کی hike ہوئی اور food commodities کی قیمتیں بڑھیں، اس وقت ڈار صاحب ہمارے ساتھ colleague تھے اور اس وقت ایک recession اور inflation آیا اور وہ صرف پاکستان میں ہی نہیں تھا، پوری دنیا میں اور پورے ممالک اس سے hit ہوئے ہیں۔ اب جو global recession ہے اس میں under developed countries اپنی جگہ پر بلکہ جو developed nations ہیں وہ بھی اس کی hit میں آ گئے ہیں اور ان کے لیے بھی problems ہو رہے ہیں۔ میں ابھی recently چائنا گیا اور میں نے SM Summit میں for the first time participate کیا جس میں ایشیا اور یورپ کے ممالک تھے ان میں سے majority کا concern یہی تھا کہ global recession کو کیسے حل کیا جائے۔ میری وہاں چھ، سات وزراء اعظم سے بات ہوئی اور ان میں سے جو important Prime Ministers تھے like Italy یہ وہ ملک ہے جو G-8 کو اب head کرے گا، اس میں جو چیک ریپبلک ہے وہ European Union کو head کرے گی۔ OIC کے countries کے ساتھ بھی میری ملاقات ہوئی، جاپان کے ساتھ بھی ہوئی، جرمنی کے ساتھ بھی ہوئی اور بہت سارے ممالک کے ساتھ ہوئی اور وہ جو ممالک تھے ان میں سے جو G-20 کے countries ہیں جو United States میں meet کر رہے ہیں ان میں سے 12 ممالک وہ تھے جو SM Summit کے اندر شامل تھے اور انہوں نے یہ کہا کہ ہم جو global حالات ہیں ان کے لیے سفارشات مرتب کریں گے اور کسی ملک کے لیے کوئی bailout package ہو اس کی مدد کرنی ہو تو کم از کم اس ملک کو on board کیا جائے، ان کی بات بھی سنی جائے، یہ نہیں کہ آپ پاکستان کے بارے میں بات کر رہے ہیں، اس کو relief دینے کی بات کر رہے ہیں اور پاکستان سے آپ پوچھ ہی نہیں رہے کہ آپ کو کس قسم کا relief چاہیے۔ اس لیے ہم نے Advisor on Finance کو یہی کہا تھا کہ ہم کوئی ایسی terms تسلیم نہیں کریں گے جو ملک کے مفاد میں نہیں ہوں گی، جو پاکستان کے مفاد میں نہیں ہوں گی۔ آپ بھروسہ کریں ہم elected Government ہیں، we are the chosen representatives of the people of this country اور اس کے لیے ہم نے we have to go back to our constituencies for re-elections

elections میں حصہ لینا ہے۔ میں نے چھ' سات دفعہ اسمبلی کا election لڑا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو politicians ہوں وہ ایسے اقدامات کریں جن سے وہ دوبارہ elect نہ ہوسکیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی deep rooted ہے اور اس کا چاروں صوبوں میں اثر ہے۔ یہ کوئی آج کی جماعت نہیں ہے' اس کی بہت sacrifices ہیں' کوئی agree کر سکتا ہے' کوئی disagree کر سکتا ہے' وہ ان کا right ہے مگر یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہم کسی shortcut کے ذریعے اس سیٹ پر آئے ہیں' ہم بہت سارے سمندر عبور کر کے یہاں تک پہنچے ہیں' ہم بہت ساری قربانیاں دے کر یہاں تک پہنچے ہیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو شہید نے for the democracy of this country secrefice کیا' کوئی خیرات میں ہمیں یہ اقتدار نہیں ملا۔ اس لیے ہم وہ decisions کریں گے جو ملک اور قوم کے مفاد میں ہوں۔ ہم یہ نہیں چاہیں گے کہ we should only play to the gallery کہ جناب! ہم یہ کر رہے ہیں مگر ہم عملاً کریں گے۔ آپ نے economics کے اوپر یہاں discussion کی. I pay tribute to you اس کے علاوہ یہاں money changes کی بات ہوئی' اس کے اوپر discussion ہوئی۔ جب اس کی enquiry complete ہو گی Interior Advisor حال میں موجود ہوں گے' وہ آپ کو explain کریں گے۔ آپ کو position بتائیں گے مگر ابھی جب یہاں میں ان سے مل رہا تھا تو جو dollar کی price 87 تھی وہ اب 77 پر آگئی ہے۔ اب آپ خود سوچیں کہ کیا یہ action غلط ہے یا صحیح ہے۔اسی طریقے سے جو pound کی قیمت 147 تھی وہ 120 پر آگئی ہے۔ ہم وہ اقدامات کر رہے ہیں جن سے economy کے اوپر اچھا impact پڑے اور میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہ رہوں کہ جو oil producing countries ہیں ان کے لیے options ہیں مگر ہمارے لیے بھی ہیں we are lucky, we are agricultural country اور ہم نے اپنی economy کو diversify کرنا ہے۔ ہم agriculture کی طرف focus کر رہے ہیں تاکہ agriculture میں boost آئے اور اس سے economy کو boost ملے اور جو ہماری food commodities ہیں ان کو ہم protection دے سکیں تاکہ کل آپ کو food commodities کے لیے import پر زیادہ سے زیادہ انحصار نہ کرنا پڑے۔میں آپ سے کہتا ہوں کہ realities دیکھیں تو جو wheat کی support price تھی that was only 425 rupees. اب میں نے 950

rupees کی ہے۔ یہاں پر discussion ہونی اور وہ ہونی چاہیے تھی کہ جب یہ 950 rupees کر رہے ہیں تو اگر پوری دنیا میں wheat crop کی قیمت کم ہو گئی تو پھر procure کون کرے گا۔ ان غریبوں کی فصل کون اٹھائے گا؟ ہم نے اس کی guarantee دی کہ پاکستان میں جتنی بھی wheat ہو گی اس کی procurement کے لیے Government of Pakistan ensure کرے گی کہ ان کی wheat کا جو ایک ایک دانہ ہو گا وہ خود اٹھائے گی۔ پھر یہ کہا گیا کہ انہوں نے rice کی قیمت بڑھا دی ہے' 1500 rupees per maund کر دی ہے۔ اب اس کو کوئی خریدتا نہیں ہے۔ میں پرسوں شہباز شریف صاحب کے ساتھ جلسہ عام میں گیا تو انہوں نے مجھے کان میں کہا کہ ہم اسے کیسے کریں گے۔ میں نے کہا کہ ہم اس کا جلسے میں اعلان کر دیں گے اور پھر جب میں وہاں جلسے میں گیا تو جو گورنمنٹ کے نمائندے تھے انہوں نے ensure کیا کہ ہم نے دو دن پہلے سے 1500 روپے فی من اٹھانا شروع کر دیا ہے۔ That is our security. یہاں Advisor Finance بیٹھے ہیں' آپ ان سے پوچھیں کہ صرف fertilizer کی مد میں ہم نے 32 ارب روپیہ رکھا ہے۔ ہم نے 32 ارب ensure کیا ہے تاکہ ان کو protection ملے۔ ہم نے 8 ارب روپیہ drip irrigation system پر رکھا ہے۔ ہم ٹریکٹر سکیم شروع کر رہے ہیں تاکہ کسان کو زیادہ سے زیادہ سستے داموں میں ٹریکٹرز فراہم کیے جا سکیں۔ ہمارے یہاں بہن بھائی بلوچستان سے بیٹھے ہیں' وہاں earthquake آیا' جب اس پر discussion ہوتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کوئی پرواہ نہیں کر رہی ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کس قسم کی پرواہ چاہتے ہیں؟ Medicines وہ ٹنوں کے حساب سے ہیں بلکہ رل رہی ہیں۔ آپ کھانے پینے کی اشیاء چاہتے ہیں تو وہ سڑکوں پر پڑی ہیں' رکھنے کے لیے ہمارے پاس جگہ نہیں ہے۔ صرف distribution کا procedure غلط ہو سکتا ہے۔ آپ یہ کہیں کہ ان کو tentage کی shortage ہے تو ہاں shortage ہے۔ Winter tentage کے ہمارے پاس انتظامات نہیں ہیں مگر جو بھی بیرون ملک سے آ رہے ہیں یا prefab houses آ رہے ہیں یا ERRA والے' حکومت کے لوگ Cabinet Division ایک کمرہ جو بنا رہی ہے relief کے لیے' وہ ہم دے رہے ہیں۔ اگر جس کو ایک کمرہ نہیں چاہیے for only these three or four months جو کہ سخت سردی کا موسم ہوگا' نئی construction نہیں ہو سکتی اور کسی

سے بھی پوچھ لیں، آپ سب وہاں اس علاقے سے ہیں، وہاں construction کا یہ موسم نہیں ہے۔ اس وقت construction نہیں ہوسکتی، مگر جب ہوگی، ہم نے آرمی کو بھیجا ہے کیونکہ ادھر مختلف الخیال parties کے لوگ ہیں، کوئی کہے گا یہ Peoples Party کو favour ہو رہی ہے، کوئی کہے گا JUI کو favour ہو رہی ہے، کوئی کہے گا بگٹی صاحب کی party کو ہو رہی ہے۔ ہم نے کہا کہ فوج جائے، وہ survey کرے، survey کر کے ہمیں بھیجے، جتنا بھی وہاں خرچہ ہوگا، partially damaged, completely damaged, slightly damaged جو ہوگا اس کے اوپر تقریباً تقریباً دو ارب روپیہ لگتا ہے اور میں اس کی منظوری کا اعلان آج کر رہا ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اس کے علاوہ رضائیوں کی بات ہو رہی تھی، quilts, blankets کی بات ہو رہی تھی۔ ایک لاکھ blankets میرے پاس فارغ پڑا ہوا ہے۔ ابھی تک stores میں پڑا ہے اور it is in the pipelines اگر کسی کو تین بھی ضرورت ہوں گے، ہم تین بھی دیں گے۔ اس لیے اس کی کمی نہیں ہے مگر یہ ہے کہ اب ہم نہیں چاہتے اور اس کو آپ expunge کر دیں گے جو لفظ میں ابھی use کروں گا کہ اب ہماری کچھ چیزیں بازار میں بکنا شروع ہوگئی ہیں and that is a wrong message to the donor agencies ان ممالک کو جو آپ کو بھیج رہے ہیں، اگر یہ papers میں آنا شروع ہو جائے تو وہ ہماری امداد بھی بند کر دیں گے۔ ابھی میں Chief Minister صاحب کے ساتھ بھی بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے بھی کہا کہ کیا کریں کہ لوگ بچ رہے ہیں۔ اب جو ایک گھر کی repair کے اوپر خرچ آئے گا وہ -/378,000 روپے ہے۔ آپ سینیٹ کے لوگ assure کر سکتے ہیں کہ وہ سارے لوگ گھر بنوائیں گے، can you assure us کہ ہر آدمی جو affectee ہوگا -/378,000 روپے میں گھر بنوائے گا؟ مجھے لگتا ہے کہ اس میں سے بھی لوگ گھر نہیں بنوائیں گے، مجھے یہ ڈر ہے کہ شاید نہیں بنائیں گے مگر پھر بھی ٹیلی وژن کے سامنے آ کر کہیں گے گورنمنٹ ہمارے لیے کچھ نہیں کر رہی۔

آج میں نے اعلان کیا ہے کہ بہت سارے لوگ اس موسم میں سبی یا ہرنائی چلے جاتے ہیں، آپ کو پتا ہو گا جو ان علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں، اس کے باوجود ہم کہہ رہے ہیں کہ ان کو -/50,000 روپے دیتے ہیں for these three months. جہاں construction نہیں

ہو سکتی either they should get our 6000 rooms جو ہم construct کر رہے ہیں or.

they can get Rs. 50,000/- and make their own arrangementsfor three months.

یہاں قادر پورگیس فیلڈ کے بارے میں بہت سی discussion میں سن رہا تھا۔ اب یہ کوئی آج کی بات نہیں ہے it is since years کہ یہ بات ہو رہی ہے مگر آج focus کیوں زیادہ ہو رہا ہے؟ یہ بات کوئی آج تو نہیں ہوئی' previous government میں بھی ہوتی ہوگی' اس سے previous government میں بھی ہوتی ہوگی' کئی دفعہ ECC میں بھی آیا ہوگا' مگر کبھی discussion نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے اگر آپ سوچتے ہیں'

if you allow me to make a policy statement, the Government is not selling the Qadirpur Gas Field. As and when it decides, it will take this House into confidence and it will be held in a very transparent manner.

(Desk thumping)

اس پر there is no problem. اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کوئی چیز' اثاثہ آپ کے ملک کے لیے بہتر نہیں ہے تو if we are doing something for you and if you are not satisfied تو پھر آپ بتائیں کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ یہاں کہا جاتا ہے کہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہے۔ اس وقت سوائے کراچی کے zero per cent load-shedding ہے۔ میرے خیال میں آپ کے لیے یہ نئی بات ہو گی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

مگر یہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ہم خرید کر کل لگا لیں۔ It needs planning and planning needs intelligence. You have to plan twenty years ahead of you.

آپ کو 20 سال کا اندازہ ہونا چاہیے کہ آپ کی بجلی کی ضرورت بیس سال کے بعد کیا ہوگی۔ ہم جو planning کر رہے ہیں' ہم اس کے مطابق کر رہے ہیں۔ Planning کرنے کے لیے اور عملاً کرنے کے لیے' اگر ہم barge mountains بھی منگوائیں تو اس کو بھی چھ مہینے لگیں گے and we are doing it. شمسی توانائی کے لیے بھی time لگے گا اور اسی طرح nuclear کے لیے بھی time لگے گا۔ اگر نئے power plants کے لیے sanctions کریں

گے' اس کے لیے بھی time لگے گا۔ اب مجھے بتائیں is it our responsibility? Honestly
آپ بتائیں کہ اگر آج تک بجلی کی کمی ہے' میں تو جیل میں پی ٹی وی پر' پی ٹی وی کے
لوگ بھی بیٹھے ہوں گے and they are witness میں نے پی ٹی وی پر سنا کہ Pakistan
we would ورنہ نہیں ہوا agreement کہ یہ is selling electricity to India. Thank God
have been living in a stone age. That was the policy.

اسی طریقے سے میں نے agriculture کی بات کی' میں نے electricity کی بات
کی۔ Now, there is another problem which this House would be debating
in future. میں پہلے آپ کو ابھی intuition دے رہا ہوں
that would be shortage of water. There are no dams, there is shortage of water. What plans the previous government made. I am not against them but at least I want to ask them
کہ کل کو جب پانی کی کمی ہوگی' فصلوں کو پانی نہیں ملے گا تو اس کی ذمہ داری naturally
ہمارے اوپر آئے گی کہ جی یہ ہی unlucky ہیں کہ ان کے آنے سے پانی کی کمی ہوئی ہے۔ اس
کے لیے ہم نے ابھی سے نئے ڈیم کے لیے ECNEC سے approval دلوا دی ہے' یہ
Advisor موجود ہیں۔ ابھی کام شروع ہوگا تو دو چار سال لگیں گے۔ اس لیے ہم ان کو plan
کر رہے ہیں۔ ہم economy کو stable کر رہے ہیں۔

میرے لیے صرف دو problems ہیں جو last time میں نے اس House کو کہے
تھے' آج میں پھر repeat کر رہا ہوں بلکہ میں کہوں گا ایک ہی problem ہے اور اس کے لیے
مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ Problem کیا ہے؟ Law and Order ہے۔ کیوں ہے
there is a ہوتا ہے' suicidal bomb blast جب ایک that is because of terrorism.
flight of capital. ابھی پیچھے سے تقریر ہو رہی تھی' میں سن رہا تھا'
there is a flight of capital and there is no investment. When there is no investment, there is a flight of capital then tell me economy
کہاں جائے گی

that means both are inter-related, the economy and the law and order and these are the two problems which my country is facing

اگر terrorism ختم نہیں ہوتی تو economy درست نہیں ہوگی investments نہیں آئے گی اس لیے اگر you should find out the solution how to control this thing. آپ دیتے ہیں، ہم عمل کر دیں گے۔ کل انڈین ہاکی ٹیم نے لاہور آنا تھا، نہیں آئی solution in Lahore where there is a coalition Government which is headed by Muslim League (N) and they refused to come to Lahore.

کتنی بدنامی ہوئی پاکستان کی اور جہاں inter-provincial games ہو رہی تھیں پشاور میں what happened there. اب اگر ان چیزوں کو آپ discourage کریں گے، games نہیں ہونے دیں گے، promotions نہیں ہونے دیں گے، پاکستان کے اندر کوئی activity نہیں ہونے دیں گے تو where will you end up. These are our problems اور میں آپ کو آج short cut solutions بتا رہا ہوں

if anybody feels that he can solve the problem, I am ready to quit, they can come and solve the problems.

(Desk thumping)

This is very easy for them because this is not the solution. The change of faces is not the solution. It is the solution to find out the problems, what are the problems and whosoever is here, the problems are the same.

Our most popular government جہاں President بھی ہو، Prime Minister بھی ہو، Speaker بھی ہو، چاروں صوبوں میں Coalition Government بھی ہو اور unanimously elected Prime Minister ہو، اگر وہ solve نہیں کر سکتا تو اور کون کرے گا۔ تو اس لیے this is a unique situation. Today the moment you have given me the unanimous vote of confidence آپ نے میرے اوپر بوجھ اور زیادہ ڈال دیا ہے۔

That is a big problem. Why they are all supporting, because they want to get rid of these problems and there is a great responsibility on us. Therefore, I want to share with you that for each and every issue I want to bring it to this House. I want to bring it to the Parliament. You give us solution, we will solve them.

کیونکہ پارلیمنٹ کو supreme بنانے کے لیے کوئی اتنا آسان نہیں تھا, you tell me کہ یہ مسائل ہیں. they are witness اسمبلی کو آگ لگی تھی تو قومی اسمبلی کا session میں یہیں کرتا تھا for 2, 3 years میں نے session یہیں کیا تھا' joint sitting یہیں ہوتی تھی اور مجھے یاد نہیں کہ کبھی کسی Army Chief نے آ کر آپ کو brief کیا ہو۔ آپ کو یاد ہوگا تو اور بات ہے۔ now, that I am sixth time MNA مجھے یاد نہیں ہے اور مجھے یہ بتائیں کہ

when the President himself was in uniform and he was wearing two hats and the President too and it is a constitutional requirement that the President should address the joint sitting on the commencement of the each parliamentary year. Did he address?

کبھی آپ نے پوچھا' کبھی آپ نے ان سے یہ کہا کہ آپ کیوں نہیں آتے constituency میں' میں نے کہا' میں نے کہا President Sahib, this is your constituency تو

he kept quiet. I said this is your constituency. I invite you to come and address the joint sitting because you must go and meet your voters. They are your voters. And the first thing which I did after the oath taking ceremony of President Zardari Sahib, I said this is my first advice and I gave him in writing, to come and address the joint sitting. Here is the difference between democracy and the one which is not democracy..

اور اسی طریقے سے جب میں نے شروع کی بات with the credibility of the elections وہ

میں نے اس لیے بات کی کہ میں صرف آپ کو اس کا proof دینا چاہتا تھا اور proof کیا ہے I was in Adiala Jail, the next day it was in the newspapers پانچ ہزار کے پانچ ہزار قیدیوں نے صدر مشرف کو ووٹ دے دیا اور جو اڈیالہ جیل کا Superintendent ہے اس کو بے تحاشا شاباش ملی ہے۔ غضب خدا کا کہ میرا ووٹ بھی دے دیا

this was the credibility. This is the credibility of elections to you. Anybody who is elected sitting here would like it? Yes, we want to have the credibility of the institutions. We want every institution to be respected

اور ہم اداروں کے لیے کام کریں گے

and that is for which Benazir Bhutto gave her life and Zulfiqar Ali Bhutto Shaheed has given his life. Thank you very much.

Mr. Acting Chairman: Thank you Mr. Prime Minister. Senator Muhammad Hussain.

سینیٹر سید محمد حسین: نحمده و نصلی علٰی رسوله الکریم۔ شکریہ جناب چیئرمین! جناب والا! یہ ملک امانت ہے اور اس امانت کی حفاظت کے لیے ہر ایک ممبر اپنی اپنی رائے دے رہا ہے۔ چند دن پہلے ہمارے ایک دوست نے فرمایا کہ وہ نہیں سمجھتا کہ جمعیت العلمائے اسلام والے اپوزیشن میں ہیں یا حکومت میں ہیں۔ میں کہتا ہوں یہی ہماری حقانیت کی دلیل ہے۔ یہی ہماری سچائی کا ثبوت ہے کہ اگر ہم اپوزیشن میں ہوں تب بھی حق بات کہیں گے، حکومت میں ہوں تب بھی حق بات کہیں گے۔ یہ نہیں کہ ہم لکیر کے فقیر بنیں جو کوئی بڑا آدمی کہے ہم اس کی اقتدا اور اندھی تقلید کریں۔ جب ہم اپوزیشن میں تھے اس وقت بھی ہمارے نجکاری کے بارے میں تحفظات تھے اور آج بھی ہمارے وہی تحفظات ہیں۔ اس وقت بھی ہم نے کہا تھا کہ ایسے اداروں کو فروخت کرنے کے حق میں ہم نہیں جو منافع بخش

ادارے ہوں، جن سے ملک اور قوم مستفید ہو رہی ہو۔ ہم یکسر نجکاری کی مخالفت نہیں کرتے، ہمارے تحفظات ہیں ہم ان اداروں کو privatise کرنے کی مخالف کرتے ہیں جو منافع بخش ہوں اور جن سے قوم اور ملک مستفید ہو رہا ہو۔ یہ ایک شوریٰ کا ادارہ ہے، ہم سے مشورہ مانگا گیا ہے اگر ہم حکومت میں بھی ہوں تو ہمارا وہی مشورہ ہے کہ ہم ایسے اداروں کے حق میں نہیں ہیں۔ اگر اپوزیشن میں ہوں تب بھی ہم یہ مشورہ دیں گے۔ اس لیے ایک شاعر فرماتے ہیں کہ۔

اپنے بھی خفا مجھ سے بیگانے بھی ہیں ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

جناب والا! ایسے اداروں کو privatise کرنے سے کئی ہزار مزدور بے روزگار ہو جائیں گے، ہم حکومت کو یہ مشورہ دیتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مشورہ ایک امانت ہے، ہم ہر حال میں صحیح مشورہ دیں گے۔ باقی جو باتیں ہو رہی ہیں کہ ملک میں سرمایہ کاری کے لیے کوئی تیار نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے محترم نواز شریف صاحب اور ہمارے محترم صدر آصف علی زرداری اور دیگر افراد اپنے سرمائے کو اپنے ملک میں لگائیں اور یہاں investment کریں تو ہمیں بھیک مانگنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہمیں کسی دوسرے ادارے کے پیچھے دوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

میں آخر میں پھر اپنی رائے کا اظہار کرتا ہوں اور یہ مشورہ دیتا ہوں اپنے ساتھیوں کو اور اپنے اتحادیوں کو کہ ہم ایسے اداروں کو privatise کرنے کے حق میں نہیں ہیں جن سے ملک اور قوم مستفید ہو رہی ہو بلکہ ایسے ادارے privatise کئے جائیں جو خسارے میں جا رہے ہوں تا کہ ملک اور قوم ترقی کرے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی میڈم۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: اگر آپ مجھے اجازت دے دیں تو میں ایک جملہ عرض کرنا بھول گئی تھی that is very important. I just want to give you the name of the branch جہاں سے ۳۵ کروڑ روپے خرچ کئے گئے تھے۔ That is the Awari loan کا ۳۵ کروڑ روپے جہاں سے Towers Branch of National Bank of Pakistan.

دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی نوٹس لے لیا ہے۔ Please آپ لکھ کر دے دیں۔

سینیٹر عبدالرزاق تھہیم صاحب۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم، جناب چیئرمین! شکریہ۔ یہاں پر ہمارے بھائیوں نے کچھ proposals دی ہیں۔ میں کچھ clarification کرنا چاہتا ہوں۔ Women seats کے متعلق میرے ایک colleague نے کہا تھا کہ وہ ختم کی جا رہی ہیں۔ As the Local Bodies Minister کوئی ایسی proposal نہیں ہے کہ women seats ختم کی جا رہی ہیں۔ میرے علم میں نہیں، جب بھی ہوگا میں ہر level پر oppose کروں گا۔ یونین level سے لے کر نیشنل اسمبلی تک ہماری بہنیں بیٹھی ہوئی ہیں اور بڑا asset ہیں۔ بڑا کام کر رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہم سے بھی زیادہ کام کر رہی ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسرا مسئلہ یہ ہے۔ میں اخباروں میں بھی پڑھتا ہوں اور ادھر بھی آتے ہیں۔ ہم غریب منسٹروں کو گالیاں پڑتی ہیں کہ اتنے پیسے لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ واحد غریب اورمسکین منسٹر ہیں۔ باقی تو سارے زور آور ہیں۔ آپ تو ہمارے بزرگ ہیں۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم، میں ایک غریب سینیٹر ہوں۔ جناب! میں فقط حقائق رکھنا چاہتا ہوں کہ ہم as a Minister پہلے بھی رہے ہیں اور اب بھی ہیں۔ اس میں ہمیں financially اتنا نقصان ہے۔ Advisor for Finance بیٹھے ہوئے ہیں، figures لیں تو پتا چل جاتا ہے۔ میں اپنے بھائیوں کو صرف بتانا چاہتا ہوں کہ business class کی ٹکٹ کی entitlement ہے جبکہ Ministers کی economy class کی ہے۔ اب حساب کریں۔ سینیٹرز اور MNAs کو vouchers ڈیڑھ لاکھ کے ملتے ہیں اور چھ لاکھ کی کوئی پندرہ ٹکٹیں ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ TA جو ہے جب سینیٹر تھے 3750 ملتا تھا۔ اب جناب! ایک ہزار ملتا ہے۔ آپ بھی tour پر جاتے ہیں۔ آپ کا پتا نہیں کہ کتنا ملتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی، بالکل ایک ہزار روپے ہے۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم: جب آپ بنگلے میں رہتے ہیں تو کتنا electricity کا bill آتا ہے؟ ۵۰ ہزار سے کم نہیں آتا اور ہمیں ۲۲ ہزار ملتے ہیں۔ تو اس لیے فیڈرل لاج میں پڑے ہوئے ہیں۔ تو یہ حساب کریں۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ سب کو منسٹر بنا دیں۔ یہ privileges چلی جائیں گی۔ میں یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ یہ figures دیں۔ میں Advisor for Finance سے عرض کروں گا کہ یہ ساری figures دیں کہ کتنا loss یا کتنا benefit ہے۔

جناب! دوسری بات یہ ہے کہ privatization جو ہے یہ آپ دیکھ لیں۔ یہ صحیح ہے کہ یہ فائدے والی ہے یا نہیں ہے۔ مجھے فقط کوئی جواب دے کہ ریلوے اربوں روپے خسارے میں ہے، اگر آج آپ private sector کو دے دیں تو یہ نفع بخش ہوگا۔ PIA بیچنے والی ہے۔ جہاز گروی ہونے والے ہیں۔ پھر بھی privatization نہ ہو۔ دوسری جہازوں کی کمپنیاں ورلڈ میں پیسے کماتی ہیں۔ تو یہ چیزیں ایسی ہیں۔ ابھی کوئی بینک bankrupt نہیں ہے۔ کوئی loan معاف نہیں ہوتا۔ تو چیزوں کو حقیقت میں لینا چاہیے اپنے ملک کے مفاد میں۔ بس میں یہی عرض کروں گا۔ Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، سینیٹر عبدالرزاق صاحب۔ نواب جوگیزئی صاحب! آپ کا نام ہے لسٹ میں۔ آپ کچھ کہیں گے۔ آخری تین چار سپیکر ہیں ان کو پہلے سن لیں۔

سینیٹر نواب محمد ایاز خان جوگیزئی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ جناب چیئرمین! last 3,4 دن سے جو اس House میں debate چل رہی ہے ملک کے economical حالات پر۔ جناب چیئرمین! میں ایسے سمجھتا ہوں کہ اس ملک کو کئی مضر بیماریاں لگ چکی ہیں اور یہ ملک ایک ایسے مریض کی حیثیت رکھتا ہے جو ICU میں اس وقت admit ہے۔ کسی بھی وقت سرخ بتی لگ سکتی ہے اور سبز بتی بھی لگ سکتی ہے۔ اگر ہم نے ہوش کے ناخن نہ لیے، اگر ہم نے اس ملک کی بہتری کے لیے کچھ نہ کچھ۔ جو Prime Minister نے اپنی speech میں ابھی کہا خدا کرے کہ انہوں نے اپنی تقریر میں جو باتیں کی ہیں ان پر عملدرآمد کرا سکیں تو chances ہیں کہ سبز بتی لگ جائے گی اور یہ ملک

جو ایک مریض ہے یہ صحت یاب ہو سکے گا۔

جناب چیئرمین! اس نے اشارہ کیا کہ اس ملک کو اگر بچانا ہے تو ایک نکتہ ہے Law and Order کا۔ واقعی اس ملک میں کوئی بھی تیار نہیں ہے investment کرنے کے لیے۔ جتنے بھی investors تھے وہ اس ملک سے بھاگ چکے ہیں اور جو کچھ رہتے ہیں وہ بھی اپنا بوریا بستر باندھ رہے ہیں۔ باہر کے لوگ تو یہاں پر investment نہیں کرنا چاہیں گے بلکہ یہاں تک کہ اس ملک کے باشندے بھی اس ملک سے اپنا کاروبار shift کر رہے ہیں۔ اس ملک میں ہم نے privatization کے ذریعے جتنے بھی منافع بخش ادارے تھے کوڑیوں کے دام بیچ دیے اور ان لوگوں کو بیچے جو خود اپنے ملک کو گھوڑوں سے چلاتے ہیں۔ میرا اشارہ عربوں کی طرف ہے اور ان لوگوں کو ہم نے PTCL جیسا منافع بخش ادارہ privatize کرکے دے دیا۔ اس ملک میں جتنے بھی منافع بخش ادارے تھے وہ آہستہ آہستہ ہم بیچ رہے ہیں اور ہماری حیثیت اس ملک میں ایک کرایہ دار کی طرح بن گئی ہے۔ کرایہ دار کی کرایے کے مکان میں کیا حیثیت ہوتی ہے اور جب کرایہ دار کرایہ کے مکان سے نکلتا ہے تو اس کا سارا نظام تباہ و برباد ہوتا ہے۔ نہ اس کا پانی کا سسٹم صحیح ہوتا ہے، نہ electricity system صحیح ہوتا ہے، نہ سیوریج کا سسٹم صحیح ہوتا ہے اور نہ اس کے دروازے اور کھڑکیاں بند ہوتی ہیں بلکہ سارا مکان تباہ ہوا ہوتا ہے۔ اب ہمارے ملک کی حالت ایسی بن چکی ہے۔

جناب چیئرمین! وزیراعظم صاحب نے جو کہا، انہوں نے بجا فرمایا، انہوں نے جو steps لیے ہیں، ہاں! ماضی میں غلطیاں ہوئی ہیں، کمزوریاں ہوئی ہیں، جن سے اس ملک کو مہلک بیماریاں لگ گئی ہیں۔ اب ہم نے مل کر اس ملک کو بچانا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہے کہ ہماری پارٹی نے انتخابات سے بائیکاٹ کیا۔ وہاں ہماری نمائندگی نہیں ہے۔ یعنی صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی میں ہماری نمائندگی نہیں ہے لیکن ہم نے موجودہ حکومت کو یہ assure کرایا ہے کہ ملک کے مفاد کے لیے، ملک کی بہتری کے لیے، جو بھی آپ step اٹھاؤ گے، ہم آپ کے ساتھ ہیں اور ہم آپ کا ساتھ دیں گے اور خدا نخواستہ اگر آپ نے بھی وہی کیا جو ماضی کی حکومتوں نے کیا، یہاں بات ہو رہی تھی کہ فلانا عمرے پر لوگوں کو لے گیا، فلانے لوگ وزیراعظم کے ساتھ یورپ گئے، جناب چیئرمین! یہ جو لوگ یہاں پر struggle کرتے ہیں،

بھاگ دوڑ کرتے ہیں' اس خزانے تک پہنچنے کے لیے اور اس ملک کے خزانے کو اپنی ہی جیب سمجھتے ہیں اور اس کو بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! Law and Order کا مسئلہ' ہمارے صوبے پختونخواہ اور وہاں -------

جناب قائم مقام چیئرمین: شوکت ترین صاحب! اصول یہ ہے کہ you will have to go to dais to get the papers.

سینیٹر نواب محمد ایاز خان جوگیزئی: اس وقت وہاں پر آگ لگی ہوئی ہے اور اس میں ہماری پختون قوم کی نسل کشی ہو رہی ہے۔ وہاں پر ہمارے پختونوں کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! اس 21 ویں صدی میں جہاں دنیا ایک global village بن چکی ہے۔ اس مہذب دنیا میں' اس جدید دور میں ہمیں واپس اس stone age کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ جناب والا! جانوروں کا بھی ایک اصول ہوتا ہے۔ جانور بھی اپنی برادری کا خیال رکھتے ہیں۔ شیر جتنا بھی بھوکا ہوجائے کبھی شیر کو نہیں کھاتا' گیدڑ گیدڑ کو نہیں کھاتا لیکن یہ روایت کہاں سے آئی کہ ہمارا ایک پشتون دوسرے پشتون کو ذبح کر رہا ہے۔ جو ہم کلام ہیں' ہم زبان ہیں' ایک رسم و رواج والے ہیں' ایک کلمہ پڑھنے والے ہیں لیکن یہ روایت کون ہمارے علاقے میں لایا۔ وہاں پر سکولوں کو بموں سے اڑایا جا رہا ہے۔ یہ کون ہدایت دے رہا ہے ان کو کہ وہاں پر جا کر وہاں کے اداروں کو' وہاں کی تعلیم کو ختم کریں۔ جناب چیئرمین! کافی پہلے کی بات ہے' سوات میں tourism کے لیے سالانہ چار ارب روپے مختص ہوتے تھے۔ جب دوسرے صوبوں میں سکولوں کی چھٹیاں ہوتی تھیں تو لوگ اپنی فیملی کے ساتھ وہاں جاتے تھے' وہ ایک سرد علاقہ ہے' خوبصورت علاقہ ہے' چھٹیاں گزارنے کے لیے وہاں لوگ جاتے تھے۔ جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہے کہ وہاں پر صرف پہاڑ ہیں۔ ان پہاڑوں میں دو مہینوں میں لوگ اتنا کما لیتے تھے کہ وہ پورا سال اس سے گزارتے تھے۔ لیکن ایسے عناصر کی وجہ سے سوات کی حالت بگڑ گئی۔ وہاں پر اس سال ہوٹل کا ایک کمرہ بھی book نہیں ہوا۔ یہ لوگ کہاں جائیں گے۔ یقیناً جس علاقے میں بمباری ہوگی' جس علاقے میں تباہی ہوگی' ایک طرف سے پاکستان کی فوج لگی ہوئی ہے اور دوسری طرف سے امریکن میزائل برسا رہے ہیں۔ لوگ کہاں جائیں گے؟ لوگ لازماً روزی اور روٹی کی تلاش

کے لیے شہروں کی طرف جائیں گے اور انہوں نے رخ کیا کراچی کی طرف۔ کراچی واحد ایک شہر ہے جو اس ملک کے غریب عوام کو روٹی اور پانی دے رہا ہے' روٹی اور روزی دے رہا ہے۔ جب یہ لوگ وہاں گئے تو وہاں پر واویلا مچایا گیا کہ Talbanization ہو رہی ہے۔ یہ طبقہ بندی کس نے کی' کیوں کی؟ کیا مقاصد ہیں اس میں؟ جنرل مشرف جب امریکہ گیا تو انہوں نے کہا کہ طالبان القاعدہ سے زیادہ خطرناک ہیں اور پشتون اور طالبان ایک ہیں۔ یعنی جو بھی پشتون آگے آئے اس کو مارا جائے' اس پر بم گرائے' اس کو نیست و نابود کیا' اس کو ختم کیا اور اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ جنرل مشرف کی اسی بات پر عمل ہو رہا ہے اور پشتونوں پر بم برسائے جا رہے ہیں۔ دونوں طرف سے ان کو قتل کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! جب یہ عمل ہوگا تو اس کے ردعمل میں ضرور کچھ ہوگا۔ اس کے ردعمل میں وہ آگ پھیل کر اسلام آباد تک پہنچی' میریٹ تک پہنچی۔ پھر ظاہر سی بات ہے جب foreigners باہر سے آتے ہیں تو لازماً ان کو ایسے ہوٹلوں میں رہنا پڑے گا اور ہم نے ان کو جو یہ message دیا تو کس کا دماغ خراب ہے کہ یہاں آئے گا۔ نتیجتاً اس ملک کی economy تباہ ہوگی' اس ملک میں بیروزگاری ہوگی' اس ملک میں corruption ہوگی' جب ایک بندہ بیروزگار ہوگا' جب ایک بندہ بھوکا ہوگا تو وہ اپنے لیے اپنے بچوں کو بیچے گا جو کہ بیچ رہے ہیں اور ہم اخباروں میں دیکھ رہے ہیں۔ پھر اس کے بعد وہ کسی کے گھر میں گھسے گا۔ جب اس کے بچے روئیں گے تو وہ کیا کرے گا' گاڑی چھینے گا' لوگوں کو اغوا کرے گا اور اپنے بچے کے لیے روٹی لائے گا۔

جناب چیئرمین! ہمیں بڑے دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم ایک زرعی ملک ہیں۔ ہمیں شرم آنی چاہیے اپنے ملک کو زرعی ملک کہتے ہوئے جس میں گندم ناپید ہے' جس کی وجہ سے بابا آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا گیا' سعودی عرب جیسا ملک بھی گندم export کر رہا ہے اور ہم جو اپنے آپ کو زرعی ملک کہتے ہیں اس گندم کے لیے ہماری بہنوں اور عورتوں کے سر کے دوپٹے گر گئے آٹے کے حصول کے لیے جب وہ ٹریکٹر کے پیچھے بھاگتی ہیں اور ہمارے جوانوں کے اور بوڑھوں کے کپڑے اتر گئے' آٹا حاصل کرنے کی کھینچا تانی میں۔ پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ ہم ایک زرعی ملک ہیں۔

جناب چیئرمین! میں نے پہلے کہا کہ اس ملک کے وجود کو کئی مضر بیماریاں لگ چکی

ہیں۔ خدارا یہ مریض ICU میں پڑا ہوا ہے اب صرف IMF کی drip کی ضرورت ہے کہ اس drip سے ہم نے اس مریض کو بچانا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔ اللہ پاک نے ہمیں ایسے خطے میں ملک دیا ہوا ہے جس میں دنیا کے ہر قسم کے موسم ہیں۔ پہاڑ ہیں، ہموار زمینیں ہیں، دریا ہیں، ہر قسم کے میوہ جات یہاں پر ہوتے ہیں، ہر قسم کے وسائل ہیں لیکن ہم نااہل لوگ ہیں۔ ہم نااہل لوگ ہیں۔ ہم میں اس ملک کو چلانے کی کوئی صلاحیت نہیں ہے۔ اس لیے ہم اپنے منافع بخش ادارے بیچنے میں لگے ہوئے ہیں اور ان لوگوں کو بیچ رہے ہیں جو اپنا ملک نہیں چلا سکتے، دبئی کے حکمرانوں کو بیچ رہے ہیں۔ وہ دبئی کے حکمران جو اپنا ملک گوروں سے چلواتے ہیں اور ہم اپنے ادارے ان کے حوالے کر رہے ہیں۔ ان شیخوں سے چلا رہے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم نااہل لوگ ہیں۔ ہم میں اس ملک کو چلانے کی کوئی صلاحیت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ خدارا اس وقت ملک ایک بڑے طوفان سے مقابلہ کر رہا ہے، اس کو مختلف قسم کی بیماریاں لگی ہوئی ہیں۔ اس لیے ہم سب پر یہ ذمہ داری آتی ہے، اس میں، میں یہ نہیں کہوں گا کہ یہ ذمہ داری Treasury Benches یا Opposition Benches والوں کی ہے۔ یہ ملک ہمارا ملک ہے۔ یہ ہم سب کا ملک ہے۔ یہ ملک خوشحال ہوگا تو ہم سب خوشحال ہوں گے اور اگر یہ ملک خدانخواستہ نہیں رہے گا، تباہ ہوگا تو ہم سب بھی تباہ ہو جائیں گے۔ اس وقت اس ایوان کی کرسیوں پر ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس وقت کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے، اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم صحیح فیصلہ کریں اور آنے والی نسلوں کو ہم ایک اچھا ملک دیں، جس پر IMF کا بھی قرضہ نہ ہو، جو کشکول بھی نہ اٹھائے اور ایک باوقار حیثیت سے اس دنیا میں اپنی زندگی گزارے۔ بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ نواب جوگیزئی صاحب۔ میڈم فوزیہ فخر الزمان صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان: بہت شکریہ۔ نئی حکومت جب آئی تو یہ سن کر بڑی تقویت ہوئی کہ وہ کہہ رہے تھے کہ ہم ہر بات میں پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیں گے۔ ہم نے جب 48th Session کی requisition دی تو اس سے دو دن پہلے انہوں نے میٹنگ کر کے جو فیصلے کرنے تھے وہ صادر کر دیے۔ ابھی بھی وزیراعظم صاحب یہ باتیں کرتے گئے ہیں تو پھر ہم

کیسے یقین کریں جب پرانی باتیں صحیح ثابت نہیں ہوئیں۔ جناب والا! اس topic پر اپنا کچھ کہا اور سنا گیا ہے کہ شاید ہی کوئی بات تشنہ رہ گئی ہو مگر مایوسی کی بات یہ ہے کہ ہونا کچھ بھی نہیں ہے، ہونا وہی ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ ہماری سرحدوں پر باہر کے ممالک اپنی جنگیں لڑ رہے ہیں۔ اربوں روپیہ ہمارا خرچ ہو رہا ہے۔ روز جہاز آتے ہیں اور ڈھیروں لوگوں کو مار جاتے ہیں۔ اخباروں کی heading ہوتی ہے کہ پچاس تخریب کار مر گئے، تیس تشدد پسند لوگ مر گئے، کبھی کسی نے جا کر دیکھا ہے کہ وہ سچ مچ میں تخریب کار تھے یا ہمارے معصوم پاکستانی تھے۔

جناب والا! پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور اس میں اناج ختم ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ جن علاقوں سے export ہوتا ہے وہ علاقے بھوکے مر رہے ہیں۔ این ڈبلیو ایف پی اور بلوچستان سے آٹا باہر جاتا ہے اور ادھر یہاں سے چار گنا زیادہ مہنگی آٹے کی بوری ہے۔ اب یہ ہے کہ بجلی بھی ختم ہے، آٹا گیس، بجلی سب کچھ ختم ہے اور یہاں تک کہ کھاد بھی ختم ہے۔ ابھی وزیراعظم صاحب نے کہا کہ ہم ٹریکٹرز دیں گے، ٹریکٹر تو چلا لیں گے لیکن بوئیں گے کیا جب کھاد ہی نہیں ہوگی تو وہاں سے کیا نکلے گا۔ پانی بھی نہیں ہے، کھاد بھی نہیں ہے، خدا کے لیے اس بات کو تو روکیے کہ جو انہوں نے کہا ہے کہ گیس کی قیمت 51% بڑھا رہے ہیں۔ پھر کہہ دیتے ہیں کہ جی نہیں، آپ نے غلط خبر سنی ہے لیکن تھوڑے دنوں کے بعد وہ خبر سچ ہو جاتی ہے۔ اب یہ ہے کہ (xxxx)+ قوم کے بارے میں مشہور ہے کہ انہیں ظلم سہنے کی عادت ہے اور یہ احتجاج نہیں کرتے۔ کسی نے کہا کہ ان کو جگانے کے لیے روز جوتے مارے جائیں، وہ جوتے کھانے لگ گئے، کچھ نہیں بولے، انہوں نے کہا کہ یہ تو بڑی بری نیند میں سوئے ہوئے ہیں ان کو دو کی جگہ چار جوتے لگائیے۔ وہ بے چارے چار جوتے کھانے لگ گئے، اتنے میں لوگ جمع ہونے شروع ہوگئے، انہوں نے کہا شکر ہے خدا کا کہ (xxxx)+ کو غیرت آ گئی ہے، جب پوچھا کہ آپ کیوں جمع ہوئے ہو تو کہنے لگے جناب جوتے مارنے والوں کی تعداد بڑھا دیں کیونکہ ہم سارا دن لائنوں میں لگے رہتے ہیں اور ہم کوئی کام نہیں کرسکتے۔ یہ بیچاری قوم تو جوتے کھانے کی عادی ہو چکی ہے۔

+ [(XXX) *Remarks expunged by the orders of the Chair.*]

جناب قائم مقام چیئرمین: (xxxxxx)+ کا لفظ حذف کرتے ہیں۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان: لیکن مطلب تو سمجھ آ گیا۔ ہم لوگ شتر مرغ کی طرح ریت میں سر دبا لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بالکل محفوظ ہیں۔ ہمارے وطن عزیز کو کیا ہو گیا ہے کہ ہر بچہ بچہ سوالیہ نشان ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ جب ہم سے بارڈر کی بات پوچھی جاتی ہے تو تب ہمیں کوئی جواب نہیں آتا کہ اس کو کیسے قابو کیا جا سکتا ہے۔ جب ہم سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کو ٹکڑوں میں کیوں بیچا جا رہا ہے تب ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔ میں سمجھتی ہوں، جانتی ہوں کہ پہلے بھی ہوا ہے۔ یہ پرائیویٹائزیشن یا نجکاری کے جو ہم نے نام سنے ہیں یہ پانچ سات سالوں سے پہلے ہم نے کبھی نہیں سنے تھے۔ میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ خوائے بد، بہانہ بسیار۔ جب کوئی کام کرنا ہوتا ہے تو طرح طرح کے بہانے بنا لیے جاتے ہیں۔ اگر ہم لوگ اپنی شاہ خرچیاں روک لیں، باہر رکھے ہوئے پیسے واپس لے آئیں تو وطن عزیز سنبھل جائے گا۔ اگر ٹیکس ایمانداری سے دیں تو بھی حالات بہت بہتر ہو جائیں گے۔ اگر آپ باہر جمع کرنے والوں کا حساب لگائیں کہ انہوں نے کن دنوں میں باہر پیسے جمع کئے ہیں۔ وہاں پیسے جمع کرنے سے پہلے وہ لوگ کس حالت میں تھے تو سب کچھ آپ کے سامنے آجائے گا۔ یہ تو ہر بندہ جانتا ہے کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے۔

جناب والا! اگر حکومت ایسے ہی اثاثے بیچتی رہی، جس کے اوپر ہمارا دارومدار ہے تو ہم بیچارے یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ

آشیانے کو میرے جب آگ دی صیاد نے
جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

جناب قائم مقام چیئرمین، میڈم پری گل آپ تقریر کریں گی یا جمال لغاری صاحب کو۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب والا! سوالات کا کیا بنا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ تو اگلے اجلاس میں آئیں گے، اس اجلاس میں تو

+ [(XXX) *Remarks expunged by the orders of the Chair.*]

آئے ہی نہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : کہیں lapse نہ ہو جائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : Carry forward آپ new year تو نہیں مناتے، new year کے بعد انشاء اللہ اجلاس ہوگا۔ جی جمال لغاری صاحب بسم اللہ کریں، میڈم پری گل آپ کو اجازت دے رہی ہیں۔ شوکت ترین صاحب بیٹھے ہیں اور چیزیں نوٹ کر رہے ہیں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آخر کار میری باری آئی۔ میں نے دانستہ طور پر اپنا نام بعد میں شامل کیا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ پہلے تمام مقررین کو سن لوں، جو points ان سے omit ہوگئے ہوں ان پر میں روشنی ڈالوں۔جناب والا! اپوزیشن کا requisition session ہے۔ بہت اہم قومی امور اس وقت زیر بحث ہیں۔ میں کچھ امور پر اکتفا کروں گا۔ جو بات میں اس وقت اس ایوان میں کرنے والا ہوں وہ آن ریکارڈ کر رہا ہوں، ثبوت کے ساتھ کر رہا ہوں، اگر اس کی نفی کوئی کرے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نفی کرے۔

جناب والا! شوگر ملز سکینڈل کے حوالے سے شروع کروں گا۔ بسم اللہ کرتا ہوں دادو شوگر مل کے حوالے سے۔ دادو شوگر مل total credible reports کے مطابق صرف نو کروڑ روپے میں ایک خاص و الخاص شخص کے سپرد کر دی گئی ہے۔ جس وقت شوکت عزیز صاحب وزیراعظم تھے، اس وقت دادو شوگر مل کی بولی 42 کروڑ روپے لگی تھی لیکن الحمد اللہ ہماری حکومت نے اس کو فروخت نہیں کیا تھا۔ اس وقت دادو شوگر مل نو کروڑ کے اندر کیوں دے دی گئی؟ نہ کوئی اشتہار لگا، نہ ٹینڈر ہوئے بس یہ شنید میں آیا کہ ایک خاص و الخاص شخص کو دے دی گئی ہے۔ یہ ایوان جاننا چاہتا ہے کہ کیا محرکات اور عوامل تھے کہ وہ ایک خاص فرنٹ مین کو بخشی گئی؟ یہ ایوان محترمہ سیمیں صدیقی صاحبہ کے اس جواب کا منتظر ہے کہ کیوں لاڑکانہ شوگر مل کو 30 کروڑ روپے کی credit facility اور loan بغیر کسی collateral دیا گیا۔ نیشنل بنک آف پاکستان کی برانچ کے ایک جونیئر کریڈٹ آفیسر بھنوانی صاحب نے جب فون کیا اور کس کو فون کیا میں ببانگ دہل کہتا ہوں انور مجید صاحب کو فون کیا کہ جناب اس کے collateral کے documents کدھر ہیں انہوں نے فرمایا کہ میرے منیجر سے پوچھو، منیجر

صاحب سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ زرداری ہاؤس کے اندر پڑے ہوئے ہیں' آ کے دیکھ لو' اس نے فون بند کیا اپنے ایک سینیئر میں ان کا نام لینا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ character assassination مقصود نہیں ہے لیکن طرز حکومت کے اوپر ہمیں زبردست تشویش ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ نہ تمہارے دستخط' نہ میرے دستخط جانے نیشنل بنک کا صدر علی رضا جانے' وہی بھگتے' آنکھیں دوسری طرف کر لو۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ دیوان یوسف کو کس نے بلایا کہ دیوان گروپ کی تین شوگر ملز کو surrender کرو۔ یہ ہو کیا رہا ہے؟ اتنی جلدی اتنے fast track پر سارے چل پڑے۔ بات کرتے ہیں قادر پورگیس فیلڈ کی۔ شکر الحمدللہ کہ وزیر اعظم صاحب نے آ کے اپنی government کی policy statement آج دے دی کہ اگر Parliament نہیں چاہے گی تو قادرپورگیس فیلڈ کو ہم لوگ privatise نہیں کریں گے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ کیا یہ government کی پالیسی نہیں ہے energy security کی؟ جو national assets آپ کی energy security کا ایک اتنا اہم ستون ہے آپ سوچ کیسے سکتے ہیں اس کو Parliament میں لانے کا بھی

There are other tens of assets to privatise. Why are they privatising Qadirpur gas field?

قادرپورگیس فیلڈ کی تاریخ بھی بتا دیتا ہوں۔ جب محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت تھی 1993 سے لے کر 1996 تک' تو اس وقت بھی اس کو sale کرنے کا منصوبہ جناب والا' بنایا گیا تھا۔ اس وقت اس کی value 1.1 billion dollars کا تخمینہ لگایا گیا تھا لیکن اس وقت کا ایک صدر مملکت تھا جو اس وقت الحمدللہ زندہ ہے۔ جس کا نام سردار فاروق احمد خان لغاری تھا۔ اس لیے نہیں کہہ رہا کہ میرا والد محترم ہے۔ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ on record یہ بات کر رہا ہوں۔ انہوں نے intervene کر کے اس sale کو روکا تھا۔ اب اللہ بخشے محترمہ کو' وہ تو نہیں ہیں لیکن انہی کی پارٹی کی حکومت ہے اور پھر ان کے mouth کیوں water کر رہے ہیں قادر پورگیس فیلڈ کو دیکھ کر۔ جس کی اس وقت value بیس بلین ڈالر ہے اور forget about it کہ اس کی کیا value ہے

100 billion dollars, 20 billion, forty, sixty, zero billion dollar. Its a very

important national asset, as far as your energy security is concerned and you can't play around with such assets. There you talk about purchasing of twenty new seven series bullet proof BMWs.

اس وقت جب سندھ کے اندر بچے بک رہے ہیں۔ اس دن بھی میں نے Point of Order پر بات کی تھی۔ خودکشی کے نت نئے طریقے لوگوں کے ذہنوں میں گھوم رہے ہیں۔ مفلسی انتہا تک پہنچ چکی ہے۔ پھر قوم کو کہا جاتا ہے کہ کڑوی گولی کھا لینا' آئی ایم ایف کی کڑوی گولی کو نگلنے کا حوصلہ مانگا جا رہا ہے کہ

flight of capital 10 billion dollars and correct me if I am wrong, Mr. Advisor on Finance, Mr. Shoukat Tareen Sahib, you have said that there is a flight of capital of 10 billion dollars. Why was that flight of capital? Why was that allowed to take place. You don't have any regulations on that. I also understand that because I myself belong to the banking sector from where you are Sir! but what prompted that flight of capital, why was the confidence of the people of Pakistan shattered to that extent that that flight of capital took place because the economic policies of our government clearly depicted mismanagement. It has not any clue as to how to do with them?

پکڑا جا رہا ہے کالیا' کالیا' کالیا' ان کالیوں کو پکڑا جا رہا ہے What about the *Peelias*? جن کے سربراہ زرد ہوتے ہیں۔ این آر او کی بات کرتے ہیں کہ ان کو اس میں exemption ملی۔ میں تو این آر او تسلیم نہیں کرتا۔ وہ پی آر او تھا'

Particular Reconciliation Order, made for only particular elitest few, correct, I acknowledge, Pervez Musharraf is to blamed for that. We even blame them at that time always, it is on record. What is wrong, what is against the national interest? We have to call spade a spade.

اور اب جس وقت معیشت اور اقتصادیات کی یہ حالت ہے جناب چیئرمین صاحب، ہم لوگ کشکول لے کر مختلف friendly nations کی طرف جا رہے ہیں۔ Friendly nations ہماری حالت زار پر کیوں رحم کھائیں۔ کیا ہم لوگوں نے اپنی تاریخی روایات سے مثال رقم کی ہوئی ہے کہ وہ ہمارے ساتھ آنسو بہائیں اور ہمارے مونڈھے پر سر رکھ کر ہمیں تسلی دیں اور ہمیں funds bail out کریں۔وہ لوگ نہیں کریں گے Sir.

بات وہی ہے کہ آئی ایم ایف نے 29 اکتوبر کو، جناب شوکت ترین صاحب! آپ کی توجہ کا مستحق ہوں، انہوں نے ایک policy shift اپنی کی ہے۔وہ financing لے کر آ رہے ہیں جو تین مہینے کے طور آپ کو وہ massive funding of financing دیتے ہیں with no strings attatched. لیکن اس کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ آپ کا track record دیکھیں، ماضی کا record دیکھیں۔ وہ funding آپ کو کئی طرح سے کرتے ہیں، جتنا مانگو گے حاتم طائی دے گا۔ کوئی condition بھی لاگو نہیں کرے گا لیکن وہ دیکھتا ضرور ہے کہ آپ کا track record کیا ہے۔ کیا آپ کے track record کے اندر جو فنڈ آیا ہے وہ صحیح صرف ہوا ہے کہ نہیں۔

Third party evaluation, so many political compromises, God alone knows what they have got installed for us that all I have to say today on record

کہ جتنا بھی کروڑ ہا ارب ہا روپے آئیں گے جب برسر اقتدار ایوانوں کے اندر وہی گروپ ہوگا جس نے اس وقت جعلی cherry price postings کے اوپرمول یعنی قیمت لگائی ہوئی ہے۔ مختلف داستانیں ہیں لیکن اگلے session کا انتظار کروں گا۔ میری یہ قسط دوسری قسط میں تبدیل ہوگی اور میں ان لوگوں کے نام آپ کو بتاؤں گا کہ کتنے کتنے روپوں کے اندرکونسے کونسے بندے They have been allowed to stay Presidents of different banks. بہت کچھ بولنے کو ہے جناب چیئرمین صاحب، لیکن آپ کے کھانے کے لیے میں نے ایک اور سوٹ پہننا ہے آج انشاء اللہ کیونکہ بہت عرصے کے بعد آپ نے کھانے پر ہمیں بلایا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں، آپ سوٹ کی کیفیت کی بات کر رہے تھے، ہم

شلوار قمیض والا کھانا دیتے ہیں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری، میں سوٹ پہننے کا اب عادی ہو گیا ہوں۔ آپ مجھے اسلام آباد لے کر آئے ہیں۔ اللہ آپ کو خوش رکھے۔ اللہ اس پاک وطن کو سلامت رکھے ورنہ حالات اس طرف جا رہے ہیں جیسے ہمارے بھائی جہاں پر کہہ کے گئے تھے پختون خواہ ملی عوامی پارٹی کے نواب ایاز جوگیزئی صاحب کہ حالات بالکل انقلاب کی طرف جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو سلامت رکھے۔ آمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین، پری گل صاحبہ' میرا خیال ہے اس تقریر کے بعد conclude نہ کر دیں۔ پھر شوکت ترین کو سنیں۔ شوکت صاحب' اصلی آدمی تو بیٹھے ہوئے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، کون سے اصلی آدمی؟

جناب قائم مقام چیئرمین، شوکت ترین صاحب۔

سینیٹر آغا پری گل، مجھے تو وہ نقلی لگتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، لاحول ولا قوۃ۔ آپ کی کسی شوکت پر نظر نہیں پڑتی نہ۔ پہلے والے پر نہ اب والے پر۔

سینیٹر آغا پری گل، دراصل میں اس کو صحیح سمجھتی ہوں جو floor پر صحیح جواب دے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، صحیح ہے' چلیں بسم اللہ کریں۔

سینیٹر آغا پری گل ، دیکھیں! جناب یہ کاکڑ صاحب حالانکہ مولوی ہیں۔ جب بھی خواتین بولنا شروع کرتی ہیں تو مولانا کو پتا نہیں کیا problem ہو جاتا ہے۔

(قہقہے)

سینیٹر آغا پری گل ، مگر بلوچستان میں یہ مولوی نہیں ہے یہاں مولوی بنا ہوا ہے۔ دیکھیں' دیکھیں۔

(قہقہے)

جناب قائم مقام چیئرمین، کاکڑ صاحب پر اللہ رحمت کرے۔

سینیٹ آغا پری گل : نام تو ماں نے بڑا اچھا رکھا ہوا ہے لیکن یہاں اسلام آباد میں آ کر خراب ہو گیا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ کیونکہ اب جتنے بھی points تھے میں نے بہت کچھ کہنا تھا مگر اب صرف کچھ الفاظ کہوں گی اور تین دن سے میری بہنوں نے بلوں کے بارے میں کہا ' بھائیوں نے کہا اور کافی" رولا گولہ" یہاں پر شروع ہوا۔ افسوس سے میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں اور میرا جو سوال ہے آپ بالکل سچ سچ بتائیں گے کہ جب بھی ہم سینیٹ میں آتے ہیں اور جتنے بھی میرے colleagues یہاں پر تقریر کرتے ہیں اور اپنے مسئلے مسائل پیش کرتے ہیں تو ان پر کیا عمل ہوتا ہے۔ ایمان داری سے یہ بتا دیں۔ آج ایمان داری سے بتائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ میرے ایمان کو امتحان میں ڈال رہی ہیں۔ کچھ حقیقتیں بتا دوں۔ بیٹھیں' میرے بھائی ہیں۔ آپ نے بھی ڈائریکٹ الیکشن لڑا ہوا ہے جب تک سینیٹ کے الیکشن ڈائریکٹ نہیں ہوں گے۔ constitutional amendment نہیں ہوگی آپ کی اہمیت نہیں بڑھے گی یہاں ہم گپیں ماریں گے' مراعات لیں گے اور گھر چلے جائیں گے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر آغا پری گل : میں اپنی اہمیت کی بات نہیں کرتی۔ میں اپنے بھائیوں کی اہمیت کی بات کرتی ہوں ان کے بھی کام نہیں ہوتے---

جناب قائم مقام چیئرمین : پشتون کہتے ہیں (پشتو) اپنے ذاتی علیک سلیک کے ذریعے کام نکالتے ہیں۔"طالب گری" پاکستان زندہ باد۔ پنجاب میں گرائیں بازی کہتے ہیں ہماری طرف طالب گری کہتے ہیں۔ سندھ میں برادری کہتے ہیں' پھر اسی طرح ملک چلتا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل : جناب چیئرمین صاحب! اسی لیے تو دکھ ہوتا ہے کہ یہاں بول بول کر چھ سال میں ہم اتنے تھکے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ پرانی بات کروں یا نئی کروں مگر یہ کہ کسی کا کام نہیں ہوتا کیونکہ ایک سال ہوگیا ہے۔ ہم جب بھی ان سے بات کرتے ہیں تو ان کا بھی یہی رونا دھونا ہے کہ جناب! پچھلی حکومتوں نے یہ کیا' وہ کیا ' میں اپنے بھائیوں سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں کہ کم سے کم ہمیں یہاں ایک سال ہو گیا ہے۔ اب آپ دیکھیں

دو مہینے سے بلوچستان میں زلزلہ آیا ہے آپ سوچیں کہ وہاں اتنے لوگ مر گئے ہیں' مکانات گرے ہوئے ہیں۔ لوگ میدانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں مگر یہ اپنا مذاق اڑا رہے ہیں ---

(شیم شیم)

یعنی مذاق میں اڑا رہے ہیں کہ جناب! یہ کیا' وہ کیا' ہم نے یہ دیا وہ دیا۔ بھائی یہ تو اللہ کی طرف سے آیا۔ اللہ سے بندوں کو ڈرنا چاہیے۔ کم ازکم ان کو یہ سوچنا چاہیے کہ وہاں لوگوں کے لائن سے اتنے جنازے اٹھے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! ان بیچاروں کا کیا حشر ہوگا جن کے گھر میں چودہ چودہ لوگ بھی مرے ہیں مگر جو بات اسمبلی میں آپ کرتے ہیں تو یہاں سے بولنے لگتے ہیں' مذاق اڑاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب اپنی انگلی کٹتی ہے جب اپنے جسم کو درد ہوتا ہے تو پھر اپنے لوگ روتے ہیں ----

جناب قائم مقام چیئرمین: اس میں سے کچھ expunge کر لیتے ہیں۔ تو آپ بھی تھک گئی ہیں ۔میرا خیال ہے کچھ کچھ expunge ہو گا۔

سینیٹر آغا پری گل : نہیں ' یہ ہنستے ہیں' سنتے نہیں ہیں۔ اتنے ہمارے لوگ مرے۔ مگر جب بھی ہم بات کرتے ہیں تو لوگ گپیں مارتے ہیں مگر serious نہیں لیتے ہیں ----

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: وزیر اعظم صاحب نے زلزلے کے بارے میں clearly بڑے items وہاں کے بتا دیئے ہیں ----

سینیٹر آغا پری گل : نہیں' وزیر اعظم صاحب کی میں بات نہیں کر رہی----

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں' بس ٹھیک ہے ۔ وہ expunge کرلیں گے۔آپ continue کریں' آگے بڑھیں۔

سینیٹر آغا پری گل : میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ اس کو serious لینا چاہیے ۔ جا کر وہاں دیکھنا چاہیے ۔اپنے صدر صاحب سے بھی میں request کرتی ہوں کہ وہ بھی وہاں جائیں ' وہاں کے حالات دیکھیں۔ اب آپ دیکھیں کہ زمینداروں پر ٹیکس لگا رہے ہیں۔یعنی آپ اس بات کو دیکھیں بجائے اس کے کہ زمینداروں کی مدد کرنی چاہیے ۔اب agriculture پر بھی یہ ٹیکس لگا رہے ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ اس وقت بلوچستان کے اس season میں کیا

حالات ہیں ۔وہاں پر نہ پانی ہے' نہ بجلی ہے ' نہ وہاں پر بیج ہے 'نہ کھاد ہے ' اس کے باوجود بھی اگر بلوچستان کے زمینداروں پر ٹیکس لگایا گیا تو ان کا کیا حشر ہوگا ۔تو میں یہ کہتی ہوں کہ کم سے کم یہ بلوچستان کے لوگوں کو چھوٹ دیں۔ان کا ٹیکس معاف کریں۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جس طرح میری بہنوں نے کہا کہ پشاور میں خواتین کی سیٹوں کو کم کیا جا رہا ہے تو میں حکومت سے پر زور سفارش کرتی ہوں کہ خواتین کی سیٹوں کو کم نہ کیا جائے کیونکہ اس وقت پاکستان کی آدھی آبادی -----

جناب قائم مقام چیئرمین: 52 فیصد۔

سینیٹر آغا پری گل : چلو' 52/56 فیصد ہے مگر یہ کتنا ظلم ہوگا کہ یہ خواتین کی سیٹوں کو کم کریں گے۔میں حکومت سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ جمہوری حکومت ہے اور پرائم منسٹر صاحب آپ کے سامنے اتنے اچھے انسان ہیں' ہمدرد ہیں' یہاں سینیٹ کے اجلاس میں انہوں نے نمائندگی کی میں ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے بلوچستان کے لیے اتنے اچھے الفاظ استعمال کیے ہیں اور اتنا announce کیا کم سے کم میں ان سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ خواتین کا وہ پہلے بھی خیال کرتے تھے کیونکہ ان کی اپنی شہید پرائم منسٹر بھی ایک عورت تھی تو وہ خواتین کی سیٹوں کو کم نہیں کریں گے۔آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ آپ کو سلامت رکھے اور جس طریقے سے آپ نے یہ سینیٹ چلایا اور پرائم منسٹر صاحب کے لیے بھی دعا کرتی ہوں کہ اللہ اس کو زندگی دے اور بلوچستان کے لیے اور کام کریں کیونکہ اس وقت پرائم منسٹر کا رول جو ہے وہ بہت ہی اچھا ہے ۔میں یہ نہیں کہتی ہوں کہ جناب! مجھے اس سے کچھ لینا ہے یا دینا ہے۔ جو سچ ہے وہ سچ بولنا چاہیے جو غلط ہے اس کو غلط بولنا چاہیے یعنی اس طرح سے سینیٹ میں آنا اور سینیٹروں کے سامنے تقریر کرنا اور بتانا کہ میں یہ نہیں کروں گا یہ بہت اچھی بات ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ اچھا رواج ہے اور یہ ہونا چاہیے کیونکہ بہت کم پرائم منسٹر صاحب یہاں پر آتے تھے ۔حالانکہ سینیٹ میں صدر صاحب کو بھی آنا چاہیے کیونکہ ہمارے تمام سینیٹرز کے لیڈر صدر صاحب ہیں۔صدر صاحب کو آنا چاہیے ---

جناب قائم مقام چیئرمین: Joint Sitting میں President صاحب آئیں گے

اور ہماری جتنی کارروائی ہے direct President House میں سنتے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل : میں یہ کہتی ہوں کہ اگلے Session میں زرداری صاحب کو بھی چاہیے کہ وہ یہاں پر آئیں کیونکہ انہوں نے اس سینیٹ سے ووٹ لیے ہیں۔وہ اس سینیٹ کا بھی نمائندہ ہے ۔میں یہ کہہ رہی ہوں۔ کیونکہ ہمارے سینیٹ میں -----

جناب قائم مقام چیئرمین : Joint Sitting میں وہ آ سکتے ہیں۔ ہم ان کو چیمبر میں مل سکتے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل : نہیں ان کو specially سینیٹ میں آنا چاہیے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : میڈم کا یہ مطلب ہے کہ وہ اپنی بلوچی کو اردو میں translate کر لیں۔یہ ہمارا problem ہوتا ہے ۔ان کا اپنا President کا چیمبر ہے ۔جہاں President, جب last President آئے تھے تو پرائم منسٹر تبدیل ہوا تھا ۔تو ہم چاہتے ہیں کہ President House میں رہیں ادھر نہ آجائیں پھر پرائم منسٹر تبدیل ہو جائے گا۔

سینیٹر آغا پری گل : Joint Session بلائیں۔شکریہ

جناب قائم مقام چیئرمین : شکریہ ۔ Madam Saadia Abbasi, you wanted to make an observation

clear کریں تو پھر شوکت ترین صاحب wind up کریں گے۔

Senator Saadia Abbasi: Sir, thank you very much for giving me the time. I just want to appreciate the statement of the Prime Minister and the efforts of the Leader of the House with regard to Qadirpur gas field. We appreciate the statement that the honourable Prime Minister has made. It is in response to this session and the sentiments expressed by the members of this House that he has taken a decision to reverse his earlier decision. So, we appreciate that in that regard I would like to congratulate

the Leader of the House. Thank you, Mr. Chairman.

جناب قائم مقام چیئرمین، مولانا حیدری صاحب، انہوں نے بہت صبر کیا ہے۔ اپنی سیٹ پر واپس جا رہے ہیں۔ وہ چیف وہپ بھی ہیں انہوں نےکسی کو وہپ نہیں کیا، سب کا خیال کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ مجھے تو بولنے دیں۔ آپ بیٹھ جائیں کامران صاحب، میرے خیال میں آج نیند نہیں ہے تازہ ہو۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری، جناب چیئرمین! بس وہ کہتے ہیں کہ چھٹی اسے نہ ملی جس نے سبق یاد کیا۔

(قہقہے)

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری، ممبران کو سنبھالتے رہے اور جب ہو کا عالم ہے تو مجھے موقع ملا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ میں اب ورد بھی کروا لوں اور دعا کروں۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ادھر سے بھی اور ادھر سے بھی بڑی اچھی گفتگو ہوئی۔ جو مسائل درپیش تھے، خاص کر اقتصادی مسئلہ بھی تھا اور IMF کے حوالے سے بھی۔ اس حوالے سے میں سب کی موجودگی میں رائے دینا چاہتا تھا کہ کمزوریاں سب میں رہی ہیں۔ ماضی میں بھی جو حکومتیں گزری ہیں لیکن اگر ہم مردے اکھاڑنے لگیں گے تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جب ہم پارلیمنٹ کی supremacy کو تسلیم کرتے ہیں اور coalition گورنمنٹ نے یہ عہد کیا ہے کہ جو بھی فیصلے ہوں گے، پارلیمنٹ میں ہوں گے۔ اللہ کے فضل و کرم سے آج جب پرائم منسٹر یہاں تشریف لائے اور انہوں جو اعلان کیا، میں سمجھتا ہوں کہ اس عہد و پیمان کی روشنی میں انہوں نے یہ بات کہی جو کہ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ بڑی اچھی بات انہوں نے کہی اور میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

ہم شروع میں بھی یہ چاہ رہے تھے کہ بہرحال اس پر بحث ضرور ہونی چاہیے لیکن آخر اس کا end یہی ہونا ہے کہ جب تک ہم پوری قوم کو اعتماد میں نہیں لیں گے، پارلیمنٹ کو اعتماد میں نہیں لیں گے، اپوزیشن اور حکومت، سب اس پر اتفاق نہیں کریں گے۔ چونکہ یہ صرف حکومت کا مسئلہ نہیں ہے، یہ ملک کا مسئلہ ہے۔ ملک کے حوالے سے پھر اپوزیشن اور

حکومت، سب مل کر ملک کے لیے سوچتے ہیں۔ پرائم منسٹر نے کہا کہ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ Law and Order کا مسئلہ ہے اور انہوں نے صحیح، برحق کہا۔ کیونکہ کسی بھی ریاست میں اگر امن نہیں ہوتا تو وہاں معیشت ترقی نہیں کر سکتی۔ اس وقت جو امن کا مسئلہ درپیش ہے، اس کے لیے بھی حکومت اور اپوزیشن، ہم سب کو مل کر کردار ادا کرنا ہو گا اور ہم بھی اس حکومت کا حصہ اسی لیے بنے کہ اکیلے پیپلز پارٹی یا کوئی اور بڑی پارٹی اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ ملک کو جو چیلنجز درپیش ہیں، ان چیلنجوں کا وہ مقابلہ بھی کرے اور ان مسائل کو حل کرے۔ اس لیے طرفین سے جو باتیں آئیں، وہ بالکل اچھی باتیں تھیں اور کھل کر ہر ایک نے بات کی۔ سب کی باتوں کو میں ایک اچھی پیش رفت قرار دیتا ہوں۔ خاص کر پرائم منسٹر نے جو گفتگو کی اور تمام مسائل پر، زلزلے پر بھی اور ملک کے حالات، بیرونی حالات پر بھی، ان کی طرف سے یہ اچھی بریفنگ بھی تھی، گفتگو بھی تھی، جسے سینیٹ کے تمام ممبران کو تحسین کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا صاحب! آپ شوکت ترین صاحب پہلے آپ بات کرنا چاہیں گے؟ یا پھر آپ آخر میں کر لیں۔ پہلے ہی کر لیں۔ جی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں شکر گزار ہوں اور میں سب سے پہلے اپوزیشن اور پھر Treasury Benches کو مبارک باد دینا چاہوں گا کہ یہاں پر جو بحث ہوئی، اس کا معیار اور جو suggestions ان کی طرف سے آئیں، ان کو حکومت نے نوٹ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اجلاس نے ایک بار پھر پاکستان کی موجودہ مخلوط حکومت کی intentions اور اس کے ارادوں کو بڑے واضح طور پر عیاں کیا ہے، جس میں پارلیمان کی بالادستی، اور ہم نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہم تمام اہم فیصلے پارلیمان میں کریں گے، ہم اللہ کی مہربانی سے اسی راستے پر گامزن ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو اعلان وزیر اعظم نے قادر پور کے بارے میں on the floor of the House کیا اور جس طرح انہوں نے کہا کہ اس کی privatization کا موجودہ حکومت کا فی الوقت کوئی ارادہ نہیں ہے اور اگر کسی stage پر یہ کیا بھی گیا تو سب سے پہلے اس ایوان میں اس مسئلے کا consensus develop کیا جائے گا اور اس ایوان کی اجازت سے

وہ بات آگے بڑھے گی۔ اس نے ایک بار پھر اس بات پر مہر لگا دی ہے کہ موجودہ coalition حکومت پارلیمان کی بالادستی پر یقین رکھتی ہے اور تمام فیصلے پارلیمان میں کرنا چاہتی ہے۔ میں ایک بار پھر تمام parliamentary leaders کا ' Leader of the Opposition کا اور تمام ممبران کا' چاہے وہ کسی بھی side of the divide پر ہوں' شکرگزار ہوں کہ یہ سیشن خوش اسلوبی سے ہوا اور اب میرا خیال ہے آپ مشیر برائے خزانہ کو بات کرنے کی اجازت دیں گے۔

Mr. Acting Chairman: Mr. Shaukat Tareen Sahib, please take the floor.

جناب شوکت فیاض احمد ترین (مشیر برائے خزانہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چیئرمین صاحب! میں نے اپنی opening statement میں کہا تھا کہ پاکستان کی اکانومی کو بہت سے challenges کا سامنا ہے۔ ان چیلنجوں کی کئی وجوہات ہیں۔ اس دوران پچھلے پندرہ سے اٹھارہ مہینوں میں food and oil prices میں increase ہوئی ہے اور جب یہ increase ہو رہی تھی تو election year سمجھ کر اس پر عمل نہ کرنا' جس کو میں کہہ سکتا ہوں کہ an action on the part of the previous government تھا۔ وہ بھی ایک وجہ تھی اور پھر ہم نے دیکھا کہ پچھلے چند مہینوں میں دنیا کی financial markets میں ایک طوفان سا آیا' جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اگر آپ یہ ساری چیزیں دیکھیں تو اس سے ہماری economy بھی affect ہوئی اور جب یہ coaition حکومت آئی' اس وقت fiscal deficit تقریباً نو یا دس فیصد کے قریب چل رہا تھا اور I think یہاں ہمارے فاضل دوست بیٹھے ہیں۔' ڈار صاحب کی کاوشوں سے' coalition government کی کاوشوں سے' جون تک اس کو سات اعشاریہ چار تک لے آیا گیا لیکن مشکل سے۔ Current account deficit آٹھ اعشاریہ چار فیصد تھا۔ یہ میں نے پہلے بھی کہا کہ دنیا میں ہم واحد ملک ہیں' جس کا اس لیول پر current account deficit تھا۔ یہ کوئی ایک دم نہیں ہو گیا' یہ کئی سالوں کی زیادتی کے باعث ہوا۔ اگر میں آپ کو پیچھے لے جاؤں' یہ 2004-05 سے اگر آپ دیکھیں تو اس کے گہرے بادل منڈلا رہے تھے۔ اس پر ہم نے کوئی توجہ نہیں دی۔ ہم سمجھ رہے تھے کہ ہماری economy Asian Tiger بن گئی ہے۔ ہم

نے کہنا شروع کر دیا کہ BRIC کے بعد یعنی برازیل، روس، انڈیا، چائنا کے بعد ہم next 11 میں آ گئے ہیں۔ ہم نے کہا کہ "Economist" کے پچھلے صفحوں میں ہمارا نام آنا شروع ہو گیا ہے۔ پھر ہم نے اس کو سمجھا کہ ہم ایشیا ٹائیگر بن گئے ہیں لیکن جب یہ بادل آنا شروع ہوئے تو وہ سٹیج آ گئی کہ جون میں آپ کا almost دیوالیہ ہو گیا۔ اس صورت حال میں اس حکومت نے کیا کیا؟ اس نے آپ کو ایک difficult لیکن balanced بجٹ پیش کیا، جس میں کافی مشکل فیصلے کیے گئے۔ وہ فیصلے کیا تھے؟ وہ فیصلے یہ تھے کہ اس کا جو سات اعشاریہ چار فیصد fiscal deficit ہے، اسے ہم چار اعشاریہ سات تک نیچے لے آئیں۔ 7.4 will come down to 4.7 اور چونکہ اب inflation زیادہ ہے تو اس کا مطلب ہے کہ decimal basis پر 4.3% ہے۔ یہ ایک بہت بڑا difficult decision تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ 2006-07 جس وقت ان کے مطابق، ان کی economy grow کر رہی تھی، اس وقت بھی اس کا fiscal deficit 4.2 تھا تو ہم ان مشکل حالات میں fiscal deficit 7.4 سے 4.3 پر لا رہے ہیں یہ ایک بہت مشکل چیز ہے لیکن ضروری اقدام تھا جو ہم نے بجٹ میں کیا۔ پھر ہم نے کہا کہ ہمارا جو current account deficit ہے، اس کو reduce کریں گے اور ہم اس کو 8.4 سے 6.4 یا 6.7 تک لائیں گے، اس کو دو فیصد کم کریں گے۔ ہم نے کہا کہ inflation کو attack کریں گے because inflation سب کی دشمن ہے۔ اگر دیکھا جائے تو inflation غریب، امیر اور درمیانے طبقے پر ٹیکس ہے اور اگر آپ مجھے ان ملکوں کی history بتا دیں جن کی high inflation کے بیچ sustainable grwoth rate ہوا ہو۔

I can give you examples like Brazil, Argentina and Turky who had high inflation rate and after a while they realized that they can not just have a sustainable growth rate. So what did they do? They attacked inflation.

وہ inflation کو single digit پر لائے اور بڑی قربانیاں دے کر inflation کو نیچے لائے۔ یہاں بڑی باتیں ہو رہی ہیں کہ ہمارا growth rate نیچے ہو جائے گا، انہوں نے اپنی economies میں کئی سال negative growth rate دیکھی کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ inflation کے ہوتے ہوئے وہ sustained growth rate نہیں رکھ سکتے۔ سو کیا ہم اوپر سے

اتر آئے ہیں؟ کیا پاکستان 25% inflation رکھے گا اور اس کے بعد growth بھی ہو گی؟ ہماری growth sustainable نہیں ہو گی۔ ہم ضرور کریں گے لیکن خطرہ یہ ہے کہ خدا نخواستہ اگر ہم hyper inflation میں چلے گئے تو hyper inflation control کرنے کے لیے آپ کو دو یا تین سال economy میں negative growth لینی پڑے گی۔ کئی فیکٹریاں ٹوٹیں گی، کئی گھر اجڑیں گے۔ جب ہم یہاں کھڑے ہو کر اس قسم کی statements دیتے ہیں تو history اور دوسرے ملکوں کو دیکھیں، ہم کوئی واحد ملک نہیں ہیں۔ دو سو ملکوں میں سے ہم ایک ملک ہیں اور history یہ بتاتی ہے کہ inflation is your biggest enemy. So most of the developing countries and developed countries کے بیچ میں number one enemy inflation کو بتایا گیا ہے۔ یہاں پھر باتیں ہوتی ہیں کہ آجکل دنیا میں inflation کو نہیں لوگ interest rates کم کر رہے ہیں growth کی طرف جا رہے ہیں، ارے بھائی! جن کی 2%, 4% or 5% inflation ہے، وہ تو یہ کر سکتے ہیں because they don't have the risk of hyper inflation. ہم 25% high line inflation پر بیٹھے ہیں، اگر ہم یہ کریں گے اور inflation کو ایک طرف چھوڑ کر خدانخواستہ growth کو protect کریں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں، میں Economist نہیں ہوں لیکن مجھے معلوم ہے کہ ترکی، برازیل اور ارجنٹائن کے ساتھ جو کچھ ہوا۔ So I think what I am saying is this ہماری حکومت نے کہا ہم نے اس کو attack کرنا ہے۔ ہم نے inflation نیچے لانی ہے because یہ سب لوگوں پر ٹیکس ہے۔

ہم نے کہا کہ ہم ایک responsible government ہوں گے اور Central Bank, State Bank of Pakistan سے پچھلی حکومت نے جو قرضے لیے آپ کو معلوم ہے انہوں نے چھ سے ساڑھے چھ سو ارب روپے over draft لیا تھا، وہ ہم نہیں لیں گے لیکن اب یہ سوال بھی اٹھتا ہے کہ آپ اس حکومت کو بھی دیکھیں کہ ان کے بھی تقریباً تیس سو ارب روپے کے قرضے ہو گئے ہیں۔ اس fiscal year میں تین سو ارب plus کے قریب ہم نے بھی over draft لیا ہے تو ہم میں اور پچھلی حکومت میں کوئی فرق ہے؟ بالکل فرق ہے because ہم نے تین سو ارب خرچ کرنے کے لیے نہیں لیا اور جب آپ discount rate artificially

low رکھیں گے تو ایک وقت آئے گا کہ بینک آپ کو قرضہ نہیں دیں گے۔ بینکوں نے آپ کو ایک سو ساٹھ ارب روپے واپس کر دیے ہیں اور وہ کدھر گیا؟ وہ State Bank کی کتاب میں آپ کا over draft میں چلا گیا۔ پھر آپ کی foreign currency dry up ہو گئی ہے' میں نے آپ کو پہلے بھی کہا تھا کہ جیسے ہی یہ turmoil شروع ہوا ہے' نہ آپ باہر اپنا کوئی asset بیچ سکتے ہیں' نہ کوئی bond issue کر سکتے ہیں' نہ کوئی multilateral agency آپ کو دینے کو تیار ہے because ان کو IMF کی endorsement چاہیے تھی' نہ ابھی تک friends are certain میں یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ آج China نے پانچ سو ملین ڈالر کا اعلان کیا ہے کہ وہ ہمیں دیں گے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب شوکت فیاض احمد ترین: ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اچھے دوستوں کی طرح ہمیں پانچ سو ملین ڈالر without any stings attached دیا ہے لیکن otherwise اگر آپ دیکھیں تو کچھ نہیں۔ جب وہ پیسے نہیں آ رہے اور وہ کتنے تھے؟ ہم نے ستر ارب روپے بجٹ کیا تھا کہ وہ وہاں سے آئے گا۔ پھر آپ دیکھیں کہ یہ جو CDNS ہے' National Saving ہے' اس کے rates کیونکہ discount rate کے ساتھ ہیں' وہ آپ نے low رکھے ہوئے ہیں' اس میں چالیس ارب روپے ہیں تو اگر اس کو ملائیں تو یہ ایک سو دس ہوتے ہیں تو دو سو اسی ارب روپے without any reason ہمارا over draft چڑھ گیا ہے۔ میں صرف یہ کہنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ہماری کوشش کے باوجود' ہم جو tough decisions لے رہے ہیں' اس کے باوجود یہ ہے کہ ہم نے آگے چلنا ہے اور ہم جو چیز کر سکتے ہیں' جس میں fiscal deficit control کرنا' میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ پہلے quarter میں ایک سو پچھتر ارب روپے کا target تھا' ہم نے ایک سو اڑتیس ارب روپے کیا ہے۔ میں یہ ضرور accept کروں گا کہ آپ نے کیا control کیا؟ ظاہر ہے آپ نے development budget control کیا' ظاہر ہے ہمیں یہ نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر ہم نے اپنے ways and means کو control کرنا ہے تو وہ ہم نے کیا لیکن ایک responsible government کی طرح ہم نے اپنا fiscal

deficit control کرنے کی کوشش کی۔ یہ side تو ہم control کر سکتے ہیں لیکن ہمارے جو reserves گر رہے ہیں اور وہ reserves اس لیے گر رہے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی inflows نہیں آ رہی تو آپ کو بھی معلوم ہے، ہم باہر گئے، دوستوں سے بھی ملے، ہم multilateral agencies کے پاس بھی گئے اور پھر ہم IMF کے پاس بھی گئے۔ اب بہت بات ہو رہی ہے about IMF conditionalities وغیرہ، میں آپ کو conditionalities بتا دیتا ہوں۔ You said کہ یہ sovereign ادارہ نہیں ہیں، بالکل ہے، رضا ربانی صاحب Leader of the House نے مجھے کہا کہ اس پر debate ہونی چاہیے، میں نے کہا کہ before we sign, debate ہونی چاہیے اور ہم آئیں گے debate کریں گے اور میں آپ کو update کروں گا کہ یہ IMF کا programme ہے۔ IMF کے پروگرام میں ایسی کوئی conditionalities نہیں ہیں جو ہمارے بجٹ میں نہیں ہیں۔ کوئی ایسی additional condition نہیں ہے جو ہمارے بجٹ میں نہیں ہے اور میں conditionalities بتا دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا fiscal deficit 4.3, actually they said you can go to 4.6. Can you imagine, IMF is telling you 4.6 انہوں نے کہا آپ 3. زیادہ لے لیں اور جا کر Benazir Income Fund پر خرچ کریں social net پر اور زیادہ خرچ کریں، اگر کر سکتے ہیں۔

پھر انہوں نے کہا کہ آپ خود State Bank سے borrow نہیں کریں گے، چلیں آپ نے اکتوبر تک جو borrow کر لیا وہ ہم کہہ دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے، اس کے بعد آپ borrow نہ کریں۔ ہم نے تو کہا کہ ہم جولائی سے borrow نہیں کریں گے، انہوں نے کہا کہ اکتوبر کے بعد borrow نہ کرو۔ پھر ہم نے کہا خود کہا کہ flexible exchange rate آئے، انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے flexible exchange rate کہا ہے تو اب flexible exchange rate رکھنا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مجھے اب ستر روپے ڈالر پر چاہیے، جو مارکیٹ کہے گی، آپ وہ کریں

and frankly the best way to bring stability to your exchange rate would be to bring down your inflation and that is the best way of bringing down, giving stability to your exchange rate. Otherwise it is artificial. The

minute, you just use artificial tactics, you will suffer. Your exports will suffer, you will have greater imports and your industry is going to suffer.

ہم نے کہا بالکل صحیح ہے، جو ہم نے کہا انہوں نے ہم پر کوئی condition نہیں لگائی کہ آپ نے کیا کرنا ہے۔ انہوں نے صرف کہا ہے کہ آپ کا کام ہے کہ over a period of time جو آپ کا interbank ہے، اس میں import, export ساری trading ہونی چاہیے۔ پچھلی حکومت نے کیا کیا؟ آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ پچھلی حکومت نے جب دیکھا کہ ان کی currency over value ہو رہی ہے، وہ آہستہ، آہستہ تیل کی payments interbank سے نکالتے گئے اور سٹیٹ بینک کے حوالے کرتے گئے تاکہ آپ کی trade balance رہے I mean imports in inflows and outflows اور روپے پر pressure نہ رہے۔ انہوں نے کہا کہ over a period of time آپ اس کو interbank میں لائیں تاکہ آپ کی مارکیٹ صحیح چلے we want to do same thing. اس میں انہوں نے ایسی کوئی بری بات نہیں کی، ہم نے خود اپنے لیے کہا۔

پھر انہوں نے کہا کہ tax کی GDP ratio ہم نے خود کہا یہ میں نے IMF سے پہلے ہی، آتے ہی statement دی and I think یہ جو Economist Panel بنا ہے جس میں حفیظ پاشا جیسے اچھے Economist ہیں، انہوں نے کہا کہ کوئی ملک بھی 9%, 10% tax GDP ratio سے double digit یا 8%, 9% growth نہیں کر سکتا because اگر آپ کے پاس resources ہی نہیں ہیں تو آپ کس طرح خرچ کریں گے؟ ہم نے کہا کہ over a period of time 5 to 7 سال تک ہم نے اس دس، ساڑھے دس فیصد کو 15% پر لے جانا ہے۔ پانچ سے سات سال، اس پر میں نے دیکھا کہ بڑی questioning ہوئی کہ آج agriculture tax لگ رہا ہے، کل فلانا لگ رہا ہے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہمارا تو کہنا یہ ہے کہ ہم سارے لوگوں کے ساتھ بیٹھیں گے، مشاورت کریں گے، agriculturists کے ساتھ بھی مشاورت کریں گے، stock market والوں کے ساتھ بھی مشاورت کریں گے، real estate والوں کے ساتھ بھی مشاورت کریں گے جو آج net میں ہیں، ان کے ساتھ بھی مشاورت کریں گے۔ ہم نے tax net بڑھانا ہے، اس کو کیسے بڑھایا جائے اور ہمارا target یہ ہوگا کہ 10.5%

not in the next year, nor in 'سے لے کر 15% پر لے آئیں اور یہ 5 سے 7 سالوں میں ہو
the year after but in 5 to 7 years. Is there something, you know, wrong, I
I think, we 'taxes کہ think, we all agree دینے پڑیں گے لیکن کس طریقے سے دیں گے
all have to decide, you know, I think, it has to be by consensus, it has to
be جس کو tax دینا ہے' اس کو دینا ہے اور جس کو نہیں دینا' اس نے نہیں دینا ہے۔ So, I
think, ان کا بھی یہی ہے کہ انہوں نے number اٹھایا اور کہا کہ 15% in 5 to 7 years,
this is interest rates. ہم ان کے ساتھ لڑتے رہے لیکن جب 10 نومبر کے اکتوبر کے لیے
petroleum میں بالکل surprise ہو گیا کہ ہم نے I was surprised, 'numbers آئے
prices بھی تھوڑی کم کی ہیں' food prices بھی نیچے آنا شروع ہوئی ہیں' headline
سے Non energy, non food inflation 17.3% ۔ ہو گئی 25% سے inflation 24.6%
بڑھ کر 18.3% ہو گئی' اس کا مطلب ہے کہ جو underline inflation ہے' اس کا pressure
ابھی بھی ہے اور یہ چڑھ رہا ہے۔ آپ کا 13% discount rate ہے'
how can you fight with the inflation 13% when you know, the core inflation
is 18.3%. Now, what I am saying is that...
اب ہم نے ان سے کہا ہے کہ اسکا مطلب ہے' ہمیں interest rates increase کر دینے
چاہییں' we said, "No, we will not do that". Because we would like to see کہ اس
action پر ہمارا کیا reaction ہوتا ہے۔
اس کے بعد and we believe کہ fuel and oil کا ہمارا advantage pass
through ہونا شروع ہو گیا تو hopefully اس کا slightly affect core inflation پر بھی
ہو سکتا ہے تو 3 سے 4 یا 5 مہینوں میں ہو سکتا ہے کہ inflation کم ہونا شروع ہو جائے۔
ہمیں inflation rates بڑھانے کی ضرورت ہی نہ پڑے بلکہ کچھ interst rates have come
down. The other thing which we did یہ اس حکومت نے کیا ہے کہ آپ کا جو
discount rate اور Kibor کے درمیان سوا دو percent کا فرق پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا' یہ
market کر رہی تھی' ہم نے اس کو بالکل توڑا' 2% تو بڑھا دیا but cost to business has

not changed because Kibor کا 2% ہے' وہ لگا دیا ہے۔

You know, the cost to the business is still what it was 3 days ago and we make sure that it remains the same, even if we have to channge the Kibor, you know, rate even we have to change the Kibor formula, we make sure that our industry, you know,

باقی businesses ہیں' وہ sufer نہیں کریں گے۔ آپ کا یہ IMF کا programme ہے اور All they are ۔ نہیں ہے conditionality اور کوئی programme میں اس IMF کے saying is کہ bitter pill کی بات ہے' bitter pill کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا جو اپنا budget ہے' وہ کافی سخت budget ہے that is the bitter pill and all IMF is saying کہ آپ نے اپنے بجٹ میں کہا ہے اور اس پر ثابت قدم رہنا۔ یہ IMF programme print ہو گا' ہم یہ website پر ڈالیں گے' آپ دیکھیں گے کہ اس کے علاوہ کوئی چیز ہو تو آپ میرے پاس آئیں اور کہیں کہ آپ یہ غلط بات کہہ رہے تھے۔Point یہ ہے کہ

we have actually negotiated, you know, our programme, I must give credit to, you know, the new thinking in IMF

کیونکہ لوگوں نے دس سال تک ان کو جوتے مارے اور ان کے پاس کوئی نہیں گیا۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ 90s کے بعد ان کے پاس کوئی گیا ہی نہیں ہے۔ اب ان کے board نے اور باقی دنیا نے کہا ہے کہ جو تم کرتے ہوتے تھے' وہ غلط کرتے تھے and you know, I think everybody was right کہ پہلے تو ایسا نہیں ہوتا تھا لیکن اب ان کی thinking بہت change ہو گئی ہے۔ آپ دیکھیں ابھی Europeans ان کے پاس جا رہے ہیں اور اس وقت ادھر کیوں گئے ہیں۔ So, ہمارے پاس اس وقت اگر دیکھا جائے تو سستا پیسہ تو I can tell you ہم everybody including your friends are looking for endorsement from IMF. ہر جگہ گئے ہیں لیکن کسی سے کچھ نہیں ملا اور صرف یہ ہے کہ ہاں' بالکل۔ We are interested ہم آپ کی help کریں گے۔ مجھے آج بھی ایک telephone آیا' انہوں نے کہا کہ 17 تاریخ کو friends کی meeting ہو رہی ہے تو آپ جب آئیں گے تو IMF سے کر کے

آئیں گے۔ So, what I am saying is ! اگر IMF کا programme ہمارے بجٹ پر ہے اور ان کی اور کوئی conditionality نہیں ہے تو مجھے اگر 4, 4.5, 5% پیسے مل رہے ہیں اور اتنے مل رہے ہیں کہ مجھے اگلے دو سالوں کے لیے اپنی economy کو structure کرنا ہے تو اس میں کیا قباحت ہے

and I think, we should basically be upfront and I am very upfront, this is exactly what you know the programme is all about.

اب ہم یہاں نہیں کھڑے ہوں گے تو ظاہر ہے' اس پر ابھی یہاں پر بحث ہوئی کہ یہ 2% interst rate کیسے بڑھ گیا ' without, you know, obvious discussion over یہ 2% جو interest rate بڑھا ہے' یہ State Bank کے Board نے بڑھایا ہے۔ here, let me tell you State Bank or Central Bank کا Board اپنے action سے پہلے کسی کو confidence میں نہیں لیتا' اگر وہ independent ہیں اور اس وقت آپ کے Central Bank کے جو rules ہیں' آپ کی پہلی حکومتیں یہ بنا کر گئی ہیں اور یہ صحیح ہیں rules there has to be independence of the State Bank of Pakistan. انہوں نے جب اس پر decision لیا' آپ FED یا Reserve Bank of India یا کسی اور central bank کا مجھے بتا دیں کہ وہ پہلے آ کر parliament میں rate discuss کرتے ہیں اور پھر جا کر اس کو announce کرتے ہیں' کوئی بھی نہیں کرتا۔ ہاں' جب آپ کا monetary policy decision ہو جاتا ہے ' then they should recall and they have to be answerable and the very fact is, this House and اس کی Finance sub-committee وغیرہ آپ بالکل Governor کو بلائیں اور ان کے Board کو بلائیں اور پوچھیں کہ آپ نے یہ basically کیوں بڑھایا ہے اور وہ آپ کو اس پر جواب دیں گے۔

And you know, I think, there is a right of this House, right of the National Assembly or the Parliament to call Central Bank but not before. They cannot work otherwise

یہاں interest rates پر آپ کھڑے ہو کر Otherwise, یہ markets ہی نہیں چلیں گی۔

I think, you are کریں اور وہ نہیں چلتا' وہ کسی دنیا میں ایسے نہیں ہوتا تو debate absolutely right, call them and say کہ آپ نے یہ کس bases پر بڑھایا ہے' وہ آپ کو جواب دیں گے۔

ہم نے اس کے بعد کیا کرنا ہے' اگر ہم اس وقت IMF میں جا کر اپنے لیے 5, 6, 8 ارب dollar immediately لے لیتے ہیں اور میرے خیال میں ہم کوشش کریں گے تو World Bank وغیرہ سے اگلے دو' ایک مہینوں میں before December ہمیں 5, 6 ارب dollars مل سکتے ہیں اور اگر وہ لیں گے تو آپ نے اپنا ایک بڑا problem solve کر لیا اور وہ solve ایسے کیا کہ جو confidence crisis create ہوا ہے by those dwindling reserves, وہ ختم ہو جائے گا۔ یہ بھی ہونا شروع ہو جائے گا کہ لوگوں نے dollars لے کر mattresses کے نیچے رکھے ہوئے ہیں اور جو پیسے باہر نکالے ہوئے ہیں۔ میں یہاں لغاری صاحب کو کہوں گا no time کہ did I say this 10 billion dollars میرے نام سے ایک ticket چلی تھی اور میں نے اسی وقت اس کو deny کیا تھا' میں نے یہ کہا تھا کہ مجھے کیا پتا کہ کتنا جا سکتا ہے' کچھ لوگ کہتے ہیں' market کہتی ہے کہ 10 billion ہیں۔ How would I know that it was 10 billion but there was a flight of capital, ابھی تو آپ نے دیکھا ہے کہ جو چھاپہ پڑا ہے' اس سے پتا چلا ہے کہ there was a flight of capital. Point is کہ یہ flight of capital reverse بھی ہو سکتی ہے کیونکہ جب confidence آنا شروع ہو جائے گا' یہ reverse بھی ہو سکتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جب یہ ہونا شروع ہو جائے گا تو پھر ہمیں جو ہمارا 9 points agenda ہے جو میں یہاں پہلے پیش کر چکا ہوں کہ ہمیں macro economic indicators کی stabilization کے بعد سیدھا' سیدھا safety net for the poor پر کام کرنا ہے۔ ہم نے پھر agriculture پر کام کرنا ہے' I think صاحب Prime Minister نے already بہت سی چیزیں بتا گئے ہیں but ہمیں agricluture میں seriously production side of our economy agriculture, manufacturing trade جو ہیں' یہ دو چیزیں ہیں' ان پر محنت کرنی ہے۔

ہمیں پھر human resource پر کام کرنا ہے پھر ہمیں basic integrated

energy plan پر کام کرنا ہے پھر ہمیں capital market reform پر کام کرنا ہے۔ اس Infrastructure development through public, private sector partnership پر کام کرنا ہے اور آخری point یہ ہے کہ administrative reforms پر بھی کام ہے۔ ہم ان ساری چیزوں پر organized طریقے سے planned طریقے پر کام کریں گے۔ Eventually ہمارا خواب کیا ہے' ہمارا خواب یہ ہے کہ ہم اپنے پیروں پر خود کھڑے ہوں کہ ہر 5, 10 سالوں کے بعد ہم واپس گھوم کر اسی same spot پر آ جاتے ہیں۔ میں تو کوئی politician نہیں ہوں but آپ لوگ تو politicians ہیں' آپ مجھے بتائیں کہ اس 30 اور 40 سالوں میں ہر 10 سالوں کے بعد ہم وہیں کھڑے ہیں۔ ہم اس دفعہ کوئی ایسی چیز کریں جس کے کرنے کے بعد ہم آگے کی طرف بڑھتے رہیں' یہ نہ ہو کہ ہم جہاں سے چلے تھے' وہیں آ کر کھڑے ہو جائیں۔ ہمارا یہ مقصد ہو گا' اس حکومت کا مقصد ہو گا کہ sustained growth on the basis of productivity of our economy, which should be strengthend and frankly, you know, so that ہمارا جو عام آدمی ہے اور ہماری جو ساری population ہے' وہ basically prosper کرے۔ ابھی کافی چیزوں پر بات ہوئی' قادر پور پر بات ہوئی you know, obviously اس کا جواب تو دے چکے ہیں۔ کسی نے یہ کہا کہ ہمیں default نہیں کرنے دینا چاہیے' IMF کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ میں نے آپ کو IMF کی conditionalities تو بتا دیں۔ تو کیا ہم default کرتے؟ ان کو یہ خیال نہیں ہے کہ پھر Argentina کے ساتھ کیا ہوا' وہ pariahs بن گئے' یہ نہیں معلوم کے Philppines کو دنیا کے بیچ میں آنے کے لیے کتنا عرصہ لگا۔ It is fact کہ جب آپ ایک responsible nation کی طرح کھڑے ہو کر دنیا میں جانا چاہتے ہیں' ہمارے پاس بہت resources ہیں' بالکل ہیں لیکن ہم نے کیا کیا' ہم اس کو بالکل bad governance کے through account میں نہیں لے کر آئے۔ So, I think what we need to do is اپنے پیر پر کھڑے ہونے کے لیے ہم ہر مشکل فیصلہ کریں گے اور اس کے بعد ہم اس قوم کو ایک sustainable growth دیں گے۔ Thank you very much.

(Thumping of desks)

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Yes, Bhinder sahib.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب چیئرمین! Leader of the Opposition کو ایک ضروری پروگرام میں جانا تھا' وہ چلے گئے ہیں اور میں ان کے behalf پر یہ چند چیزیں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں جو کہ انہوں نے مجھے ہدایت کی ہے۔ یہ سیشن اپوزیشن کی طرف سے requisitioned تھا' یہ بہت مفید اور فائدہ مند رہا ہے۔ یہ جو قادر پور کا فیصلہ آیا ہے اور آج جناب وزیراعظم صاحب نے یہاں اعلان کیا ہے کہ اس کی ابھی privatization نہیں کی جائے گی اور پارلیمنٹ کو confidence میں لیا جائے گا۔ ہم اس کا خیرمقدم کرتے ہیں' یہ بہت اچھا فیصلہ ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ آنے والے وقت میں بھی پارلیمنٹ کو confidence میں لیتے ہوئے فیصلے کیے جائیں گے۔

(Thumping of desks)

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! چند چیزیں تشنہ رہی ہیں' proposed Privatization of Dadu Sugar Mills کے متعلق کوئی جواب نہیں دیا گیا' sale of KESC to a group کے متعلق کوئی بات واضح نہیں کی گئی' sale of 26% of NBP of UAE اس کے متعلق بھی ہمیں نہیں بتایا گیا اور inability of the government to check smuggling اس کے متعلق بھی نہیں بتایا گیا۔ آپ اب prorogation order پڑھیں گے لیکن ہم امید کرتے ہیں کہ ان باتوں کا اگر یہاں نہیں بتایا گیا تو کم از کم حکومت اپنا موقف بیان کرے تاکہ عوام کو معلوم ہو سکے کہ ان معاملات پر بھی جو کہ یہاں بحث ہوئے ہیں اس کا حکومت کے پاس کیا جواب ہے۔ Thank you very much.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. We conclude the Session now.

"In excercise of the powers conferred by the clause III of Article 54, read with Article 61 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate Session on the conclusion of its sitting on Thursday, the 13th November, 2008."

Sd/-

(Chairman Senate of Pakistan)

[The House was then prorogued sine-die]
